



مولانا نظام الدین کی لاوڈ اسپیکر
کے جواز پر مبنی کتاب کا رد بلیغ
تقریباً دس سال
گذر جانے کے باوجود **قول فیصل**
کا جواب موصول نہیں ہوا
آخر کیوں؟

فیض رضا جاری رہے گا

لاوڈ اسپیکر سے نماز کی صحت وفساد پر

قولِ فیصل

تحقیق یا تحریف
مولانا نظام الدین مبارک پوری
کی لاوڈ اسپیکر کا شرعی حکم کا
پوسٹ مارٹم

تحریر مبارک
حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد مطیع الرحمٰن رضوی** [illegible]

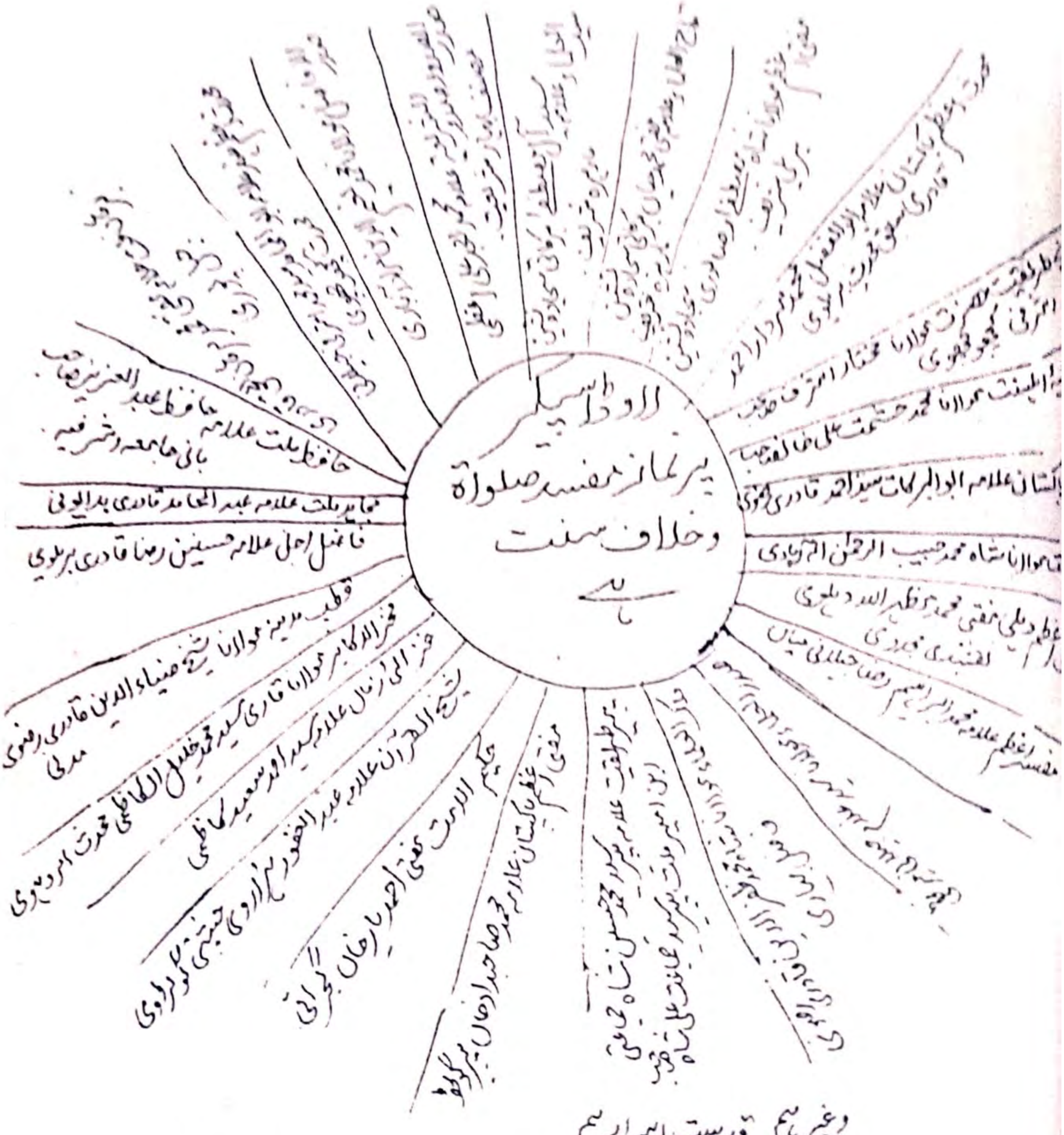
تقدیم لاجواب
خطیب اہلسنت حضرت علامہ مولانا **محمد حسن علی** رضوی بریلوی میلسی

زیر نگرانی
مولانا ابوالخیر **محمد الطاف** قادری رضوی

پیشکش
انجمن انوار القادریہ

جمشید روڈ نمبر 3 کراچی
فون 0300-9231183-4120794
0300-9201959-2435088

مسلم اکابر اہلسنت کا متفقہ فیصلہ و تحقیقی فتویٰ



وغیرہم قدست اسرارہم

ـــ اب سوچیئے کہ سارے اکابر کو کر کے رد ۔ ہم کیسے مان لیں بھلا اک مولوی کی بات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت:	چورانویں (94)
کتاب کا نام:	''قولِ فیصل'' مع تقدیمِ لاجواب
مصنف:	حضرت علامہ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مدظلہ العالی
تقدیمِ لاجواب:	حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی (میلسی)
زیرِ نگرانی:	ابوالخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی
ناشر:	شعبہ نشرو اشاعت انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ نمبر ۳ کراچی
سنِ اشاعت:	مئی 2001ء
ہدیہ:	80 روپے
تعداد:	1100 (گیارہ سو)

[illegible]

125 روپے سالانہ فیس جمع کراکر ہر ماہ ایک نیا خوبصورت رسالہ گھر بیٹھے حاصل کریں۔ انجمن انوار القادریہ کی اس اشاعتی سرگرمی میں حصہ لے کر دینی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ فیس منی آرڈر کے ذریعے بھی جمع کرائی جاسکتی ہے۔

نوٹ: بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات قیمت اور ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

انجمن انوار القادریہ (ٹرسٹ) کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً لوگوں کی اصلاح و خبرگیری کیلئے مختلف مسائل اور عنوانات پر کتابیں ولٹریچر شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب **''قولِ فیصل''** مع تقدیمِ لاجواب انجمن انوار القادریہ کی اشاعت کی چورانویں (94) کڑی ہے۔

ملنے کے پتے

۱) مکتبۂ اہلسنّت برائٹ کارنر دکان نمبر۹ سابقہ سبزی منڈی کراچی۔

۲) دارالعلوم انوار القادریہ حیدرآباد کالونی جمشید روڈ نمبر۳ کراچی۔

۳) ضیاء الدین پبلشرز نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

۴) مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن جوڑیا بازار کراچی۔

۵) پاک حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی۔

۶) علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مفتی دارالعلوم امجدیہ خطیب امجدی رضوی جامع مسجد عالمگیر روڈ کراچی۔

۷) مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام زینت المساجد دارالسلام گوجرانوالہ۔

۸) نعیم احمد شیخ قادری رضوی نزد میمن مسجد چاکی پاڑہ شہداد پور ضلع سانگھڑ سندھ۔

۹) مولانا شاہد القادری الرضوی مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

۱۰) مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ محلہ مصطفےٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد۔

۱۱) مولانا محمد باغ علی رضوی مہتمم سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی نزد والا روڈ بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد۔

۱۲) مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور۔ ۱۳) مکتبہ نبویہ دفتر مرکزی مجلس رضا۔گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۴) مکتبہ انوار رضا۔ مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی۔ ۱۵) رضا اکیڈمی ۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی نمبر۳۔

۱۶) مکتبہ اعلیٰ حضرت دفتر دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگراں بریلی شریف۔ یوپی

۱۷) حضرت علامہ مفتی محمد اعظم رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام مفتی رضوی دارالافتاء بریلی شریف۔

۱۸) حضرت علامہ تحسین رضا خاں شیخ الحدیث دارالعلوم نوریہ رضویہ مکتبہ مشرق کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی شریف۔

۱۹) علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری میاں بریلی رضا نگر محلہ سوداگراں بریلی شریف۔ دفتر سنی دنیا۔

۲۰) حضرت علامہ سید محمد حسینی اشرفی ایڈیٹر سنی آواز دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور مہاراشٹر۔

۲۱) علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی ادارۃ الحنفیہ کش گنج بہار۔ ۲۲) المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

۲۳) دارالعلوم احسن البرکات مفتی خلیل خان روڈ حیدرآباد۔ ۲۴) مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور

۲۵) مولانا عبدالصمد قادری رضوی مدرسہ قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ اورنگ آباد بھارت۔

۲۶) علامہ محمد ادریس رضا خان علامہ محمد معصوم الرضا آستانہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت یوپی۔

تقدیم لاجواب

مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت و اہمیت اور اکابر اہلسنّت

زیرِ نظر کتاب ''قولِ فیصل'' افضل المحققین اکمل المدققین فاضل محقق حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مدظلہ کی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے عدمِ جواز پر بصیرت افروز محققانہ تصنیف ہے جس میں اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ وشہزادگانِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت کے مسلکِ حق کی بہترین ترجمانی کی گئی ہے مولانا نظام الدین صاحب مبارکپوری نے جامعہ اشرفیہ کے اکابر علماء کے برعکس جمہور اکابر اہلسنّت سے مختلف موقف اختیار کیا اور لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کے موضوع میں ایک کتاب شائع فرمادی بدقسمتی سے یہ کتاب پاکستان میں درآمد کرلی گئی جس سے بہت فتنہ وشر پھیلا عاملین شریعت و سنت اور سنت کے علمبردار عزیز و احباب بھی اس کی زد میں آگئے چونکہ مولانا نظام الدین کی یہ کتاب مسلمہ اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت کے اجماعی موقف سے یکسر مختلف و متصادم تھی، اس لئے اکابر مشاہیر علماء ہندوستان کی فرمائش پر حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مدظلہ نے اس کتاب کا انتہائی مدلل و متحقق فاضلانہ رد لکھا جو ہندوستان میں بہت مقبول ہوا۔ اب چونکہ یہاں پاکستان میں بھی مولانا نظام الدین کی کتاب سے غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں اور اچھے بھلے قادری رضوی کہلانے والے اپنے مسلمہ اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ وشہزادگان کے اجماعی علمی تحقیقی موقف و فتاویٰ کو چھوڑ کر لاؤڈ اسپیکر کی بدعت کو اپنارہے ہیں۔ انجمن انوار القادریہ حیدرآباد کالونی کراچی مبارک باد کی مستحق ہے کہ مسلکِ رضا کے تحفظ و دفاع میں حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی بہاری کی یہ لاجواب کتاب ''قول فیصل'' شائع کررہی ہے جو وقت کی ضرورت ہے سنی قوم کی مانگ اور اکابر اہلسنّت کے دل کی آواز ہے اس عظیم کتاب ''قول فیصل'' میں نماز جیسے اہم فریضہ کی عظمت کے پیش نظر اکابر اہلسنّت کے مسلک و موقف حق کی ترجمانی کی گئی اہلسنّت کے علمی حلقوں میں یقیناً یہ کتاب قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور جو احباب غلط فہمیوں کا شکار ہوگئے ہیں وہ اپنے اکابر شکن کردار سے ضرور رجوع فرماکر اور مکبرین کی سنت کو ازسرنو زندہ فرماکر سوشہیدوں کا اجر و ثواب پائیں گے۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کا حافظ و ناصر ہو آمین ثم آمین۔

مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت و اہمیت اور اکابرِ اہلسنّت

از افادات علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت ضیغم اہلسنّت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

خلیفہ مجاز سیدنا شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم وخلیفہ مجاز خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری

وخلیفہ مجاز نائب اعلیٰ حضرت سیدی سندی محدثِ اعظم پاکستان و نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم جیلانی میاں قدست اسرارہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم– نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

پیارے سنی بھائیو! مسلکِ مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت ﷺ کے شیدائیو! مولیٰ عزوجل ہم سب کو دینِ حق دینِ اسلام مذہبِ حق مذہبِ اہلسنّت مسلکِ حق مسلکِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجددِ دین وملت ﷺ پر استقامت و دوام بخشے اور قیام تک پیدا ہونے والے فتنوں کے ہر شر ہر فریب وفراڈ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

برادرانِ اہلسنّت یہ فتنوں کا زمانہ ہے خالص مخلص سینوں کیلئے امتحان کا وقت ہے گوہم امتحان وآزمائش کے ہرگز لائق نہیں سیدنا مجددِ اعظم سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

بہر اسلامے ہزاراں فتنہا

یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا

ہمارے اکابر کی عظمتوں کے قربان جنہوں نے ہرگام و ہر مقام پر ہماری دستگیری و رہنمائی فرمائی بات صرف اکابرِ بریلی شریف کی نہیں بات صرف خلفاء و تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی ہی نہیں خواہ مارہرہ مطہرہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ قادریہ کے اکابر مشائخ کرام ہوں یا پیلی بھیت شریف و کچھوچھہ مقدسہ کے اکابر کرام ہوں یا بدایوں شریف، گھوسی شریف کے اکابر ہوں یا مرادآباد و جبل پور و بہار کے لاہور اور دہلی کے اکابر کرام ہوں یا علی پور و امروہہ کے میرٹھ کے مشائخ ہوں یا دارالخیر اجمیر مقدس کے حتیٰ کہ اکابر و مشاہیر علماء و مشائخ عرب وعجم و حرمین طیبین نے ہمیں مسلکِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت پر استقامت کا درس دیا ہے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی

اتحاد اہلسنّت کی دلیل ہے۔

لیکن اس کے برعکس آج:

علم و عمر و تجربہ استعداد و قابلیت کے اعتبار بعض چھوٹے چھوٹے ننھے منھے محققین تحقیق کے نام پر اکابر کے دامنِ تحقیق سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں تحقیق کا دروازہ بند نہیں ہوا لیکن تحقیق کے نام پر اپنے مسلمہ اکابر کی تحقیق و فتاویٰ سے ٹکرانا عملاً اپنے اکابر کی تحقیق و فتاویٰ کی تغلیط و تردید کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے اور سنیت کی اجتماعیت پر کاری ضرب لگانا اور شرازۂ سنیت کو خلفشار و انتشار کی بھینٹ چڑھانا ہے بلاشبہ ان مسائل میں تو تحقیق ہوسکتی ہے جن پر ہمارے مسلمہ و معتمد علیہ اکابر و اعاظم حضرات نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ اور وہ مسائل جو تشنہ تحقیق ہوں مگر وہ مسائل جن پر ہمارے اکابر کرام کی صف اول کی جماعت کے ننانوے فیصد سے بھی زیادہ حضرات نے بار بار اپنا بصیرت افروز علمی تحقیقی فتویٰ و فیصلہ جاری فرمادیا ہو ان کو ازسرنو زیر بحث لانا کسی طرح بھی مناسبت نہیں اور پھر فرض نماز جیسا اہم ضروری و حساس مسئلہ اس کو لاؤڈ اسپیکر کی بھینٹ چڑھانا کس قدر المناک ہے یہ کسی بھی ذی فہم و شعور ارباب بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔

اگر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے مسئلہ کی کوئی اہمیت ہی نہ ہوتی اور یہ محض ایک جزوی فروعی و تحقیقی مسئلہ ہوتا تو ہمارے اکابر کرام عدمِ جواز و فساد خلاف سنت و بدعت کے صریح احکام و فتاویٰ پر مشتمل بیسوں کتابیں اور سیکڑوں فتاویٰ کیوں شائع کراتے؟ جس قدر اشکال اور مفروضے آج پیدا کئے جاتے ہیں اور جتنے مغالطے آج دیئے جاتے ہیں ان سب کا جواب ہمارے مسلم اکابر کے قلم سے بار بار دیا جاچکا ہے۔ اور کوئی پہلو تشنہ تحقیق نہیں چھوڑا گیا ہے۔

عدمِ جواز و فسادِ نماز کے حکم پر مشتمل کتابیں:

مشہور و ممتاز مسلمہ اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت نے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کی نزاکت اور اس کی ضرورت و اہمیت کا احساس فرماتے ہوئے کثیر تعداد میں عظیم محققانہ کتب تصنیف

فرمائیں اور کتب فتاویٰ میں بڑی اہمیت و خصوصیت سے اس مسئلہ کو واضح فرمایا اس کی ایک اجمالی فہرست ملاحظہ ہو (۱) خلیفہ اعلیٰ حضرت برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب نوری رضوی قدس سرہ کی تائید و تصدیق سے ''صیانۃ الصلوٰات عن حیل البدعات'' شائع فرمائی۔ (۲) مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر التعداد اکابر و مشاہیر اہلسنّت کی تائید و تصدیق کے ساتھ ''القول الازھر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر'' شائع فرمائی۔ (۳) مولانا حافظ محمد عمران قادری رضوی مصطفوی پیلی بھیتی نے ''التفصیل الانور فی حکم لاؤڈ اسپیکر معروف به تحقیق الاکابر لاتباع الاصاغر'' کثیر اکابر اہلسنّت کی تائید و تصدیق سے شائع فرمائی۔ (۴) غازی اہلسنّت مجاہد اسلام و سنیت علامہ مفتی قاری محمد محبوب علی خاں قادری رضوی مفتی اعظم بمبئی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر التعداد اکابر اہلسنّت کی تائید و حمایت سے کتاب ''القول الانور لعدم جواز الصلوٰۃ باقتداء لاؤڈ اسپیکر'' شائع فرمائی۔ (۵) مخدوم المخادیم حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی نوری قاسمی سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ یوپی نے کثیر علماء اکابر اہلسنّت کی تائید و تصدیق سے کتاب لاجواب ''قرآنی نماز بمقابلہ مائیکرو فونی نماز'' شائع فرمائی جس میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا فتویٰ دینے والے مولانا مفتی محمد افضل حسین مونگیری اور مولانا محمد احمد جہانگیر کا توبہ نامہ اور جواز کے فتویٰ سے رجوع بھی شائع کیا۔ (۶) ایک کتاب ''مفصل فتویٰ لاؤڈ اسپیکر اکابر اہلسنّت'' مجاہد ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان نے جمعیت العلماء پاکستان کی طرف سے شائع فرمائی۔ (۷) ایک کتاب ''فتاویٰ لاؤڈ اسپیکر'' ناصر الاسلام مولانا شاہ محمد عبدالسلام قادری باندوی انجمن امانت الاسلام کراچی کی طرف سے شائع فرمائی گئی۔ جس میں اکابر اہلسنّت کے علاوہ دیوبندیوں وہابیوں غیر مقلدوں کے اکابرین کے فتاویٰ عدم جواز بھی شامل کر کے شائع کئے۔ (۸) ایک کتاب ''القول

المقبول فی عظمة قول الله والرسول" مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد صاحبداد خانصاحب شیخ الحدیث جامعہ رشدیہ پیر جو گوٹھ مفتی جمیعت العلماء پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت مشہور وممتاز اکابر اہلسنّت کی تائید وتصدیق سے تحریر فرمائی جو جمیعت عالیہ اسلامیہ مرکزیہ مؤتمر علماء پاکستان ادارہ نعیمیہ رضویہ دفترہفت روزہ سواد اعظم لاہور سے مولانا مفتی مخدوم غلام معین الدین نعیمی مراد آبادی نے شائع فرمائی۔ (۹)ایک کتاب "برق الٰہی" مولانا محمد ناظر اشرف قادری پورنوی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ نے انجمن غلامان اشرفی محلّہ شطرنجی پورہ ناگپور مہاراشٹر سے شائع فرمائی جس میں اکابر اہلسنّت کی جامع تصدیقات کے ساتھ ساتھ مولانا مفتی افضل حسین صاحب مونگری اور مولانا محمد احمد صاحب جہانگیر کا اس مسئلہ پر رجوع نامہ بھی تاج الشریعت بحر فقاہت جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب ازہری قادری رضوی بریلوی اور مولانا علامہ صغیر احمد رضوی جوکھن پوری کی چشم دید شہادت اور روبرو گواہی سے شائع کیا گیا ہے مجوزین لاؤڈ اسپیکر انہی دونوں حضرات کے دلائل کو جواز لاؤڈ اسپیکر کی دلیل بنایا کرتے ہیں حالانکہ یہ دونوں حضرات رجوع کر کے عدم جواز کے قائل ہو چکے تھے اور ان دونوں کے متعلق فقیر کا اپنا مشاہدہ بھی ہے مولانا مفتی محمد افضل حسین صاحب سے جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں عرس حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان وعرس مولانا عبدالقادر قادری رضوی احمد آبادی کے موقع پر اور مولانا محمد احمد صاحب جہانگیر سیدنا سرکار مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے عرس چہلم سے واپسی پر ٹرین میں دہلی جاتے ہوئے ملاقات ہوئی اور ان دونوں حضرات کے رجوع الی الحق سے مطلع ہوا۔ (۱۰) ایک کتاب حافظ محمد احمد خطیب جامع مسجد باغوالی بیرون شاہ عالمی مارکیٹ لاہور نے "لاؤڈ اسپیکر کی نماز پر فتاویٰ عدم جواز" شائع کی جس میں مختلف مکاتیب فکر کے کثیر التعداد علماء کے فتاویٰ شائع کئے۔ (۱۱) ایک جامع کتاب صیانۃ الصلوٰۃ عن افسادالات مکبر الاصوات لاؤڈ اسپیکر پر اقتداء نماز۔ عمدۃ المحققین علامہ مفتی غلام محمد خاں شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور نے مشہور ومقتدر اکابر اہلسنّت کی تائید وتصدیق سے

شائع فرمائی اور مجوزین کے اشکال و دلائل کا ازالہ فرمایا۔ (۱۲)ایک کتاب لاجواب و بے مثال مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت پیر طریقت مولانا علامہ سید محمد حسینی اشرفی مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور کرناٹک نے مولانا نظام الدین مبارکپوری کی لغو کتاب کے مدلل و محقق جواب میں ''لاؤڈ اسپیکر کے شرعی حکم کا شرعی محاسبہ'' تصنیف فرمائی جس میں مولانا نظام الدین اور دوسرے حضرات کے دلائل کا علمی تحقیقی تعاقب فرمایا ماہرین اصوات کی آراء اور اکابر اہلسنّت کی تصدیقات بھی شامل کیں۔ (۱۳)۲۲۸ صفحات پر ایک طویل وضخیم اورنہایت مدلل و محقق جامع کتاب فقیہ ملت فاضل محقق حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مدظلہ خلیفہ سیدنا مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ''قول فیصل'' کے نام سے تحریر فرماکر مولانا نظام الدین صاحب کے دلائل کا بھرپور علمی و تحقیقی جواب دیا اور کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا۔ (۱۴)اور ان سب سے پہلے نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی اور مفسرِ قرآن علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی علیہما الرحمۃ کے علمی تحقیقی فتاویٰ پر مشتمل ایک کتابچہ ''فتاویٰ لاؤڈ اسپیکر ورویتِ ہلال'' نوری کتب خانہ داتا دربار لاہور سے حضرت مخدوم سید محمد معصوم شاہ صاحب نوری رحمۃ اللہ علیہ نے شائع فرمایا۔ (۱۵)ایک مفصل جامع کتاب قصد السبیل علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی نے ارقام فرمائی۔

علاوہ بریں فتاویٰ امجدیہ میں سیدنا صدر الشریعت بدر الطریقت فقیہ اعظم مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت۔ فتاویٰ مصطفویہ میں سیدنا حضور سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفے رضا خانصاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف نے' جامع الفتاویٰ میں سیدی سندی حضور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب نے' فتاویٰ نعیمیہ میں علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نے' ریاض الفتاویٰ میں علامہ مفتی سید محمد ریاض الحسن قادری رضوی حامدی جودھپوری نے' فتاویٰ مظہری میں مفتی اعظم دہلی علامہ محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی نے' فتاویٰ

شریفیہ اور معارف شارح بخاری میں فقیہہ کبیر محدث شہیر علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی نے' وقار الفتاویٰ میں علامہ مفتی محمد وقار الدین صاحب قادری رضوی نے' فتاویٰ فیض الرسول میں علامہ مفتی جلال الدین امجدی اور کتاب ''مضامین بدر ملت'' میں بدر العلماء علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے عدمِ جواز و فساد کے حکم پر مشتمل متعدد فتاویٰ صادر فرمائے اور ٹھوس علمی تحقیقی دلائل سے مجوزین کے اشکال کا ردِ بلیغ فرمایا کہاں تک شمار کیا جائے اکابر اہلسنّت نے سیکڑوں کتابوں میں بار بار عدمِ جواز و فساد کے احکام صادر کیے۔

سنی صحافت:

اب آیئے سنی بریلوی رسائل و جرائد کی طرف بجز لاہور وقصور سے چھپنے والے ایک ماہنامہ کے مدیرِ اعلیٰ صاحب مرحوم کے سوا اہلسنّت کے تمام مشہور و معروف محبوب و مقبول رسائل و جرائد نے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدمِ جواز و فساد و بطلان پر بار بار علمی تحقیقی فاضلانہ مضامین محققانہ فتاویٰ شائع کیے استاذ العلماء مفتی پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی خلیفہ اعلیٰ حضرت کی زیر سرپرستی چھپنے والا پہلے ہفت روزہ اور بعد پندرہ روزہ رضوان لاہور۔ ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف۔ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف' ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی شریف۔ پندرہ روزہ دامنِ مصطفیٰ بریلی شریف ماہنامہ ''اشرفی'' کچھوچھہ شریف۔ ماہنامہ ''فیض الرسول براؤن شریف۔ ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔ ماہنامہ ''قاری'' دہلی شریف۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور۔ ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ پہلے ہفت روزہ پھر ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ۔ ماہنامہ سنی آواز ناگپور مہاراشٹر و سنی لکھنو ''المیزان'' بمبئی۔ ماہنامہ محبوب خدا کراچی۔ ہفت روزہ ''محبوب حق'' لائلپور (فیصل آباد) ماہنامہ ''فیض رضا'' لائلپور فیصل آباد۔ ماہنامہ ''حنفی'' لاہور۔ ہفت روزہ سوادِ اعظم ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور وغیرہم تمام سنی بریلوی رسائل و جرائد جو مسلمہ اکابرِ اہلسنّت کی سرپرستی و ادارت میں شائع ہوتے تھے یا ہو رہے ہیں مسئلہ لاؤڈ

اسپیکر کو نہایت اہمیت کے ساتھ بار بار شائع کرتے رہے۔

اکابرِ اہلسنّت اعاظمِ مفتیانِ شریعت

یوں تو آج اس گئے گزرے دور میں چھوٹے سے چھوٹے مولانا صاحبان کو ان کے شاگرد مسلمہ اکابر و معتمد علیہ اکابر سے بھی بڑا سمجھتے ہیں عمر، علم، تجربہ کے اعتبار سے بہت سے اصاغر علماء کو ان کے شاگرد استاذ العلماء استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث، شیخ القرآن، محدث اعظم، مفتی اعظم، فقیہ اعظم، محقق اعظم، مفسر اعظم قرار دیتے رہتے ہیں بلکہ اب تو بیک وقت کئی کئی مجدد دین وملت اور کئی کئی امام اہلسنّت بنائے جارہے ہیں کون کس کو روک سکتا ہے مادر پدر آزادی کا زمانہ ہے اپنے مریدوں اور شاگردوں کے پراپیگنڈہ کے بل بوتے پر آج کل من گھڑت مجدد دین کی کمی نہیں لیکن ہم بفضلہ تعالیٰ ایسے مسلمہ و مستند اکابرِ اہلسنّت کے اسمائے گرامی نقل کرتے ہیں جو بلاشبہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آج کل کے اکابر کے دادا پر دادا استاد اور دادا پرداد شیخ طریقت ہیں ان مسلمہ معتمد علیہ اکابر کرام نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز وفساد و بطلان کے علمی تحقیقی فتاویٰ صادر کیے ہیں۔

۱) تاج العلماء زین الاصفیاء مولانا سید شاہ محمد میاں برکاتی سجادہ نشین مارہرہ مقدسہ۔

۲) شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب نوری رضوی سجادہ نشین بریلی شریف۔

۳) صدر الصدور صدر الشریعت مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت خلیفہ اعلیٰ حضرت۔

۴) صدر الافاضل مولانا شاہ محمد نعیم الدین مراد آباد مصنف تفسیر خزائن العرفان خلیفۂ اعلیٰ حضرت۔

۵) برہان ملت مولانا مفتی شاہ محمد برہان الحق قادری رضوی خلیفہ اعلیٰ حضرت۔

۶) ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت۔

۷) فاضل اجل علامہ شاہ حسنین رضا خاں صاحب بریلوی برادر زادہ و خلیفہ اعلیٰ حضرت۔
۸) شیر بیشہ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مرید و تلمیذ و مظہر اعلیٰ حضرت۔
۹) محدث اعظم ہند شہزادۂ شاہ سمنان علامہ ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی تلمیذ اعلیٰ حضرت۔
۱۰) نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد بانی، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف و لائلپور۔
۱۱) مفتی پاکستان خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب قادری رضوی حزب الاحناب لاہور۔
۱۲) مظہر صدر الافاضل علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مراد آبادی کراچی۔
۱۳) جلالۃ العلم حافظ ملت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔
۱۴) فاضل اجل علامہ شاہ محمد اجمل مفتی سنبھل قادری رضوی حامدی سنبھل مراد آباد۔
۱۵) مفتی اعظم دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی۔
۱۶) سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفےٰ میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ایٹہ۔
۱۷) مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری، رضوی حامدی امجدی رئیس اعظم اڑیسہ۔
۱۸) یادگار سلف صالحین حضرت علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین قادری رضوی۔
۱۹) فخر المحد ثین علامہ قاری سید شاہ محمد خلیل الکاظمی محدث امروہی چشتی صابری قادری امروہہ۔
۲۰) امین الشریعت فقیہہ امت مولانا مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری۔

۲۱) مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد صاحبداد خانصاحب شیخ الجامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ۔

۲۲) صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی اشرفی امجدی شیخ الحدیث مدرسہ قومیہ اندر کوٹ میرٹھ۔

۲۳) استاذ العلماء علامہ قاضی محمد شمس الدین جونپوری امجدی جونپور۔

۲۴) حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی گجرات۔

۲۵) مفتی اعظم بمبئی مولانا علامہ قاری محمد محبوب علی خان قادری رضوی مجددی بمبئی۔

۲۶) مجاہد ملت مولانا شاہ علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان۔

۲۷) یادگار اسلاف استاذ العلماء مولانا مفتی محمد تقدس علی خاں قادری رضوی سابق مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام بریلی۔

۲۸) غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان شریف۔

۲۹) محقق دوراں علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی اندرو انڈیا۔

۳۰) شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی گھوسی شریف۔

۳۱) شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسوی۔

۳۲) فخر الاسلام مولانا علامہ غلام یزدانی شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی شریف۔

۳۳) خلیل العلماء مولانا مفتی محمد خلیل احمد برکاتی بانی دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد سندھ۔

۳۴) فقیہ کبیر محدث شہیر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی برکاتی صدر دارالافتاء اشرفیہ مبارک پور۔

۳۵) محبوب العلماء علامہ قاری مفتی محبوب رضا خاں قادری مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۳۶) عمدۃ المحققین علامہ مفتی غلام محمد خان قادری شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ ناگپور مہاراشٹر۔
۳۷) استاذ العلماء علامہ مفتی محمد ثناء اللہ الاعظمی سابق محدث مظہر اسلام بریلی شریف۔
۳۸) شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی کچھوچھہ شریف۔
۳۹) شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی قادری خلیفہ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی۔
۴۰) مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عمر نقشبندی اچھروی لاہور۔
۴۱) جانشین امیر ملت سراج الملت صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ نقشبندی سجادہ نشین حضرت پیر سید شاہ جماعت علی علیہ الرحمۃ۔
۴۲) حضرت علامہ مولانا غلام محمد گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی۔
۴۳) احسن العلماء مولانا حافظ سید شاہ حیدر حسن مصطفٰی برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف۔
۴۴) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلی شریف۔
۴۵) شیخ المعقول استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری فیصل آباد لائلپور۔
۴۶) شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان ناظم حزب الاحناف لاہور۔
۴۷) ریحان ملت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خان رحمانی سجادہ نشین بریلی شریف و مہتمم منظر اسلام بریلی شریف۔
۴۸) تاج الشریعت بحر فقاہت مظہر مفتی اعظم مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری میاں۔
۴۹) استاذ العلماء علامہ مفتی محمد تحسین رضا خان محدث بریلوی بریلی شریف۔
۵۰) فقیہ العصر علامہ مفتی محمد رجب علی صاحب مفتی اعظم نانپارہ بہرائچ ہند۔
۵۱) رئیس العلماء علامہ مفتی محمد ظفر علی صاحب نعمانی رضوی امجدی مہتمم دارالعلوم امجدیہ

کراچی۔

۵۲) ترجمان صدر الافاضل مولانا مفتی مخدوم سید غلام معین الدین نعیمی مدیر سوادِ اعظم لاہور۔

۵۳) بدر العلماء بدر ملت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری۔

۵۴) فقیہ العصر علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مفتی بہار ہند۔

۵۵) مفسر قرآن علامہ غلام علی صاحب اشرفی قادری رضوی اوکاڑوی۔

۵۶) استاذ العلماء علامہ محمد عبدالرشید صاحب مفتی دارالافتاء جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور بھارت۔

۵۷) جانشین برہان ملت علامہ مفتی ڈاکٹر حکیم محمد محمود احمد صاحب قادری رضوی سلامی برہانی جبل پور۔

۵۸) امیر شریعت حکیم الامت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب نگران اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔

۵۹) وقار الملت مفتی شریعت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی مفتی و شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۶۰) پیر طریقت رہبر شریعت مولانا محمد عبدالسلام قادری باندوی کراچی۔

۶۱) شیخ التفسیر مولانا علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

۶۲) استاذ العلماء مولانا محمد عبداللہ صاحب قادری اشرفی رضوی قصور۔

۶۳) استاذ العلماء علامہ مفتی محمد اعظم رضوی ٹانڈوی شیخ الحدیث و مفتی مظہر اسلام رضوی دارالافتاء بریلی شریف۔

۶۴) محدث کبیر علامہ مولانا شاہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی رضوی امجدی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ

مبارکپور۔

۶۵) فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین صاحب امجدی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

۶۶) جانشین مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضا خان پیلی بھیتی حشمتی رضوی۔

۶۷) زینت علم و قلم علامہ سید محمد حسینی اشرفی مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور۔

۶۸) رئیس القلم ملک التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی جمشید پور۔

۶۹) حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی مفتی مرکزی دارالافتاء اہلسنّت بریلی شریف۔

۷۰) شمس العلماء علامہ مفتی محمد نظام الدین سسرامی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف۔

۷۱) بقیۃ السلف علامہ مفتی صوفی محمد نظام الدین شیخ الحدیث دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع بستی۔

۷۲) شیر پنجاب علامہ ابو النور مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں مدیر ماہ طیبہ ابن فقیہ الاعظم کوٹلوی۔

۷۳) حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد ریاض الحسن صاحب قادری رضوی حامدی جودھپوری حیدرآباد۔

۷۴) پیر طریقت رہبر شریعت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی۔

۷۵) فقیہ العصر علامہ مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی بریلوی مفتی جمیعت العلماء پاکستان۔

۷۶) حضرت علامہ مفتی محمد آل حسن صاحب سنبھلی "وغیرھم قدست اسرارھم ادام اللہ تعالیٰ برکاتھم۔"

مذکورہ بالا مسلمہ اکابر کے علاوہ اور بہت اکابر علماء جن کے اسماء گرامی بخوف طوالت درج نہیں کئے جارہے سب کے سب لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو مکروہ و شدید ممنوع، باطل و مفسدِ صلوٰۃ و

کالعدم سمجھتے ہیں مجوزین لاؤڈ اسپیکر کے پاس ان کے پایہ کی کوئی دوسری معتمد و مسلم علمی شخصیت نہیں کیا یہ اکابر اہلسنّت کا اجماع نہیں کیا گنتی کے دوچار علماء مذکورہ بالا شہرۂ آفاق اکابرین سے اختلاف کرنا خرق اجماع کا باعث نہیں۔ اس کے جواب میں کراچی کے بعض مجوزین لاؤڈ اسپیکر آج کل کے نومولود کم سن و نابالغ خود ساختہ محققین کو ان مسلمہ اکابرین کے مقابلہ میں لاتے ہیں اور محض اپنی بات بالا رکھنے بعض علماء کا نام نامی سراسر غلط استعمال کرتے ہیں اور ان کے نام سے مغالطہ و غلط تاثر دیتے ہیں اور خوف خدا جل جلالہ اور شرم نبی ﷺ سے کام نہیں لیتے۔

علماء اہلسنّت کے نام سے مغالطہ اور دھوکہ:

کھلم کھلا دھوکہ اور مغالطہ دیا جاتا ہے علاقہ گرومندر کراچی کے ایک بقلم خود مفتی صاحب نے تو جھوٹ بولنے میں جھوٹ کی بھی کمر توڑ دی وہ لاؤڈ اسپیکر کے ایسے جانثار عاشق ہیں کہ اپنے ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۰ء کے دستخطی و مہری فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی بھی جواز کے قائل تھے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حالانکہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے خلاف تین اہم فتاویٰ ہمارے علم و مشاہدہ میں ہیں فقیر اپنی جامع کتاب ''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ'' میں نقل کر چکا ہے اور مجھ فقیر سے پہلے مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کی طرف سے شائع شدہ کتاب مفصل فتویٰ لاؤڈ اسپیکر اکابر اہلسنّت میں مولانا شاہ محمد عبدالسلام باندوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''فتویٰ لاؤڈ اسپیکر'' میں مذہب اہلسنّت مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کے مختلف شماروں میں مولانا مفتی مخدوم غلام معین الدین نعیمی مدیر سواد اعظم لاہور ہفت روزہ سواد اعظم میں مولانا صوفی اقبال احمد نوری مولانا صوفی عزیز احمد حامدی رضوی ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف میں پھر مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد صاحبداد خاں پیر جو گوٹھ اپنی کتاب القول المقبول میں اور فقیر اپنی کتاب ''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ'' میں بار بار نقل کر چکا ہے فقیر راقم الحروف سے خود مرید و خلیفہ و تلمیذ و خادم

صدر الافاضل مولانا مخدوم غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نعیمی دواخانہ و دفتر سواد اعظم لاہور میں خود فرمایا کہ سیدی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز کا فتویٰ مفسدِ نماز کا بھی ہے اور حضرت سیدی صدر الافاضل قدس سرہ فسادِ نماز کا حکم بھی لگاتے تھے لیکن گروہ مندرد کے مفتی صاحب یہ نکتہ پیدا کر کے فتویٰ کا اثر زائل کرنا چاہتے ہیں کہ صدر الافاضل نے فرمایا ''تکبیر مکبرین کی سنت بھی بظاہر موقوف نظر آتی ہے۔ تو جناب جواباً گذارش ہے کہ اگر آپ واقعی مفتی ہیں تو سمجھ جایئے شریعت کا حکم تو بظاہر پر ہی لگتا ہے تم بظاہر سے بباطن کا کھوج کس طرح نکال لائے۔ حضرت صدر الافاضل کو تو بظاہر مکبرین کی سنت موقوف نظر آ گئی تم کو کیوں نہیں آئی اور بظاہر کو چھوڑ کر تمہاری نظر بباطن پر کہاں پہنچ گئی اور تم نے محض اپنے غلط موقوف کی جھوٹی صداقت بیان کر کے اپنی بات بالا کرنے کیلئے حضرت صدر الافاضل کے فتویٰ کا حلیہ اور نقشہ ہی بگاڑ دیا۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چلو یہ مفتی صاحب یہاں تو خواہ مخواہ ''بظاہر'' کی سانٹھ لگالیں گے لیکن مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد صاحبداد خانصاحب علیہ الرحمۃ کا وہ فتویٰ جو جمعیت العلماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ نے ''اہم فتویٰ'' کے نام سے شائع کیا تھا اور جس فتویٰ کو مولانا شاہ عبدالسلام قادری باندوی رحمۃ اللہ علیہ ''فتویٰ لاؤڈ اسپیکر'' کے نام سے انجمن امانت الاسلام کراچی کی طرف سے شائع کیا تھا۔ اور مولانا مخدوم غلام معین الدین نعیمی مدیر سواد اعظم نے ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور کی طرف سے شائع کیا اور اس پر حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بدیں الفاظ تصدیق و تائید فرمائی ''مبسملا حامداً و مسلماً'' اذان داخل مسجد مکروہ ہے خواہ مستمراً ہو یا احیاناً اور بعد اذان لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں لانا ہی بے کار ہے کیونکہ امام کی قرأت سنانے کیلئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں ہے جیسا کہ حضرت مجیب (مولانا مفتی محمد صاحبداد خاں صاحب) مسلمہ نے تحریر فرمائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین محمد نعیم الدین المراد آبادی غفرلہ الہادی۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت مفتی محمد صاحبداد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا فتویٰ تھا جس پر حضرت صدر الافاضل نے تصدیق فرمائی۔ دیکھئے علامہ مفتی محمد صاحبداد خاں صاحب کے فتویٰ میں ہے۔

عدمِ جواز کی قرآنی دلیل:

ولا تجهر بصلاتك ولاتخافت بها وابتغ بين ذالك سبيلا (الاية آخرى سورہ بنی اسرائیل) یعنی جہری نمازوں کو نہ بلند آواز سے ادا کرو نہ آہستگی سے بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو کے تحت لکھا ہے ''چونکہ لاؤڈ اسپیکر اور آلہ مکبر الصوت کے ذریعہ آواز حد سے زیادہ بلند ہوجاتی ہے اور اس (لاؤڈ اسپیکر) کے معنی ہی بلند آوازی کے ہیں تو وابتغ بین ذالک سبیلا کے صریح خلاف و منافی ہے حضرت ربّ العزت جل شانہ کے صریح حکم کے خلاف نفسانی خواہشات کی بنا پر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ حد سے زیادہ تصنع اور تکلف اختیار کرنا (قرآن کی رو سے) ایک کھلی برائی نہیں تو اور کیا ہے۔ مکبرین کا تقرر سنت اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اس کا خلاف ناجائز ہے۔ مکبر کے تقرر پر اجماع ہے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مکبرین کے تقرر (کی سنت) کو چھوڑنا اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ مسلم شریف کی حدیث اور امام نوی کی شرح مسلم اور درمختار کی عبارات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ان عبارات سے واضح ہوا کہ مکبرین کا تقرر صحابہ کرام کی سنت اجماعیہ ہے۔ وعليكم بسنتی وسنة خلفاء الراشدين والی حدیث اس کی موید ہے۔'' علامہ مفتی محمد صاحبداد خاں علیہ الرحمۃ کے ان الفاظ پر مشتمل فتویٰ پر حضرت صدر الافاضل مرادآبادی نے تائید و تصدیق فرمائی ہے جو اوپر نقل ہوئی۔

لہٰذا یہ کہنا کہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ جواز کے قائل تھے حضرت صدر الافاضل کی ذات گرامی پر بدترین افتراء اور شدید بہتان ہے اور اس سے توبہ لازم وضروری ہے۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے نام سے مغالطہ:

دیا گیا کہ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے قائل تھے مگر حضرت ممدوح کا اصل فتویٰ

اور کسی معتبر کتاب کا حوالہ نقل نہیں کیا گیا محض کسی کے صاجبزادہ صاحب کا نام لے دینا کافی نہیں نہ زبانی کلامی باتیں فتویٰ کا نعم البدل اور شرعی حکم کے قائمقام ہوسکتی ہیں یہ علیحدہ بات کبھی کسی نے نماز کے وقت اسپیکر بند نہ کیا ہو اور چلتا رہا ہو جس طرح خود دو بار فقیر کی مسجد میں بھی ہوا کہ اسپیکر نماز جمعہ کے وقت بند کرنا بھول گئے۔ بلفرض فتویٰ ہوتا بھی تو سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے ۹ خلفاء و تلامذہ سیکڑوں اکابر اہلسنّت کے عدمِ جواز کے اجماعی اور متفقہ فتویٰ کو ترجیح اور برتری حاصل ہوتی۔

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے نام سے مغالطہ:

حضرت مفتی صاحب کے نام نامی سے بھی شدید مغالطہ دیا گیا اور ان کے صاجبزادہ کے حوالہ سے صرف اتنا لکھا ہے کہ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی نے اپنے آخری زمانہ میں جمعہ اور عیدین کی نمازیں لاؤڈ اسپیکر پر پڑھائیں' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت مفتی محمد عمر نعیمی صاحب قدس سرہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے کیا وہ جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتے تھے۔ ہم کہتے ہیں یہ بھی اسپیکری ٹولہ کی سازش ہوسکتی ہے کہ ان کے آخری ایام علالت و نقاہت کے دنوں میں کسی لاؤڈ اسپیکر کے عاشق نے حضرت ممدوح کو اطلاع کئے بغیر اسپیکر چلتا رہنے دیا ہو جیسا کہ دو مرتبہ خود ہمارے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا۔ مفتی گرومندر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے عدمِ جواز کے متعدد فتاویٰ مختلف کتب و رسائل اہلسنّت میں چھپ کر شائع ہوچکے ہیں دیکھو ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف بابت ماہ جولائی ۱۹۶۰ء جلد ۲ شمارہ نمبر ۱۷ صفحہ ۴۶ و کتاب لاؤڈ اسپیکر کی نماز پر فتاویٰ عدمِ جواز صفحہ ۵۱ وہفت روزہ رضائے مصطفےٰ دارالسلام گوجرانوالہ ۳ صفر المظفر و ۵ جمادی الاخری وہفت روزہ سواد اعظم لاہور ۱۸ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ یاد رہے کہ رسالہ سوادِ اعظم مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے۔

اور کچھ نہیں تو مجوزین حضرات بالخصوص مفتی گرومندر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدمِ جواز و

فساد و خلاف سنت ہونے کے موضوع پر ادارہ سواد اعظم کی شائع شدہ کتاب القول المقبول کے ٹائٹل کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمالیں زیر سرپرستی و بالطاف عالیہ تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی محدث کراچی ہے اور سنتے چلئے علامہ مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت ممدوح اور فقیر محلّہ قدیر آباد ملتان کے ایک مستعار مکان کے ایک ہی کمرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے نماز عصر کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مولانا علامہ محمد حسن شوق پپلاں میانوالی ایک ہی تانگہ پر بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کیلئے گئے راستہ بھر مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر گفتگو رہی حضرت ممدوح عدمِ جواز کے قائل تھے بدعت و خلاف سنت کا فتویٰ دیتے تھے۔

اب یہ مولانا نظام الدین صاحب اور مفتی گرومندر کی بادشاہی ہے کہ جس بزرگ کے ذمہ جو بات چاہیں لگادیں۔ اور جو دل میں آئے ان کا مسلک قرار دے دیں اور اپنا حامی و ہمنوا بنالیں۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم پر افتراء:

محض اپنی بات بالا کرنے کیلئے مولانا نظام الدین مبارکپور اور مفتی گرومندر کراچوی نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت سیدی مفسر اعظم مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں قدس سرہ کو بھی مجوزین لاؤڈ اسپیکر میں دھڑلے شامل کیا ہے کہ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے قائل تھے شائد ان دونوں حضرات کے کان میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت نے فرمادیا ہوتو علیحدہ بات ہے ورنہ ان کے عہد حیات میں فقیر راقم الحروف کا حضرت ممدوح سے گہرا تعلق اور گہرا رابطہ رہا ہے مفسر اعظم نبیرۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سخت خلاف تھے جب مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں ۱۳۷۹ھ میں تشریف لائے جب بھی ان سے معلوم کیا اور جب حضرت الحاج شوکت حسن خانصاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر علیل تھے اور میلسی اور رحیم یار خاں تشریف لانے کا پروگرام تھا جب بھی معلوم کیا ان کے لاؤڈ اسپیکر کے مجوزین

ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مدظلہ نے اسی کتاب میں اور حضرت علامہ مفتی سید محمد حسینی اشرفی مدیر ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے بھی سیدی حضرت مفسر اعظم علیہ الرحمۃ پر اس افتراء کی تردید شدید فرمائی ہے۔ مگر یہ لوگ زور ازوری افتراء کر کے سنی مسلمانوں کو دیدہ دانستہ مغالطہ دے رہے ہیں۔ فقیر کو تو حضرت مفسر اعظم جیلانی میاں قدس سرہ سے اجازت و خلافت بھی ہے یہ لوگ مجھ فقیر سے حضرت جیلانی علیہ الرحمۃ کو کس طرح زیادہ جانتے ہیں؟

غزالیٔ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ:

کس قدر ستم ظریفی اور دیدہ دلیری ہے کہ علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی کا نام نامی بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے قائلین میں لکھ دیا گیا فقیر اٹھارہ سال علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہوتا رہا جمعہ کا عظیم اجتماع ہوتا تھا کبھی ایک بار بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں پڑھی گئی میلسی مصباح العلوم کے سالانہ جلسہ میں علامہ صاحب بار بار تشریف لائے گیارہ بار فقیر اسٹیج سیکریٹری رہا تقریر کے بعد جب علامہ کاظمی جمعہ پڑھاتے تو لاؤڈ اسپیکر بند کرنے اور مکبر کھڑے کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ایک بار میلسی کے نواحی موضع کوٹلی جنید میں جلسہ کیلئے فقیر خود ان کو ملتان شریف سے لیکر آیا دوسرے دن رات کی ٹرین سے میلسی واپسی ہوئی جب میلسی ریلوے اسٹیشن پر اترے تو فقیر سے فرمایا یہ ریلوے لائیں آگے کہاں جا رہی ہے فقیر نے عرض کیا وہاڑی بورے والہ پاک پٹن شریف بصیر پور قصور کے راستہ لاہور علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا بصیر پور وہی جہاں مولانا نور اللہ صاحب رہتے ہیں فقیر نے کہا جی ہاں۔ فرمایا میں نے مکبر الصوت کا رد لکھا تھا چھپوانا چاہتا تھا مجھ سے مولانا نوری قصوری لے گئے کہ استاد محترم کو دکھاؤں گا ان کو قائل کروں گا ابھی تک واپس نہیں کیا۔ یہ سب واقعات چشم دید ہیں مگر حیف صد حیف، ان بزرگ کو بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے والا قرار دے دیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کے برادر بزرگوار اور پیرو

مرشد و استاد محترم حضرت مولانا علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث مروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین اصل فتاویٰ عدمِ جواز و مفسدِ صلوٰۃ و خلافِ سنت ہونے کے فقیر راقم الحروف کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔

حضرت پیر سلطان محمد بالا دین اویسی شاہ پور شریف کی نماز جنازہ میں عظیم اجتماع تھا علامہ فیض احمد اویسی رضوی گواہ ہیں علامہ کاظمی صاحب لاؤڈ اسپیکر بند کروا کے نماز پڑھائی۔

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی:

یہ کس قدر ظلم و جسارت ہے حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام گرامی بھی خوامخواہ مجوزین کی فہرست میں شامل کر کے حضرت ممدوح پر صریح افتراء کیا گیا حالانکہ حضرت علامہ ہزاروی صاحب مرحوم کا بدیں الفاظ فتویٰ ہمارے پاس موجود و محفوظ ہے اور ہم اپنی کتاب لاؤڈ اسپیکر پر نماز مع تحقیقات اکابر اہلسنّت ص۲۷ میں نقل کر چکے ہیں فتویٰ یہ ہے۔

''میں اور میرے مشائخ طریقت نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے کیونکہ صورت مستفسرہ (لاؤڈ اسپیکر و نماز) میں اقتداء بما لایدخل فی الصلواۃ لازم آتی ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔'' محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ وزیر آباد۔

(رسالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۳۔ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ ۷ دسمبر ۱۹۶۶ء ص۲)

علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے جبکہ وہ عرس امام اعظم و عرس محدث اعظم میں لائل پور فیصل آباد آئے ہوئے تھے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق استفسار کیا تو فرمایا مولانا مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر اپنا اٹل فیصلہ دے چکا ہوں میرا فتویٰ رضائے مصطفےٰ میں چھپ چکا ہے میرا موقف اب بھی وہی ہے۔

مقام غور و فکر ہے کہ اس چھپے ہوئے اٹل فیصلہ اور فتویٰ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ علامہ ہزاروی نے فرمایا ''میں خود ہی مکبر الصوت کی تقریظ ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بہت سے علماء سے تقاریظ حاصل کر کے روانہ کردوں گا'' ان الفاظ کی کیا حقیقت و حیثیت باقی رہ جاتی

ہے۔ اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے علماء کی دو تقاریظ کہاں ہیں جس کے روانہ کرنے کا علامہ ہزاروی صاحب نے وعدہ فرمایا تھا؟ یہ سب تانا بانا ہی غلط ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں کے نام پر جھوٹ:

حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے تین اہم فتاویٰ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدمِ جواز پر موجود ہیں ان کی تفسیر نعیمی حاشیہ نور العرفان زیر آیت ولا تجھر بصلاتک۔ اور فتاویٰ نعیمیہ ص ۱۵۸ پر ہر کوئی دیکھ سکتا ہے ہم اپنی کتاب لاؤڈ اسپیکر پر نماز میں بھی نقل کر چکے ہیں لیکن پھر بھی ان کے فتویٰ کے الفاظ میں کھینچا تانی کر کے سراسر غلط تاثر دیا جا رہا ہے کچھ عرصہ فقیر راقم الحروف کو حضرت مفتی صاحب سے شرف تلمذ حاصل رہا بار بار اس مسئلہ کا ذکر آیا وہ برملا فرماتے تھے ایک میں کیا میرے ولیِ نعمت حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز ناجائز سمجھتے تھے۔ مگر افسوس کہ مجوزین زورا زوری ان کے گلے میں بھی خوامخواہ جوازِ نماز کا فتویٰ ڈال رہے ہیں خدا کی پناہ۔

علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

افسوس کہ اس اقرار و اعتراف کے باوجود کہ فقیر کے پاس ابو الحسنات رحمۃ اللہ کا کوئی تحریری فتویٰ موجود نہیں'' پھر بھی عادت و فطرت سے مجبور ہو کر بے مقصد لفاظی کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ مولانا ابو الحسنات نے کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ تمام علماء کرام لاؤڈ اسپیکر لگا کر نمازیں پڑھائیں گے۔ بتایا جائے کیا یہ الفاظ فتویٰ ہیں ہم بھی کہتے ہیں اور احادیث و روایات میں منقول ہے کہ جاہل لوگ مسجدوں کے ممبروں پر خطبے دیں گے جاہل مفتی فتوے دیں گے دین دنیا کمانے کیلئے پڑھیں گے اپنے اکابر پر طعن و تشنیع کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ مگر مفتی گروہ مندر کو معلوم ہو کہ وہ وقت تو نہیں آیا کہ تمام علماء نے لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں شروع کر دی ہوں کیا کسی بڑے جلسے یا اجتماع میں نماز پڑھ لینے سے سارے علماء نے لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں شروع کر دیں۔ اور کیا وہ سب علماء ہیں۔ اور کیا ان کا علمی تحقیقی پایہ اور منصب حضرت مفتی اعظم

جانشین اعلیٰ حضرت و ترجمان اعلیٰ حضرت و خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت کے برابر ہے؟

اور پھر مولانا ابو الحسنات علیہ الرحمۃ سے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق استفسار ہوا تو علامہ نے صاف فرمایا سید صاحب (علامہ ابو البرکات) سے فتویٰ لیں حزب الاحناف دہلی دروازہ تشریف لے جائیں جس سے پتہ چلا کہ حزب الاحناف کا فتویٰ علامہ ابو الحسنات کا فتویٰ ہے سید ابو البرکات کا فتویٰ علامہ ابو الحسنات کا فتویٰ ہے کیونکہ خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد دیدار علی محدث الوریٰ اور علامہ ابو الحسنات قادری نے مل کر مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی ابو البرکات سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو حزب الاحناف کا مفتی مقرر کیا ہوا تھا اور ان کا فتویٰ مفسد صلوٰۃ کا موجود ہے تو یہی علامہ ابو الحسنات کا فتویٰ ہے کراچی کے مفتی کہلانے والے صاحب کو فن افتاء سے تو کیا مس ہوگا عام حقائق و واقعات تک کا پتہ نہیں مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق لاہور میں جمعیت العلماء پاکستان سے وابستہ چند علماء کی میٹنگ ہوئی تھی جس میں علامہ ابو الحسنات قادری اور علامہ عبد المصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی وغیرہ بھی شامل تھے صرف یہ طے پایا تھا اور جمعیت العلماء پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ جمعیت لاہور نے یہ چھپا تھا۔

اجلاس میں طے پایا کہ ''ماہرین اصوات سے اس بارہ میں استصواب رائے کیا جائے اگر ان کی اکثریت لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو عین آواز امام قرار دے تو علماء کرام کے سامنے اس بات کو پیش کر کے ان کی اکثریت کی رائے حاصل کی جائے اور اسکو فتویٰ کی شکل میں جمعیت العلماء پاکستان کی طرف سے شائع کردیا جائے۔'' (اخبار جمعیت لاہور ۲۰ جولائی ۱۹۵۷ء و ماہنامہ الحبیب لاہور اپریل ۱۹۶۴ء والحبیب مئی ۱۹۶۴ء ص۵)

اس کے بعد سے آج تک نہ تو ماہرین اصوات کی اکثریت نے کوئی فیصلہ دیا نہ جمعیت العلماء پاکستان نے ایسا کوئی فیصلہ چھپوا کر شائع کیا نہ علامہ ابو الحسنات قادری اور علامہ عبد المصطفیٰ الازہری نے لاؤڈ اسپیکر پر جواز نماز کا فتویٰ دیا مگر ہائے افسوس صد افسوس حیف صد حیف خوامخواہ ان علماء کا نام سراسر غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ اور دروغگوئی کی بنیاد پر اپنے غلط طرزِ

عمل کیلئے گنجائش پیدا کی جارہی ہے مولیٰ تعالیٰ اہلسنّت کو اپنے عظیم و جلیل اکابر کے دامن سے وابستہ رکھے اور جدت و بدعت پسندوں کی فتنہ سامانیوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری و علامہ غلام علی اوکاڑوی:

کے اسماء مبارکہ سے بھی محض مغالطہ ہی دیا گیا ہے ان دونوں حضرات کا قطعاً کوئی فتویٰ و حوالہ نہیں دیا گیا اور پھر ان دونوں بزرگوں سے ہمارے قریبی اور گہرے روابط تھے اور مختلف مسائل پر اکثر گفتگو رہتی تھی بار بار مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر گفتگو ہوئی حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ نے اپنے عظیم المرتبت والد گرامی سیدنا صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت کے فتاویٰ امجدیہ کی طرف میلان طبع اور موافقت ظاہر فرمائی البتہ ایک بار مکی ٹریڈنگ کمپنی کے آفس میں جب حضرت قاری رضا المصطفیٰ اعظمی خطیب نیومیمن مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے معاملہ کہا گیا تو حضرت علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ مسجد کی انتظامیہ کا معاملہ ہے اور یہ انتظامیہ کا کردار ہے قاری صاحب کا فتویٰ نہیں ہے مگر تعجب اور حیرت ہے کہ یہ لوگ حضرت قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی کے غیر ارادی و غیر اختیاری فعل کو جواز کا فتویٰ سمجھ رہے ہیں اور پھر حضرت قاری صاحب کے عظیم المرتبت والد گرامی بے مثل و بے بدل فقیہہ اعظم سیدنا صدر الشریعت علیہ الرحمہ کے دو دو فتاویٰ کو تو مانتے نہیں اور قاری صاحب کے غیر اختیاری فعل کو فتویٰ سمجھ کر دلیل بناتے ہیں کیا وہ اپنے والد گرامی سے زیادہ قابل و فاضل محقق و فقیہہ و مفتی ہیں؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو اور پھر ذرا غور کریں اور انصاف سے فرمائیں حضور سیدنا صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی محدث شہیر مولانا ثناء المصطفیٰ اعظمی، مولانا علامہ بہاء المصطفےٰ اعظمی، مولانا علامہ فداء المصطفیٰ اعظمی اور خلف اکبر علامہ مولانا عبدالمصطفےٰ ازہری علیہ الرحمۃ پانچ صاحبزادگان اور ایک ان کے عظیم و جلیل والد بزرگوار عدم جواز و مفسد صلوٰۃ کا فتویٰ دیں وہ تو آپ کے لئے قابل قبول نہیں ان سب کے عدم جواز کے فتاویٰ کو تو آپ مانتے نہیں اور فرد تنہا حضرت قاری

رضاء المصطفیٰ صاحب مدظلہ کے غیر ارادی وغیر اختیاری طرز عمل کو وجہ جواز بنارہے ہیں اور صدر الشریعت کے اکثر صاحبزادگان کا فتویٰ نہیں مانتے اکثریت کے فتویٰ سے انحراف وعدول کیوں؟

اسی طرح حضرت مولانا علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی قدس سرہ سے تین چار بار اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی انہوں نے اپنے استاد محترم و شیخ طریقت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اور حضور محدث اعظم ہند علامہ ابو الحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ پر مکمل اتفاق کا اظہار فرمایا تھا حضرت محدث صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ ابو البرکات علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مفسدِ صلوٰۃ اور خلاف سنت ہونے کا نقد موجود ہے بلکہ دو دو تین تین فتاویٰ موجود ہیں اگر بالفرض مفسرِ قرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمۃ جواز کا فتویٰ دے بھی دیتے تو پھر بھی فوقیت اور ترجیح ان کے استاد محترم اور ان کے شیخ طریقت اور ان کے شیخ طریقت کے پیر زادہ کے فتاویٰ مبارکہ کو حاصل ہوتی ان سب کے فتاویٰ ہم بفضلہٖ تعالیٰ اپنی جامع کتاب لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ میں مفصل نقل کر چکے ہیں۔

امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسدِ صلوٰۃ قرار دینے والے مسلمہ اکابر علماء اہلسنّت کی آپ کی طرح تغلیط نہیں فرمائی اکابر اہلسنّت کا قول مفسد صلوٰۃ کا اور چند اصاغر کا قول عدم فساد کا نقل کر کے بطور نتیجہ وخلاصہ یہ ہدایت فرمائی کہ ''لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ (لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے سے) اجتناب کیا جائے۔'' (نظام شریعت ص ۲۵۸)

مگر افسوس کہ مبارکپوری اور کراچوی مجوزین نے اجتناب کے حکم کو جواز کا فتویٰ سمجھ لیا اور عوام اہلسنّت کو مغالطہ و دھوکہ دینے کیلئے علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا نام نامی مجوزین کی فہرست میں شامل کر کے محض اپنا جی راضی کرلیا۔ ایک عالم دین کہتا ہے شراب سے اجتناب کریں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شراب کے استعمال کی اجازت مل گئی اور جواز کا فتویٰ ہاتھ آ گیا اگر کسی ٹرین میں محکمہ ریلوے کی طرف سے یہ لکھ دیا جائے کہ چلتی ٹرین میں نیچے اترنے

سے اجتناب کیا جائے تو کیا مفتی گرومندر اس کا یہ مطلب اخذ کریں گے کہ چلتی ٹرین سے اترنے کی اجازت مل گئی؟ جب علامہ میرٹھی نے غیر مبہم اور واضح انداز و الفاظ میں فرمادیا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے اجتناب کریں تو ان الفاظ میں جواز کا فتویٰ کہاں سے کود پڑا۔

ع کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت علامہ سید شاہ غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تھے فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی اور مولانا محمد شمس الزمان قادری رضوی ان سے ملنے کیلئے بیڈن روڈ میرٹھ کے میٹر والوں کی کوٹھی پر حاضر ہوئے حضرت حقہ نوش فرمارہے تھے امام اہلسنّت سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ بہت شفقت و محبت سے پیش آئے اور فقیر کو ایک ہفتہ اپنے ساتھ رکھا اس دوران کئی بار مسئلہ رویت ہلال' مسئلہ لاؤڈ اسپیکر وغیرہ پر حضرت ممدوح سے معلومات حاصل کیں انہوں نے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر وغیرہ مسائل میں حضرت سیدنا صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی اور حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان کی طرف اپنا میلان طبع ظاہر فرمایا اور ان حضرات کے فتویٰ سے اتفاق فرمایا جب کہ ان دونوں بزرگوں کا فتویٰ مفسدِ صلوٰۃ و مکروہ وممنوع کا ہے یہ بات اسی زمانہ میں ماہنامہ ''ترجمان اہلسنّت'' کراچی میں شائع ہوچکی ہے۔

مفتی افضل حسین اور مولانا محمد احمد جہانگیر کا رجوع:

بیشک مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب مرحوم اور مولانا محمد احمد جہانگیر نے ابتداً مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر تحقیق فرمائی اور جواز کا فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ ماہنامہ ''نوری کرن'' بریلی شریف میں چھپا اور پھر ماہنامہ نوری کرن کے بعد شماروں میں اس کے رد میں حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب۔ مولانا علامہ محمد صاحبداد خاں مفتی اعظم پاکستان۔ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی وغیرہم کے تردیدی و جوابی مضامین و فتاویٰ چھپے ملاحظہ

ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف ماہ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق جولائی ۱۹۶۰ء ص ۴۶ اور شمارہ ماہ اگست ۱۹۶۰ء نوری کرن میں ضیغم سنیت مولانا مفتی قاری محمد محبوب علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی تعاقب چھپا پھر دوبارہ مولانا مفتی افضل حسین صاحب نے اپنا وہی پہلا پرانا مضمون جو ماہنامہ نوری کرن میں چھپا تھا دوبارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں جون ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں چھپوادیا اس کے جواب میں علماء اہلسنّت بنارس نے ایک مفصل کتاب میں متعدد علماء اہلسنّت کے مضامین و فتاویٰ ''تحقیق التنکبر فی عدم جواز الصلوٰۃ علی لاؤڈ اسپیکر شائع کی جس میں سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا بریلوی محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی بریلی شریف، پیلی بھیت، مارہرہ مطہرہ، مبارک پور، گھوسی، مراد آباد، علی گڑھ، سسرام، کیٹہار، بنارس، پٹنہ، بہار، اڑیسہ، الہ آباد وغیرہم مقامات کے اکابر اہلسنّت کے فتاویٰ یکجا کرکے شائع کئے گئے اور مولانا عبدالغفور صاحب بنارسی نے ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف کے شمارہ ماہ فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۶/۲۵ پر مولانا مفتی محمد افضل حسین صاحب کو چیلنج دیا اور سوالات کئے اور وہ جواب نہ دے پائے۔

اس سے قبل شہزادۂ صدر الشریعت علامہ ثناء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ ماہنامہ نوری کرن میں مفتی افضل حسین صاحب کے جواب میں مضمون اور فتاویٰ امجدیہ غیر مطبوعہ سے سیدنا صدر الشریعت کے فتاویٰ عدمِ جواز و مفسدِ صلوٰۃ کے نقل فرماکر شائع کرائے اور اسکے بعد خلیفہ حجۃ الاسلام تلمیذ ارشد سیدنا صدر الشریعت مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری الہ آبادی ثم دھام نگری مولانا افضل حسین صاحب سے گفتگو کیلئے خود بریلی شریف تشریف لائے اور مفتی افضل حسین صاحب کا زبردست علمی تحقیقی محاسبہ فرمایا اور ساکت کیا اس کے بعد خود سیدنا سرکار مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری قدس سرہ اور شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رضوی سابق مفتی رضوی دارالافتاء بریلی شریف نے مفتی افضل حسین صاحب کے دلائل کا زبردست ردّ بلیغ فرمایا۔ وہ بریلی شریف میں ہوتے ہوئے جواب نہ

دے سکے یہ جوابی اصل فتویٰ فقیر کے پاس موجود ہے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ اور اپنی کتاب میں چھپوا چکا ہوں اسی بناء پر مولانا مفتی افضل حسین صاحب بریلی شریف میں اکابراہلسنّت کے معتوب ٹھہرے اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمۃ نے منظر اسلام سے ان کو سبکدوش فرمایا پھر وہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد اور جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر سندھ میں مدرس ہوئے۔ سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ اور مولانا ابو الشاہ محمد عبدالقادر قادری رضوی احمد آبادی کے عرس میں فقیر کی ان سے پہلی ملاقات ہوئی اور انہوں نے میرے سامنے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کے اپنے سابقہ فتویٰ کے رجوع کی اطلاع دی پھر حال ہی میں حاجی میاں بشیر احمد النورفیبرک والوں کے سوال پر ناظم جامعہ قادریہ رضویہ مولانا محمد افضل کوٹلوی مرحوم نے اسکی تصدیق فرمائی کہ مفتی افضل حسین صاحب مرحوم نے فتویٰ لاؤڈ اسپیکر سے رجوع فرمالیا تھا۔ وہ سکھر سندھ جامعہ غوثیہ رضویہ میں مدرس رہے فقیر کے برادر طریقت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی مصطفوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی علاوہ بریں۔ شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ آل حسنین میاں برکاتی سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ نے اپنی کتاب ''قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز'' صفحہ ۴۷ پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم بحر فقاہت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خانصاحب ازہری میاں اور حضرت علامہ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن رضوی پورنوی، مولانا مفتی صغیراحمد رضوی جوکھن پوری کی چشم دید شہادت کے ساتھ مولانا مفتی محمد افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمد احمد جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع ثابت کیا ہے جس کو کتاب ''برق الٰہی'' میں مولانا محمد ناظر اشرف قادری پورنوی نے دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ محلّہ شطرنجی پورہ ناگپور سے شائع کیا دیکھو کتاب ''برق الٰہی'' شائع کردہ انجمن غلامان اشرفی ناگپور مہاراشٹر ہند۔ اور مولانا مفتی محمد احمد صاحب جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فقیر کا اپنا مشاہدہ بھی کہ جب فقیر سیدنا حضور مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے عرس چہلم شریف رات کی ٹرین پر بریلی شریف سے دہلی آ رہا تھا حضرت مولانا مفتی محمد اعظم رضوی مدظلہٗ شیخ الحدیث مظہر

اسلام بریلی شریف اور دارالعلوم مظہراسلام کے مدرسین وطلباء فقیر کو ٹرین پر سوار کرنے کیلئے ریلوے اسٹیشن جنکشن بریلی تشریف لائے تھے اسی ڈبہ میں مولانا محمد احمد جہانگیر دہلی کے راستہ راجستھان جارہے تھے ان کا فتویٰ لاؤڈ اسپیکر سے رجوع معلوم ہوا۔ مگر افسوس صد افسوس اور حیف صد حیف کہ مولانا نظام الدین صاحب مبارکپور اور مفتی کراچوی ان حضرات کے پرانے فتاویٰ اور پرانے دلائل کو اپنے حق میں جواز کی دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں اور غلط تاثر دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت پر رحم فرمائے آمین۔

مفتی آگرہ اور محدث بصیر پوری:

نے بیشک بالیقین لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا فتویٰ دیا اور آخر وقت تک اپنے اپنے جواز کے فتاویٰ پر قائم رہے مگر صفِ اول کے اکابرِ اہلسنّت اور خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت قدس اسرارہم نے ان فتاویٰ اور ان دلائل کو قبول نہیں فرمایا اور ردّ کر دیا ہمارے اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر کوئی بھی شخص مفتی اعظم دہلی علامہ مفتی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب قدس سرہ کا مبارک رسالہ ''قصد السبیل'' اور مفتی اعظم پاکستان مولانا صاحبداد خاں صاحب علیہ الرحمۃ کتاب القول المقبول دیکھ سکتا ہے جو بکثرت علماء کی تائید وتصدیق کے ساتھ بار بار شائع ہوچکی ہیں۔

الغرض مجوزین لاؤڈ اسپیکر مبارکپوری صاحب اور گرومندر کراچوی صاحب نے محض اپنی بات بالا کرنے اور اپنے ذوق کی تسکین کیلئے بہت سے علماء اہلسنّت مفتیانِ شریعت کا نام نامی غلط استعمال کیا ہے اور بعض وہ حضرات جو کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرکے توبہ کر چکے ہیں اور اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت اعاظم مفتیان شریعت سے موافقت کر چکے ہیں ان حضرات کا نام نامی بھی غلط فہمی و لاعلمی سے غلط استعمال کر کے غلط تاثر دیا گیا جو انتہائی افسوسناک و قابل مذمت ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے اور بہتری فرمائے آمین ثم آمین۔

مسئلہ لاؤڈ اسپیکر اور اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدّد دین وملت رضی اللہ عنہ

مخلفینِ اہلسنّت دردمندانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خصوصی توجہ کیلئے!!!

ذرا غور فرمائیں سنیت اس دور میں کتنی مظلوم ہے اور کس قدر ظلم وستم کا نشانہ بن رہی ہے ہر بدمذہب، ہر بے دین، ہر باطل فرقہ خود کو سنی ظاہر کرکے سنیت کو مٹانے اور فنا کرنے کی فکر میں ہے دیوبندی، وہابی جن کے اکابر خود کو فخریہ طور پر وہابی کہلاتے تھے سنی کہلانے لگے ہیں تبلیغی جماعت والے خود کوڈنکے کی چوٹ وہابی کہتے تھے اب سنی کہلانے لگے ہیں مودودی پارٹی خالص وہابی تحریک ہونے کے باوجود سنیت کا لبادہ لیکر مغالطے دے رہی ہے سپاہ صحابہ اکابر دیوبند ونجد کے افکار وعقائد کی حامل ہے لیکن زورازوری سنی بن رہی ہے حد یہ کہ اب غیر مقلدین وہابیہ اور قادیانی مردود بھی اہلسنّت کا نام اپنا کر سنیت پر خنجر چلارہے ہیں نام اہلسنّت کا کام وہابیت و نجدیت اور قادیانیت و بدمذہبیت کا ہر باطل فرقہ فریب وفراڈ سے کام لیکر سنیت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔

اسی طرح اب مسلکِ اعلیٰ حضرت یا مسلکِ رضویت کا مقابلہ کرنا گول مول صلح کلی اتحادی مولویوں کے بس کا کام نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے دامن رحمت کے صدقے اور حضور غوثِ اعظم قطبِ عالم رضی اللہ عنہ کے وسیلۂ جلیلہ سے مارہرہ مطہرہ کے برکاتی تاجداروں کی برکت سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کو عالمگیر مقبولیت ومحبوبیت عطا فرمائی اب مسلک اعلیٰ حضرت خالص سنیت و حنفیت کا علامتی نشان اور خصوصی امتیاز بن گیا ہے مگر وہی المیہ پھر سامنے ہے جن جدت پسند و زعم تحقیق کے نشہ سے مخمور آج کل کے بعض ادنے، پونے، بونے محققین جن کو تھوڑا بہت لکھنے پڑھنے کا سلیقہ آجاتا ہے سید المحققین بن بن کر یا جو اپنا علیحدہ علمی تحقیقی تشخص قائم کرنا چاہتے ہیں یا مسلکِ اعلیٰ حضرت پر عمل کرنا جن کے بس کا روگ نہیں وہ مرد میدان بن کر کھلم کھلا تو مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مخالفت کر نہیں سکتے کیونکہ سوّادِ اعظم اہلسنّت کے مسلمہ عظیم وکثیر اکابرین کا بہت بڑا طبقہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پیرو اور حامی وہمنوا ہے اب ان

لوگوں نے اپنی اپنی خود ساختہ تحقیق کا نام ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت رکھ لیا ہے۔ لاہور سے ایک صاحب نے کوٹ پتلون اور کتابت نسواں اور گھڑی کی چین پر تحقیق فرمائی اور ان کے جواز کا فتویٰ دیا انہوں نے اپنی کتاب کا نام ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت رکھ لیا۔ لاہور ہی سے ایک اور سیاسی و اتحادی ذوق کے حامل مولانا نے بدمذہبوں سے اتحاد و اشتراک کو بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت قرار دے دیا اور حضور سیدنا مفتی اعظم وحضور برہان ملت جبل پوری کے نام نامی اور ایک واقع سے اس کو ثابت کرنا چاہا۔ گوجرانوالہ سے ایک مولوی صاحب نے لکھ دیا آج کے دور میں اعلیٰ حضرت ہوتے تو مسئلہ تصویر فوٹو بنوانے اور تصویر اتروانے میں ہماری تائید کرتے اور حلتِ تصویر کا فتویٰ دیتے حیدر آباد سے ایک صاحب نے حضور سید المعصومین شفیع المذنبین ﷺ پر بار بار گناہ کے اطلاق کو معاذ اللہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے کھاتہ میں ڈال دیا اور لکھ دیا کہ اعلیٰ حضرت ان کی تحقیق دیکھتے تو رجوع کر لیتے۔ کراچی سے ایک صاحب نے محض مختصر سی علامتی فیشنی داڑھی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سمجھ لیا اور افسوس کہ بعض حضرات نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو مسلکِ اعلیٰ حضرت بنا ڈالا اور لکھ دیا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق عین صورت متکلم ہے بعض عناصر نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف رویت ہلال اور انتقال خون کو بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگا دیا تو جس طرح سنّیت اس دور میں مظلوم ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت بھی بہت مظلوم ہے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ساتھ بھی اب ظلم ہو رہا ہے اور بعض محض کاغذی و رسمی و فیشنی و اخباری رضوی قادری، رضوی کہلانے کے باوجود اپنے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جوازِ فتویٰ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجددؔ دین و ملت امامِ اہلسنّت رضی اللہ عنہ کے کھاتہ میں ڈال کر اس بدعت کو مسلکِ اعلیٰ حضرت قرار دے رہے ہیں اور حقائق کو مسخ کیا جا رہا ہے اور بعض حضرات تو محض زبان و قلم کے زور سے برملا بے دغدغہ کہہ دیتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کے عدمِ جواز پر کوئی مسلکِ اعلیٰ حضرت نہیں چلو اس عنوان پر بھی ہم مختصر و جامع عرض و معروض کر لیتے ہیں اور ان حضرات کے اشکال کا تدارک کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں

اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی کتابیں اور فتاویٰ رضویہ خاموش ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے:

کہ جب یہ لوگ سیدنا اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت ﷺ کے علومْ و فیوض کے وارث اور ان کے جانشین و ترجمان اور ان کے دربار میں امین الفتویٰ حضور سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب ﷺ اور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نو دس خلفاء و تلانذہ مجاز و ماذون مقتدر اکابر علماء کے فتاویٰ مبارکہ کو نہیں مانتے اور صاف لکھتے ہیں ''جہاں تک نفس مسئلہ استعمال لاؤڈ اسپیکر کے جائز و ناجائز ہونے کا تعلق ہے تو اس میں (شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب نوری' ملک العلماء خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد ظفر الدین رضوی فاضل بہاری' حضور برہان ملت خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری' تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت محدث اعظم ہند ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل جلیل مولانا شاہ حسنین رضا بریلوی خلیفہ اعلیٰ حضرت' مفتی اعظم پاکستان مولانا ابو البرکات سید احمد قادری رضوی۔ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد محدث بریلوی' قطب مدینہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین قادری رضوی' مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی۔ صدر الافاضل مولانا شاہ محمد نعیم الدین خلیفہ اعلیٰ حضرت مراد آبادی' صدر الصدور صدر الشریعت خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہارِ شریعت' تاج العلماء پیر زادۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں برکاتی سجادۂ نشین مارہرہ مطہرہ' سید العلماء سیدنا شاہ مولانا سید آل مصطفیٰ میاں سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ' شیخ طریقت حضرت مولانا سید مختار اشرف اشرفی' حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی قادری رضوی سابق مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف' قدست اسرارہم وغیرہم کی بجائے مجوزین (مولانا نظام الدین مبارکپوری مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی' علامہ بصیر پوری) کے دلائل وزنی ہیں۔ اس سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ شریف اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت خاموش ہیں۔'' اس سے ثابت ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کے جانثار مفتی گردمندر

مذکورہ بالا سرکردہ اکابر اہلسنت کے مقابلہ میں موخر الذکر چند علماء کے دلائل کو وزنی سمجھتے ہیں اور مدلل و محقق جانتے ہیں یہ اکابر اہلسنّت خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت سے کھلی بغاوت اور ان کی دلیرانہ تغلیط نہیں تو اور کیا؟

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملت فاضل بریلوی ﷫:

اپنے شہرۂ آفاق و معتمد و مستند ترجمہ مبارکہ کنزالایمان میں آیۂ مبارکہ وَلاَ تَجهَر بِصَلٰوتِکَ وَلاَ تخافت بِهَا وَاتبَغ بَيْنَ ذَالِکَ سَبِيْلاً کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ ''اور اپنی نماز نہ بہت (تیز) آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔'' اس کی تفسیر میں حاشیہ پر سیدنا اعلیٰ حضرت ﷫ کے نائب و معتمد خلیفہ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بآسانی سن لیں۔'' (کنزالایمان مع خزائن العرفان ص۴۲۵)

قرآن کی آیۂ مبارکہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے ترجمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی تفسیر سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک جہری نمازوں میں امام کو متوسط (درمیانی) آواز سے پڑھنے کا حکم ہے مگر اس کے برعکس لاؤڈ اسپیکر لگانے کا مقصد ہی آواز کو بہت زیادہ بلند کرنا ہے اور لاؤڈ اسپیکر کی نرم سے نرم اور کم سے کم آواز بھی امام کی زیادہ سے زیادہ اور تیز سے تیز آواز سے کئی گنا زیادہ بلند اور تیز تر ہے۔ لہٰذا نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال قرآنِ عظیم کے صریح حکم امامِ اہلسنّت سرکارِ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ و تفسیر کے منافی' معارض و متصادم ہے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے غیر مبہم ترجمہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال قرآنِ عظیم کے حکمِ صریح کے خلاف و شدید ممنوع ہے اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے سراسر خلاف ہے۔

الکشف الشافیا:

بعض نادان مجوزین مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں اپنی باطل مراد ثابت کرنے کیلئے سیدنا سرکار اعلیٰ

حضرت مجدد دین و ملت کی کتاب الکشف الشافیا کا نام لیکر شدید مغالطہ و دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ مجدد اعظم سرکارِ اعلیٰ حضرت ﷺ نے بہت صاف لکھا ہے۔

o ''وجوبِ سجدہ کیلئے قاری جنس مکلّف سے ہونا عند الاکثر وھو الصحیح اور مذہب اصح پر عاقل بلکہ ایک مذہب مصحح پر بالفعل اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے۔'' (الکشف الشافیا)

o ''سماع صدیٰ معاد ہے اور فونو کی تو وضع ہی اعادۂ سماع کیلئے ہوتی ہے لہٰذا ان سے ایجابِ سجدہ نہیں۔'' (الکشف الشافیا ص۳۰۔۳۵ از سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

مقامِ غور اور لمحہ فکر یہ ہے کہ جب محض تلاوت و سجدہ تلاوت میں قاری کا مکلّف و عاقل ہونا درکار ہے اور گراموفون (اور اب لاؤڈ اسپیکر) و صدیٰ آواز متکلم کی آواز ہونے کے باوجود نہ اپنے اصلی حکم پر باقی ہے اور نہ اس پر سجدہ واجب ہے تو نماز جیسے مہتم بالشان فرضِ نماز میں امام مکلّف و عاقل کی بجائے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کس طرح قابل اعتبار و لائق اعتماد و لائق اقتداء ہوسکتی ہے جیسے گراموفون میں تلاوت سے متکلم کی آواز کا حکم و حال بدل جاتا ہے ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر میں آواز کی کیفیت و حال و حکم بدلنا لازمی ہے کیونکہ آواز لاؤڈ اسپیکر میں جانے مائیک و ایمپلی فائر و یونٹ و ہارن کے مراحل طے کرنے اور برقی تاروں میں گم رہنے کی صورت میں یہ آواز اپنی اصلی حقیقی حالت پر باقی نہیں رہتی لہٰذا سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت ﷺ کے جامع و روشن تصریحات کے نتیجہ میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر ہرگز ہرگز اقتداء صحیح نہیں ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت:

بعض لوگ کہا کرتے ہیں اس سلسلہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت قدس سرہ کا کوئی قول صریح یا فتویٰ شرعی نہیں ہے لیکن ہر ذی فہم و شعور سمجھ سکتا اور جس کسی کو فن افتاء و فقہ سے ادنیٰ سی بھی مناسبت ہے وہ جان سکتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمہ قرآن عظیم کنزالایمان میں نفس مسئلہ کی حقیقت (کہ جہری نمازوں میں میانہ روی اختیار کرو) کو خوب واضح فرمادیا اور مجوزین کی پسندیدہ کتاب جس سے وہ بار بار مغالطہ کھاتے اور پھر عوام کو

ورغلاتے ہیں آواز کی حقیقت و ماہیت کو واضح فرمادیا اور یہ بھی بتادیا کہ اس آواز پر سجدہ واجب نہیں ہے تو پھر کس چیز کی کمی ہے؟

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ اعلیٰ حضرت، ترجمانِ اعلیٰ حضرت کا فیصلہ:

''اِن سے بڑھ کر بے باک وہ لوگ ہیں جو امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سر اس (لاؤڈ اسپیکر) کا جواز تھوپتے ہیں اعلیٰ حضرت کے عہد مبارک میں لاؤڈ اسپیکر کا نام بھی کوئی ہندوستان میں نہ جانتا تھا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب میں لاؤڈ اسپیکر کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب سے اس کے جواز کا کوئی پہلو نکلتا ہے اگر نکلتا ہے تو عدمِ جواز کا نکلتا ہے الکشف شافیا جو فوٹو گراف کے بارے میں ہے اسی کا نام کچھ لوگ پیش کرتے ہیں اس میں جو کچھ ہے وہ قائلانِ جواز کے دلائل کی بیخ و بن اکھاڑنے والی ہے الکشف شافیا میں تصریح ہے کہ صدیٰ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں حدوثِ صدیٰ کی حقیقت خواہ کچھ بھی ہو صدیٰ پر سجدۂ تلاوت نہ ہونے کی علت میں فقہاء کرام متفق البیان ہیں لانها محاكات وليس بقراة...... الخ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت جانشینِ اعلیٰ حضرت و ترجمانِ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ العزیز کے فتویٰ سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ ''الکشف شافیاء مصنفہ سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے بھی عدمِ جواز کا پہلو نکلتا ہے اور الکشف شافیا قائلانِ جواز کے دلائل کی بیخ و بن اکھاڑنے والی ہے۔'' اور بتاؤ اور کیا چاہئے؟ ہم سیدنا اعلیٰ حضرت اور شہزادۂ و ترجمانِ اعلیٰ حضرت و جانشینِ اعلیٰ حضرت کی مانیں یا آج کل کے اونے، پونے، بونے ماڈرن محققین کی مانیں جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا حلیہ بگاڑنے کیلئے مختلف النوع حیلے بہانے اختیار کررہے ہیں اور شدید مغالطے دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی نیابت و جانشینی:

شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ امامِ

اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدّد دین و ملت ﷺ کے خلفِ اصغر اور سجادہ نشین تو ہیں ہی مگر اس شرف و فضیلت کے ساتھ ساتھ ان کے علوم و فیوض کے وارث اور افتاء میں ان کے نامزد جانشین و ترجمان بھی ہیں اور امین الفتاویٰ بھی سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کی فتویٰ نویسی اور رضوی دارالافتاء میں نیابت و نامزدگی اس طرح ہوئی ملاحظہ ہو۔

''آپ (سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ) نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ نوعمری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا تھا تو اس سے متاثر ہوکر سیدنا امام احمد رضا نے (آپ کو) فتویٰ نویسی کی عام اجازت مرحمت فرمادی اور مہر بنواکر بھی مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی ''ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا'' (فتاویٰ مصطفویہ تقدیم ص۳۰۔۳۱)

(سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ نے) یہ جواب اصلاح کیلئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا صحت جواب پر حضور اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے اور صح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب لکھ کر دستخط فرمائے اور ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا کی مہر مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمۃ کے بھائی سے بنواکر عطا فرمائی۔ (کتاب مفتی اعظم ہند عبدالنعیمی عزیزی ص۳۷ و کتاب محدث اعظم پاکستان ص۶۹ جلد ۱) و کتاب روشن ستارے مطبوعہ رامپور ص۸، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف مفتی اعظم نمبر ماہ ستمبر اکتوبر نومبر ۱۹۹۰ء ص۱۹۳) و کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص۸۲۔۸۳ وغیرہم)

○امام احمد رضا قدس سرہ دارالافتاء کی روز افزوں ترقی، عالمی شہرت و مقبولیت اور کثرت کارکو دیکھتے ہوئے ایسا لاجواب نظام قائم فرمایا تھا کہ جس کی نظیر سوائے بریلی کے کہیں نہیں ملتی امام احمد رضا قدس سرہ نے نظمِ جدید کی رو سے دارالافتاء کا نام رضوی دارالافتاء تجویز کیا اور اس کا مہتمم اپنے فرزندِ صغیر بدر الشریعۃ والطریقۃ مرجع العلماء والفقہاء تاجدارِ اہلسنّت حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کو مقرر فرمایا۔ (کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص۸۷ و ماہنامہ حجاز جدید دہلی امامِ اہلسنّت ص۲۴)

ان مختصر جامع شواہد و روشن حقائق سے ثابت ہوا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے سیدنا

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو اپنا نائب اور اپنا جانشین اور اپنے رضوی دارالافتاء کا مفتی اعظم اور مہتمم خود مقرر فرمایا تھا اس وجہ سے حضور سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کا فتویٰ یقیناً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز ہی کا فتویٰ ہے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو یہ سمجھیں کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو ہم ان کے جانشین و ترجمان ان کے نائب ان کے نامزد مفتی اعظم و مہتمم رضوی دارالافتاء سے زیادہ سمجھتے ہیں اور ہماری تحقیق و ہمارا فتویٰ اعلیٰ حضرت کے نائب و وارث اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے وارث مفتی اعظم سے زیادہ اہم و موثر ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم. اپنے مسلمہ اکابر سے متنفر کرنے کی یہ کتنی بڑی جسارت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے اور بہتری فرمائے آمین۔

بریلی شریف میں دارالقضاء کا قیام امامِ اہلسنّت مجدّد دین وملت کا اہم اقدام:

حضور صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت فقیہ اعظم علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہارِ شریعت قدس سرہ امام الفقہاء شیخ العلماء حضور سیدنا مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا نوری رضوی رضی اللہ عنہ وحضور برہان ملت مولانا مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ ہر سہ حضرات سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اجل و اکابر خلفاء و تلامذہ سے ہیں امامِ اہلسنّت مجدّد دین و ملت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کی باریک بین نظر برصغیر ہندو پاک میں مستقبل میں ہونے والے حالات کو ملاحظہ فرمارہی تھیں انہیں یقین تھا کہ ہندوستان انگریزی تسلط سے ایک نہ ایک دن آزاد ہوگا یہ فتنوں کا دور ہے۔ مسلمانان اہلسنّت کی بھلائی اور رہنمائی کیلئے اور مسلمانان ہند کے مسائل کے تصفیہ کیلئے ایک شرعی دار القضاء کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر دیارِ علم وفضل شہر بریلی شریف میں امامِ اہلسنّت مجدّد دین وملت رضی اللہ عنہ نے ایک شرعی دارالقضاء کی بنیاد رکھی یہ تاریخ ساز اہم یادگار واقعہ مختلف الفاظ میں مختلف معتبر و مستند کتب میں موجود ہے لکھا ہے۔

''یہ بات سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے مینارۂ علم وفن، ماہتاب رشد و ہدایت معتمد علماء عرب وعجم ہمدردِ قوم وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو قوم وملت کے مسائل

کے حل اور ان کے فیصلہ و قضاء کے لئے دارالقضاء کے خیال نے جب بے چین و بے قرار کیا تو اسے قائم کرکے آپ نے قاضی کیلئے ۱۳۳۹ھ میں حضرت صدر الشریعہ (مولانا محمد امجد علی اعظمی) کو منتخب کیا جس سے آپ کی ذہانت استحضار، فقاہت اور منصب قضا سنبھالنے کی قوت و قابلیت کا اندازہ لگتا ہے حضرت برہان الحق جبل پوری قدس سرہ رقم فرماتے ہیں۔ بریلی شریف میں دار القضاءِ شرعی کیلئے قاضی شرع اور قاضی شرع کو شرعی احکام و اعانت کیلئے مفتی کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ایک دن صبح قریب ۹ بجے اعلیٰ حضرت مکان سے باہر تشریف لائے اور تخت پر قالین بچھانے کا حکم فرمایا ہم سب حیرت زدہ تھے کہ حضور یہ اہتمام کس لئے فرمارہے ہیں پھر حضرت امام اہلسنّت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کو مخاطب فرمایا کہ میں آج بریلی میں دارالقضاء کے قیام کی بنیاد رکھتا ہوں اور انہیں (حضور صدر الشریعہ کو) اپنی طرف بلاکر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیکر قاضی کے منصب پر انہیں بٹھا کر فرمایا میں آپ کو ہندوستان (بشمول پاکستان و بنگلہ دیش) کیلئے قاضی شرع مقرر کرتا ہوں مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے مسائل پیدا ہوں جن کا فیصلہ قاضی شرع ہی کرسکتا ہو وہ قاضی شرع کا اختیار آپ کے ذمہ ہے پھر (اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت) دعا پڑھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کا اقرار صدر الشریعہ نے کیا پھر برہانِ ملت مولانا مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری کو بلایا اور ان کا داہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیکر مسند پر حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے برابر بٹھایا پھر حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کے ہاتھ کو اپنے دست مبارک میں لیکر کچھ پڑھا دعا فرمائی اور مسند پر بٹھایا پھر منصب قضا و افتاء پر بٹھا کر ارشاد فرمایا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے جو اختیار مجھے عطا فرمایا ہے اس کی بنا پر ان دونوں کو نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضیِ اسلام کی ہوتی ہے پھر ہر سہ حضرات کو ان کے مناصب سے متعلق نصیحتیں اور ہدایات ارشاد فرماکر مبارک دعاؤں سے نوازا۔'' ملخصاً

(سوانحیات خود نوشت بحوالہ فتاویٰ امجدیہ جلد اول و ماہنامہ اشرفیہ صدر الشریعہ ص۱۸۶ و ص۲۷۰) و تذکرہ برہانِ ملت مطبوعہ جبل پور ص۲۲ و تذکرہ محدث اعظم پاکستان جلد اول ص۱۳۱) و اکرام امام احمد رضا ص ۱۰۶۔۱۱۰ و مفتی اعظم اور ان کے خلفاء مطبوعہ بمبئی ص۸۴ و معارف شارح بخاری ص۱۷۶ و ۱۸۸ و ۱۹۰ و فتاویٰ مصطفویہ ص۳۱)

شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''یہ مرکزی دارالقضاء تھا جسے سپریم کورٹ کہہ لیجئے۔'' (معارف شارح بخاری ص۱۹۰)

مقام غور و فکر ہے کہ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت مجددّ دین و ملت ﷺ کے اپنے قابل اعتماد خلفاء و تلامذہ اور نامور عبقری فقہاء پر مشتمل دارالقضاء کے جلیل القدر مفتیانِ کرام کا شرعی فیصلہ اور تحقیقی فتویٰ کیوں نہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امامِ اہلسنّت کا فتویٰ و فیصلہ کہلائے گا۔ جبکہ خود امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی پورے ہندوستان و پاکستان و بنگلہ دیش کیلئے حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی سیدنا حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب جبل پوری کو مسلمانوں کے جملہ مسائل کے تصفیہ و فیصلہ کے لئے قاضی شرع اور مفتیان شرع مقرر فرما رہے ہیں اور اپنے اختیارات انہیں تفویض فرما رہے ہیں کہ جو اختیار اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مجھے حاصل ہیں وہ ان کو حاصل ہوں گے لہٰذا ماننا پڑے گا ان حضرات کا فتویٰ و شرعی فیصلہ خود اعلیٰ حضرت مجددّ دین و ملت ﷺ کا فتویٰ و شرعی فیصلہ ہے اب قارئین کرام مانعین و مجوزین حضرات ان تینوں اکابرِ اسلام کے مبارک و مقدس فتاویٰ' فتاویٰ امجدیہ' فتاویٰ مصطفویہ اور صیانت الصلوٰۃ اور فقیر کی کتاب ''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ'' میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں مذکورہ بالا تینوں حضرات نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مفسدِ صلوٰۃ مبطلِ نماز و خلاف سنت و بدعت سمجھتے ہیں پس ان کا فتویٰ و فیصلہ خود اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ و فیصلہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبولِ حق کی توفیقِ خیر نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

ادنیٰ خادم مسلک اعلیٰ حضرت الفقیر محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ الولی

مسلک بارگاہِ امام اہلسنّت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ

پردہ چاک

قارئین کرام! تحقیق کے آئینہ میں تحریف

ہم ثبوت کے طور پر اس جگہ ایک اہم دستاویز دکھانا چاہتے ہیں جس میں مولانا نظام الدین کی تحقیق کا پردہ چاک کیا گیا ہم اگلہ صفحہ پر مولانا نظام الدین کی کتاب ''لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم'' سے صفحہ نمبر۱۶ کا عکس پیش کرتے ہیں جس میں مولانا نظام الدین نے اپنے موقف کی تائید میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فتاویٰ رضویہ سے ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ مگر حیرت ہے کہ اوپر اور نیچے کی عبارتوں کو لیا گیا ہے اور فتوے کی درمیانی عبارت کو حذف کرلیا گیا ہے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

اس کے ثبوت کے لئے ہم فتاویٰ رضویہ سے اصل فتوے کا عکس بھی نقل کرتے ہیں جو فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد صفحہ نمبر۳۹۳، ۳۹۴ پر ہے اور اس کی مکمل تفصیل آپ ''قول فیصل'' جو ابھی شروع ہی ہوا چاہتی ہے اسکے صفحہ نمبر۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شکریہ

برخلاف ایسی مسجدوں کے اسباب کو دوسری مسجد میں منتقل کرنے کی اجازت دے دی۔

چنانچہ امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

" جو مسجد ویران ہو چکی ہو اس کی آبادی کی کوئی صورت نہ ہو، اور اس کے آلات کی حفاظت نہ ہو سکے تو اب فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے کڑی، تختے وغیرہ دوسری مسجد میں دے جا سکتے ہیں"[1]

③ عورت کے ارتداد سے فسخ نکاح کے حکم میں تبدیلی

ظاہر مذہب یہ ہے کہ زوجین میں سے کوئی اسلام سے پھر جائے تو اس کا نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔

لیکن اب فتویٰ اس پر ہے کہ عورت، ارتداد کے سبب نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔

مجدد اسلام امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

" اب فتویٰ اس پر ہے کہ مسلمان عورت معاذ اللہ مرتد ہو کر بھی نکاح سے نہیں نکل سکتی۔ وہ بدستور اپنے مسلمان شوہر کے نکاح میں ہے"[2]

وَمِنْ ذٰلِكَ إِفْتَائِيْ مِرَارًا بِعَدَمِ انْفِسَاخِ نِكَاحِ امْرَأَةٍ مُسْلِمٍ بِارْتِدَادِهَا لِمَا رَأَيْتُ مِنْ تَجَاسُرِهِنَّ مُبَادَرَةً إِلٰى تَطْعِ الْعِصْمَةِ۔ كَمَا بَيَّنْتُهٗ فِي السِّيَرِ مِنْ فَتَاوَيْنَا وَكَمْ لَهٗ مِنْ نَظِيْرٍ[3]

(اسی وجہ سے میں نے بارہا یہ فتویٰ دیا کہ مسلمان کی بیوی کا نکاح اسکے مرتد ہونے سے فسخ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں نے عورتوں کو عصمتِ اسلام سے نکلنے میں جلد بازی دیکھا۔ میں نے اسے اپنے فتاویٰ کے کتاب السیر میں بیان کیا ہے اور اس کی بہت سی نظیریں ہیں۔ ن)

④ نماز کے ایک مسئلے کے حکم میں تبدیلی

امام نے سہو کے گمان سے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق نے بھی اس کی اقتدا میں سجدہ

---

[1] حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ ۲۹۳ رسالہ اجلی الاعلام

[2] " " صـ ۲۹۳

[3] فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ ۲۹۳، ۲۹۴ "

مولانا نظام الدین کی "لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم" کا عکس :

فتاویٰ رضویہ شریف

فتاویٰ رضویہ شریف جلد اول صفحہ نمبر 393,394 سے اصل عبارت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اقول ١٢٦ ومن ذلک افتاؤه السید بنقل انقاض مسجد خرب ما حوله واستغنی عنه الی مسجد آخر قال فی رد المحتار
وقد وقعت حادثة سئلت عنها فی امیر اراد ان ینقل بعض احجار مسجد خراب فی سفح قاسیون بدمشق لیبلط بها صحن
الجامع الاموی فافتیت بعدم الجواز متابعة للشرنبلالی ثم بلغنی ان بعض المتغلبین اخذ تلک الاحجار لنفسه
فندمت علی ما افتیت به اھ ومن ذلک افتاؤه ١٢٧ بجواز اخذ الحق من خلاف جنسه حذار تضییع الحقوق
قال فی رد المحتار قال القهستانی وفیه ایماء الی ان له ان یاخذ من خلاف جنسه عند المجانسة فی المالیة وهذا اوسع
فیجوز الاخذ به وان لم یکن مذهبنا فان الانسان یعذر فی العمل به عند الضرورة کما فی الزاهدی اھ قلت وهذا ما قالوا
انه لا مستند له لکن رأیت فی شرح نظم الکنز للمقدسی من کتاب الحجر قال ونقل جد والدی لامه الجمال الاشقر
فی شرحه للقدوری ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانهم لمطاوعتهم فی الحقوق والفتوی الیوم علی
جواز الاخذ عند القدرة من ای مال کان لاسیما فی دیارنا لمداومتهم للعقوق اھ ومن ذلک ١٢٨ افتائی مرارا بعدم
انفساخ نکاح امرأة مسلمة بارتدادها لما رأیت من تجاسرهن مبادرة الی قطع العصمة مع عدم امکان استرقاقهن

فی بلادنا ولا ضرر یحق وجبرهن علی الاسلام کما بینته فی السیر من فتاوینا وکم له من نظیر وعلی الشانی

مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت کو مولانا نظام الدین نے اپنی کتاب مبین
حذف کر دیا ہے یہ فتاوی رضویہ شریف کی اصل کا عکس ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاؤڈ اسپیکر سے نماز کی صحت و فساد پر

قول فیصل

مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی

ناشر: انجمن انوار القادریہ
حیدر آباد کالونی جمشید روڈ نمبر ۳ کراچی
فون: 2435088 - 4120794

اظہارِ مسرت و تشکر

ہم حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی الرضوی مدظلہ العالی (میلسی) کی خدمت سراپا عظمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں کہ آپ نے کتاب ''قول فیصل'' پر اپنی قیمتی اور عملی تقدیمِ لاجواب ارقام فرمائی اور حقیقت کو عوام الناس کے سامنے کھول کر رکھ دیا ساتھ ساتھ اس بات کا بھی شکریہ پیش کرتے ہیں کہ ''قول فیصل'' کو پبلک ڈیمانڈ پر بروقت شائع کرنے کے لئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی نہ صرف حوصلہ افزائی بلکہ اس کی اشاعت کے لئے ہماری مالی مدد بھی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت پر آدھی رقم کا بندوبست فرمایا۔

ہم دل کی گہرائیوں سے پاسبانِ مسلکِ رضا حضرت علامہ محمد حسن علی الرضوی مدظلہ العالی کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمر، عمل میں مزید برکتیں عطاء فرمائے اور مزید تحفظِ مسلکِ رضا کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

ازطرف اراکین انجمن انوار القادریہ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

ویسے کسی کو اگر مسائل میں گنجائش نکالنا مقصود ہو تو وہ سب کچھ کر گزرنے کی سعی لاحاصل کر ہی لیتا ہے۔ اور اپنے زعم میں پیروی شریعت کا علمبردار ہوتا ہے مگر ایک ایسے مسئلے میں جب کہ امت ایک عظیم انتشار میں مبتلا ہے اپنی توانائی صرف کرنا کہاں تک درست ہے۔ ویسے بھی جو حضرات لاؤڈ اسپیکر پر بلا کسی تحقیق کہ اس کا استعمال کر ہی لیتے ہیں وہ تو استعمال کر ہی رہے ہیں۔

اب اگر کسی نئے شخص نے استعمال شروع کیا تو ضروری تو نہیں کہ اپنے استعمال کے لئے وہ از سر نو اس مسئلے کو اٹھائے۔ اس کیلئے بڑے بڑے اکابر علمائے اہلسنّت جو علم و تحقیق کے دریا ہوں اُن سے ٹکر لے۔ بہر کیف اس کتاب "قول فیصل" کو دوبارہ چھاپنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ حق کو واضح کیا جائے۔ کیونکہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ تحقیق کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ جناب تحقیق ہونی چاہئے۔ ہم بھی اس بات سے متفق ہیں کہ تحقیق ہونی چاہئے اور تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے مگر جناب تحریف کا دروازہ تو بند ہے اور جس طرح تحقیق کے نام پر تحریف ہو رہی ہے وہ آپ خود دیکھ لیں۔ جس طرح مولانا نظام الدین نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں تحریف کی ہے اور آج کل کراچی میں ایک دو نئے قلم کار مسندِ افتاء پر بیٹھ کر اعلیٰ حضرت اور علماء اہلسنّت کے نام کو استعمال کرتے ہوئے تحقیق کے نام پر تحریف کر رہے ہیں ان کو روکنا اس کی اصل غایت ہے۔

فقط اراکین

انجمن انوار القادریہ

انتساب

ان اکابر ملت، جمہور اُمت اور فقہائے اسلام بالخصوص جانشین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تاجدار اہل سُنّت حضور مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ مصنّف بہار شریعت، مخدوم الملّت محدث اعظم ہند، برہان الملّت، اجمل العلما حضرت مفتی اجمل شاہ صاحب، حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی، شیر بیشۂ سُنّیت، حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، رئیس التارکین حضور مجاہد ملت، سید العلما حضرت آل مصطفیٰ صاحب مارہرہ شریف، اور تاجدار اشرفیت شیخ المشائخ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کے نام

جنہوں نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کے بطلان کا فتویٰ دے کر ناحق تجدد پسندی اور فقہی بصیرت سے عام محرومی کے اس ظلمت کدہ میں حق وصداقت کا آفتاب روشن کیا اور مسلمانوں کی نمازوں کو آپ اپنے ہاتھوں اکارت کرنے سے بچانے کی جدّ وجہد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیا۔

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہٗ

ہدیہ تشکر

میں دل کی گہرائیوں سے حضرت مولانا نظام الدین صاحب مدظلہٗ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہند و پاک کو کھنگال کر اپنی کتاب میں ان تمام وجوہات کو جمع فرمادیا جن سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کے جواز کا شبہ ہو رہا تھا ——— اور مجھے ان شبہات کو رد کرنے کے لئے اس طرح کی کتابوں کی تلاش اور ان کی ورق گردانی میں اپنے وقتِ عزیز کو مزید ضائع نہیں کرنا پڑا۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہٗ

لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر فساد اقتداء کا مسئلہ مجتہد فیہ نہیں

(حضور مفتی اعظم ہند)

مجتہد فیہ مسائل میں اختلاف مجتہدین ضرور رحمت ہے کہ ان میں حق دائر ہے۔ ہر فریق اپنے کو حق پر یقین کرتا ہے۔ مگر دوسرے مذہب کو غلط و باطل نہیں کہہ سکتا۔ اپنے مذہب کو صواب جانے گا محتمل خطا، دوسرے مذہب کو خطا محتمل صواب اور ہر ایک دوسرے کو مثاب ـــــــ ایسے مسائل (جیسے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کے فساد و صحت کا مسئلہ) جن میں ایک (یعنی نماز کا فساد) صحیح۔ دوسرا (یعنی نماز کی صحت) یقیناً غلط و باطل ہے۔ یہ اختلاف رحمت نہیں، نرا زحمت ہے الخ

(التفصیل الانور فی حکم لاؤڈ اسپیکر ص۲۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس منظر

براہ راست خدائی مصنوعات ہوں یا انسانی ایجادات و اختراعات۔ سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور ہمارے لئے نعمت۔ اس لئے اسلام جو دین قیم اور مذہب فطرت ہے اس نے ان کو استعمال کرنے اور برتنے کی آزادی دی ہے ـــــ مگر اس حد تک نہیں کہ خود اس کے اپنے اصول مجروح ہو جائیں اور رُوح پر زد پڑے ـــــ مہینوں کی تعیین کے لئے " نحن امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب " فرما کر حساب پر قدغن لگانا اور اوقات کی تعیین کے لئے حساب کے ساتھ ساتھ گھڑیوں کے استعمال کی اجازت دینا، اس کی واضح مثالیں ہیں۔

امام احمد رضا کے زمانہ میں فونوگراف کی ایجاد ہوئی تو آپ نے اس سے آیت سجدہ سُن کر سجدہ واجب نہ ہونے کا فتویٰ دینے کے باوجود اس سے گانے بجانے کی آواز سُننے کو ناجائز و حرام قرار دیا۔

جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند کے زمانہ میں لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ نے وعظ و تقریر، اذان و خطبہ میں استعمال کی اجازت دینے کے باوجود اس کی آواز پر " اقتدا۔ صلوٰۃ " کو باطل قرار دیا ـــــ اور جمہور اُمت نے آپ کی ہمنوائی کی۔

آج سے چند سال پہلے جب قائد ملت حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ کی تحریک پر ملک کے حسب ذیل مقتدر علماء پر مشتمل شرعی بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

(۱) جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری (۲) فقیہ عصر حضرت

مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی (۳) بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان صاحب اعظمی (۴) امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی (۵) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب (۶) جانشین مخدوم الملت حضرت علامہ مدنی میاں صاحب (۷) محقق زمن حضرت علامہ عاشق الرحمان صاحب (۸) فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین صاحب امجدی (۹) حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی (۱۰) حضرت مفتی محمد اعظم صاحب ٹانڈوی (۱۱) حضرت مفتی محمد ایوب خاں صاحب نعیمی (۱۲) حضرت مفتی محمد فضل کریم صاحب ادارۂ شرعیہ بہار (۱۳) حضرت مفتی محمد اشفاق صاحب جودھپور (۱۴) حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب کٹیہار (۱۵) حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی (۱۶) فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی۔ وغیرہم۔

تو شرعی مجلس کے سامنے دوسرے مسائل کے ساتھ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کا مسئلہ بھی پیش ہوا۔

اس فقیر نے اپنے مقالہ میں معترضین کے اعتراضات یہ سوچ کر قلمبند کئے کہ مقتدر علماء کرام کی طرف سے ان کے تحقیقی جوابات دیدیئے جائیں گے۔ اس طرح یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے ہو جائے گا۔

بورڈ کی پہلی نشست مدرسہ حمیدیہ بنارس میں ہوئی جس میں کچھ مقالہ جات پڑھے جانے کے بعد ارکان بورڈ کے حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک نمائندہ مجلس کی تشکیل ہوئی

(۱) حضرت مفتی شریف الحق صاحب (صدر) (۲) حضرت مفتی عبد المنان صاحب اعظمی (۳) حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب (۴) حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب (۵) حضرت مفتی عبید الرحمٰن صاحب (۶) فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی۔

اور طے پایا کہ تمام علمائے کرام کے مقالہ جات کو خوشخط نقل کر کے اس کی زیروکس کاپیاں نمائندہ مجلس کو بھیجی جائیں اور وہ حضرات ان کی تلخیص کے بعد اپنی صوابدید کے مطابق دلائل کی روشنی میں جائزہ لے کر اگلی نشست میں رپورٹ پیش کریں تاکہ آخری بحث کے بعد متفقہ فیصلہ ہو۔

حضرت صدر محترم نے اپنی کبر سنی اور گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اتنے سارے کاموں کی ذمہ داری قبول کرنے سے معذرت کی تو علامہ ارشد القادری صاحب نے ان کاموں کی انجام دہی کے لئے حضرت مولانا نظام الدین صاحب کو نامزد فرمایا۔

کئی مہینے کے بعد جب نمائندہ مجلس کے دوسرے ممبران کے ساتھ اس فقیر کو بھی شرعی بورڈ کے علماء کے مقالہ جات کی زیروکس کاپیاں موصول ہوئیں تو ان میں مولانا نظام الدین صاحب کا بھی ایک مقالہ شامل تھا ——— پہلی نشست میں بحث کے لئے آٹھ عنوانات تھے مگر مولانا کا مقالہ صرف لاؤڈ اسپیکر سے متعلق تھا جس میں جواز کا موقف اختیار کرتے ہوئے مفتیٔ دیوبند مولانا محمد شفیع کی کتاب "آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام" میں پیش کی گئی دلیلوں کو کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ نقل کر دیا گیا تھا۔

فقیر نے دوسرے مقالوں کے ساتھ مولانا کے مقالہ کی بھی تلخیص کی اور تنقیدی رپورٹ میں اس پر نقض و ایرادات کئے اس طرح اپنا دوسرا مقالہ لکھ کر "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارکپور میں منعقدہ نمائندہ مجلس کی نشست میں پیش کیا ——— اس فقیر کے علاوہ نمائندہ مجلس کے ایک قابلِ احترام رُکن اور انتہائی علمی شخصیت نے بالخصوص اسی عنوان پر ایک اہم مقالہ سپرد قرطاس فرمایا۔ جس کے بعد مولانا نظام الدین صاحب نے میرے مقالے کوئی تعرض تو نہیں فرمایا البتہ اس دوسرے رُکن کے مقالہ پر کچھ اعتراضات کئے اور ایک دوسرا مقالہ لکھا۔ جس کے جواب میں اُس محترم رُکن کے علاوہ اِس فقیر نے اپنا تیسرا مقالہ قلمبند کر کے نمائندہ مجلس کی دوسری نشست میں پیش کیا ——— اور پھر اس کے بعد بعض وجوہات کی بنا پر مجلس کی کوئی نشست نہیں ہوسکی۔

اس سال صفر المظفر کی کسی ابتدائی تاریخ میں محب گرامی حضرت مولانا سید محمد انور چشتی صاحب مدظلہٗ کے ہمراہ الجامعۃ الاشرفیہ مُبارکپور پہنچنے کا اتفاق ہوا تو خبر ملی کہ مولانا نظام الدین صاحب نمائندہ مجلس کی دوسری نشست کے بعد بھی اس مسئلہ پر غور و فکر اور کچھ علماء و ماہرین سائنس سے مشورہ کرتے رہے ہیں جس کے نتیجہ میں عنقریب صحتِ اقتداء سے متعلق

ان کی کتاب منظرِ عام پر آ رہی ہے۔

فقیر مجیبی مولانا سید انور چشتی اور عزیزی مولانا آلِ مصطفیٰ اشرفی کو ہمراہ لے کر مولانا کی قیام گاہ پر حاضر ہوا اور ان سے گذارش کی:

"اہلِ سنّت پہلے سے ہی کچھ مسائل میں اختلاف کی وجہ سے انتشار کا شکار ہیں اب اس مسئلہ میں کتاب لکھ کر ان کو مزید انتشار میں مبتلا نہ کیا جائے کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنا آپ کے نزدیک بھی فرض وواجب۔ یا سنّت تو کیا مستحب تک نہیں۔ صرف مباح ہے۔ اور ایک امرِ مباح کی خاطر قوم کو انتشار میں ڈالنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہمیں دیکھئے، ہم تو اس پر اقتداء کو فاسد سمجھتے ہوئے بھی ایسا کچھ نہیں کر رہے ہیں ــــ علاوہ ازیں آپ کے سابقہ دلائل تو ہمارے نزدیک منقوض ہیں اگر کہیں سے پھر کوئی دلیل دستیاب ہوئی ہو تو پہلے ہمیں مطلع فرمائیں اگر وہ ناقابلِ تردید ہو تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہو جائیں اور اس طرح ایک متفقہ فیصلہ قوم کو ملے۔"

اس پر مولانا نے فرمایا:

"مبیضہ کاتب کے سپرد کر دیا گیا ہے اب تو اُمید ہے کہ کتابت بھی ہو چکی ہو گی۔ میں کوشش کروں گا کہ عرسِ رضوی کے موقع پر بریلی شریف میں کتابت شدہ کاپیاں آپ کو دکھادوں ــــــــ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا اور کتاب شائع ہو ہی گئی تو آپ کو جواب کا اختیار ہو گا۔"

پھر عرسِ رضوی کے موقع پر مولانا سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ اسی دن دہلی سے کتاب کی طباعت کرا کے براہِ راست بریلی شریف پہنچے تھے ــــــ غالباً مولانا کو جلدی تھی اس لئے یہ ملاقات کھڑے کھڑے علیک سلیک تک محدود رہی ــــــــ پھر آخری "قل" کے بعد میں نے وہاں مختلف کتب خانوں سے ان کی کتاب طلب کی۔ مگر افسوس کہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکی

۲۶ صفر کی صبح بدایوں میں فساد رونما ہوا اور مسلمانوں کے سروں پر قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑی۔ میں چند دنوں تک فساد رکنے اور کرفیو ختم ہونے کے انتظار میں بریلی شریف ہی مقیم رہا —— لیکن جب حالات اعتدال پر نہیں آتے تو مجبوراً وطن چلا جانا پڑا۔ وہاں ایک صاحب کے ہاتھ میں مولانا کی کتاب نظر آگئی تو ان سے لے کر مطالعہ کیا۔ اس میں بیشتر دلائل تو وہی ملے جن کا رد میں اپنے مقالہ جات میں پہلے ہی کر چکا ہوں اور جو بعد کے اضافہ کردہ مباحث ہیں وہ مجھے یکسر غلط اور سفسطہ معلوم ہوئے۔

پھر ۲۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو بدایوں واپس آیا تو بہت سے احباب و مخلصین کے خطوط موصول ہوئے جن میں اس کتاب کی طرف میری توجہ مبذول کرائی گئی تھی۔ اس لئے جب ۸ دسمبر ۸۹ء کو انسٹی ٹیوٹ آف اوبجکٹیو اسٹڈیز دہلی کی دعوت پر آل انڈیا فقہی سیمنار میں شرکت کے لئے دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو واپسی میں ۱۲ دسمبر کو اسی ظرف سے علی گڈھ چلا گیا۔ جہاں مسلم یونیورسٹی کے مختلف سائنس دانوں، صوتیات کے ماہرین بالخصوص جناب پروفیسر اسرار احمد صاحب ڈائرکٹر مرکز فروغ سائنس، جن کی رائے پر مولانا نے اپنے نظریہ کی بنیاد رکھی ہے، سے ملاقات کر کے لاؤڈ اسپیکر سے سُنی جانے والی آواز کی عینیت و غیریت سے متعلق تبادلۂ خیال کیا۔ اور پھر بریلی شریف اپنے بزرگوں کے آستانہ جات پر حاضری دیتا ہوا ۱۶ دسمبر کی صبح بدایوں آگیا۔ یہاں ۱۶، ۱۷ دسمبر کو آستانۂ قادریہ میں عرس کی تقریب تھی اس لئے ۱۸ دسمبر سے فساد کے بعد دوبارہ تعلیم کا آغاز ہوا۔

۱۹ دسمبر ۸۹ء سے اپنے معروضات قلمبند کرانے شروع کئے تو حوالہ کے لئے کتاب کی ضرورت درپیش ہوتی۔ خدا جزائے خیر دے عزیزی مولانا آل مصطفیٰ صاحب اشرفی اور مولانا انوار احمد صاحب قادری کو کہ اوّل الذکر موصوف نے مُبارکپور سے کتاب خرید کر بھیجی اور مؤخر الذکر موصوف نے روزانہ رات ڈھلے تک میرے ساتھ کام کیا اور کبھی مجھے قلم ہاتھوں میں لینے کی ضرورت نہیں محسوس ہونے دی۔ اس طرح کُل ۲۱ جنوری ۹۰ء کو کتاب مکمل ہو گئی۔

میں اسے فقہائے احناف بالخصوص اپنے پیر و مرشد جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہما کا فیضان علمی سمجھتا ہوں کہ مجھ جیسے کم علم شخص سے اتنی

اہم علمی خدمت انجام پاگئی ۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی　　منت شناس کہ بخدمت گذاشتت

ورنہ ایک مدرس جسے صبح سے دو پہر تک تعلیم دینا اور رات کو مطالعہ کرکے دوسرے دن کے لئے اسباق کی تیاری کرنا ہو، اس کے لئے سَوا مہینے کی اس مختصر مدت میں یہ کام کس قدر دشوار ہے ۔ اس کا اندازہ کچھ وہی کرسکتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں ۔

بہرحال کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ عدل وانصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اگر میری معروضات سے مولانا کے دلائل کا رد ہوجاتا ہے تو قبول فرمائیں، ورنہ میری غلطی پر مجھے متنبّہ کرکے ممنون ومشکور فرمائیں ۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ مجھے قبول حق میں کوئی دریغ نہیں ہوگا ۔

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ تو دانی حساب کم وبیش را

اپنے بزرگوں کے فیضانِ علمی کا محتاج

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

یکم فروری ۱۹۹۰ء

ازافادات امام احمد رضا

انسانی آواز:

انسان کی زبان وگلے کی تحریک سے منھ کے اندر بھری ہوئی ہوا کو دھکا لگتا ہے جس سے اس کی ایک مخصوص ہیئت وشکل بن جاتی ہے اسی کو انسانی آواز کہتے ہیں۔

آواز کی عینیت:

آواز کی حامل ہوا اپنے قریب کی ہوا کو دھکا دیتی ہے جس سے اس کی وہ مخصوص ہیئت وشکل اس میں اُتر جاتی ہے۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ وہ مخصوص ہیئت وشکل کان کے اندر بھری ہوئی ہوا تک پہنچ جاتی ہے ـــ تو زبان وگلے کی تحریک سے منھ کے اندر بھری ہوئی ہوا کی مخصوص ہیئت وشکل وسائط در وسائط[۱] ہوتی ہوئی کانوں تک پہنچنے کو آواز کی عینیت کہتے ہیں۔

آواز کا فنا ہونا:

وہ مخصوص ہیئت وشکل جب ایک حد پر پہنچ کر ختم ہو جائے اور آگے کے واسطہ میں نہ اُترے تو اس کو آواز کا فنا ہونا کہتے ہیں۔

آواز کی غیریت

زبان وگلے کی تحریک سے مُنھ کے اندر بھری ہوئی ہوا کی مخصوص ہیئت وشکل وسائط در وسائط منتقل ہوتی ہوئی کانوں تک نہ پہنچے ـــ بلکہ نئی تحریک سے بنی ہوئی

---

[۱] خواہ وہ واسطے الگ الگ کیوں نہ ہوں ۱۲

ہیئت وشکل کانوں تک آئے تو اسے آواز کی غیریت سے تعبیر کرتے ہیں خواہ دونوں شکلوں میں کتنی ہی مماثلت کیوں نہ ہو۔

آواز کا دکھائی دینا:

گراموفون کے ریکارڈ پر آواز دکھائی دیتی ہے۔

گراموفون کی آواز:

گراموفون کی آواز متکلم کی عین آواز ہے۔

(الکشف شافیا ملخصا)

ریکارڈ میں آواز بھرنے کی کیفیت

فونوگراف کے ریکارڈ میں آواز بھرنے کے لئے ایک مشین ہوتی تھی، اس میں ایک بڑا سا بیلن لگا رہتا تھا جسے ہاتھ سے گھمانا پڑتا۔ اس پر ٹین کا ایک خول چڑھا رہتا جس میں ایک سوئی لگی ہوتی۔ آدمی ایک قیف میں بولتا جس سے پلیٹوں میں آواز کے بنفسہ غیرمرئی جھٹکے پڑتے اور وہی آواز یعنی مخصوص ہیئت وشکل مرتسم ہو جاتی اسی کے ساتھ دوسری طرف اس کی تحریک سے ٹین ہلنے لگتا اور سوئی میں بھی حرکت ہوتی۔ ادھر بیلن گھومتا تو آواز کی غیرمرئی ہیئت وشکل کے مطابق پلیٹوں پر خراشیں بن جاتیں اور ریکارڈ میں قائم شدہ آواز کی وہ ہیئت وشکل متعین طور پر مشاہدہ میں آجاتی۔

فونوگراف سے آواز سننے کی کیفیت

ریکارڈ کے نشانوں پر بیلن دوبارہ گھمایا جاتا اور اس پر سوئی گزرتی تو ریکارڈ میں محفوظ آواز کی وہ مخصوص ہیئت وشکل ریکارڈ سے متصل ہوا میں اتر جاتی ـــــ اور پھر وسائط در وسائط وہ ہیئت وشکل کان کے اندر بھری ہوئی ہوا میں اُترتی اور آواز مسموع ہوتی ـــــ

فونوگراف کے ریکارڈ میں آواز بھرنے اور اس سے دوبارہ سُننے کی کیفیت اور آواز کی عینیت سے متعلق امام احمد رضا کے افادات میں غور کیجئے تو واضح ہو جائے گا کہ گراموفون کی آواز میں عینیت آواز کی بنیاد یعنی وحدت سلسلہ موجود ہے اس لئے یہ آواز

متکلم کی مین آواز ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کی آواز

لاؤڈ اسپیکر کے اندر تین بنیادی چیزیں ہوتی ہیں (۱) ایمپلی فائر (۲) مائکروفون (۳) اسپیکر (ہارن)

ایمپلی فائر، مائکروفون سے اسپیکر تک برقی کرنٹ کی ترسیل کا کام کرتا ہے۔

مائکروفون، اس میں ایک خفیف سی جھلی ہوتی ہے جس کی دوسری جانب کوئلے کے ذرات (کاربن) لگے ہوتے ہیں۔

اسپیکر، اس میں بھی مائکروفون کی طرح ایک خفیف سی جھلی ہوتی ہے۔

جب متکلم بات کرتا ہے تو اس کی زبان و گلے کی تحریک سے منہ کے اندر بھری ہوتی ہوا میں جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہواؤں کے دوش پر مائکروفون کی جھلی تک پہنچ کر اس سے ٹکراتی ہے۔ اس کے بعد آگے کے واسطہ میں نہیں اترتی

مائکروفون کی خفیف سی جھلی میں جب آواز کی حامل ہوا کا دھکا لگتا ہے تو وہ حسبِ تحریک جنبش کرتی ہے اور اس کی کاربن والی سطح برقی تار سے ملتی اور جُدا ہوتی رہتی ہے جس سے برقی کرنٹ کی روانی میں اسی تحریک کی مناسبت سے فرق آجاتا ہے اور اسی فرق کے ساتھ اسپیکر (ہارن) کی جھلی کے قریب میگنٹ[۱] بنتی ہے جس سے جھلی میں اسی طرح جذب و کشش پیدا ہوجاتی ہے اور اس جذب و کشش سے اس کی متصل ہوا کو، منہ کے اندر بھری ہوتی ہوا کی طرح دھکا لگتا ہے جس سے اس ہوا کی بھی ویسی ہی ہیئت و شکل بن جاتی ہے جیسی ہیئت و شکل منہ کے اندر بھری ہوئی ہوا کی بنی تھی۔ اور پھر ہواؤں کے دوش پہ منتقل

۱؎ ۱۸۲۰ء میں ایمپیر نے مقناطیس اور بجلی کی رو کا تعلق معلوم کیا اس کے بعد ۱۸۲۳ء میں ہمفرے ڈیوی نے یہ معلوم کیا کہ اگر بجلی لوہے کے بندھے تاروں سے گذاری جائے تو اس میں مقناطیسیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(ایجادات کی کہانی از ڈاکٹر سید محمد ضیاء الدین علوی ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڈھ ص۴۸)

ہوتی ہوئی وہ ہیئت و شکل ہمارے کانوں تک آتی ہے اور ہمیں بالکل اسی طرح کی آواز سُنائی دیتی ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کے اجزاء کے ان اعمال اور آواز کی حقیقت اور اس کی عینیت و غیریت سے متعلق امام احمد رضا کے افادات کو سامنے رکھیئے تو واضح ہوجاتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سُنی جانے والی آواز متکلم کی عین آواز نہیں کیونکہ جب متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی آواز مائکروفون کی جھلی سے ٹکراتی ہے تو اس کے بعد آگے کے واسطے میں نہیں اترتی اور فنا ہوجاتی ہے۔ پھر اس کے بعد اسپیکر کی جھلی تک زبان و گلے کی تحریک کے مطابق بجلی کی روانی اور مقناطیسی جذب و کشش ہی رہ جاتی ہے اور اسی جذب و کشش سے اسپیکر کے پردہ میں تحریک ہوتی ہے جس سے متصل ہوا میں دوبارہ آواز پیدا ہوجاتی ہے۔

تبدیل توانائی

قدرت میں دو ہی چیزیں ہیں مادہ اور توانائی۔ مادہ اسے کہتے ہیں جو جگہ گھیرتا ہے اور جس کے وجود کا علم ہمیں اپنے مدرکات[1] سے ہوتا ہے۔ اور توانائی اسے کہتے ہیں جو قدرت میں موجود تو ہے مگر اسے چھو نہیں سکتے .... جیسے حرارت، روشنی، آواز، مقناطیسیت اور بجلی۔ یہ سب مختلف توانائیاں ہیں جن کے ذاتی خواص ہیں.... ان توانائیوں کی تبدیل صورت بھی ہوتی ہے .... حرارت ایک قسم کی توانائی ہے اور دوسری قسم کی توانائیاں مثلاً نور، آواز، مقناطیسیت اور برق وغیرہ کی طرح اس کی بھی تبدیل صورت ہوتی ہے۔ (جنرل فیزکس ص۳۵۶)

ایک توانائی دوسری توانائی میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔ (ایٹمی توانائی ص۶۳)

علامہ مدنی میاں صاحب کا ارشاد

ایک انرجی (توانائی) کا دوسری انرجی میں بدل جانا اہل علم کے نزدیک ایک

---

[1] یہ اہل سائنس کی تعبیر ہے۔

معروف ومتعارف حقیقت ہے۔ مثلاً آپ کی آواز ایک انرجی ہے یونہی روشنی ایک انرجی ہے اسی طرح میگنٹ ایک انرجی ہے وغیرہ وغیرہ ———— تو جب آپ آواز نکالتے ہیں اور وہ مائک سے ٹکراتی ہے تو فوراً الکٹرانک (برقی) انرجی میں بدل جاتی ہے اور پھر یہی جب اسپیکر سے باہر ہوتی ہے تو فوراً ہی ساؤنڈ (آواز) انرجی میں تبدیل ہوجاتی ہے ——— الغرض آواز کا روشنی ہوجانا۔ یا۔ روشنی کا آواز ہوجانا انقلاب ماہیت نہیں تو اور کیا ہے؟ (ویڈیو، ٹی، وی کا شرعی استعمال ص ۲۹۴)

سائنس کے تبدیل توانائی کا نظریہ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے متعلق علامہ مدنی میاں صاحب کے ارشاد پر نظر کیجئے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے کیونکہ انقلابِ ماہیت اور تبدیل حقیقت کے بعد شئ کی عینیت باقی نہیں رہتی ہے۔

تمہید پر اک نظر

مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی کتاب "لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم" کے صفحہ ۶ سے تمہید کا آغاز کرتے ہوئے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کرنے کی صورت میں حالات کی سنگینی کا تذکرہ فرمایا ہے۔

صفحہ ۷ سے صفحہ ۱۱ تک یہ بتایا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں بلکہ مختلف فیہ ہے۔

صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۹ تک اختلاف زمان و مکان کے اعتبار سے بعض احکام شرعیہ میں تبدیلی کی پانچ مثالیں مختلف کتابوں کے حوالے سے نقل کی ہیں۔ پھر فتاویٰ رضویہ جلد اول کے حوالہ سے تبدیلی کے حسب ذیل اسباب کا ذکر کیا ہے۔

> (۱) ضرورت (۲) دفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) دینی ضروری مصلحت کی تحصیل (۶) کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ۔

پھر دفع حرج کی مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے:

> جیسے قرأت میں اعراب کی ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں نماز کو فاسد کر دیتی ہے۔ لیکن متأخرین نے عام جہالت کی وجہ سے جواز کا حکم دیا کہ لاکھوں آدمیوں کی نماز فاسد کرنا ان کو حرج میں ڈالنا ہے۔ ص۲۰

اس کے بعد لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں تبدیلیٔ احکام کے اسباب ۲، ۴، ۶، کا تحقق مان کر اس کے جواز کا فتویٰ دیے جانے کی بات کہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

> لاؤڈ اسپیکر پر نماز منع کرنے کی صورت میں اسباب مذکورہ بالا میں سے تین اسباب ایک ساتھ متحقق ہو رہے ہیں۔ (۱) فتنہ و فساد، سنی مساجد

کا ہاتھ سے نکل جانا، بلکہ تبدیلیٔ مذہب کا فساد، مظنون ہی نہیں مشاہد ہے۔ (۲) اب عام سنی مسلمانوں کا عام شہروں میں تعامل اسی پر ہے کہ بلا جھجک لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ (۳) اگر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا ممنوع قرار دی جائے تو لاکھوں مسلمانوں کی نماز کا فساد لازم آئے گا جو بلاشبہ ایک بڑا حرج ہے۔ پس ایسی صورت میں کیوں نہ لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا صلوٰۃ کے جواز کا فتویٰ دیا جائے؟ ص۲۲،۲۳

اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مندرجہ بالا اسباب کی وجہ سے بعض احکام میں تبدیلی ہوتی ہے۔ لیکن مولانا نے اس نقل و بیان اور مثال دینے میں، پورے طور پر انصاف کے تقاضہ کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ یوں ہی اس مسئلہ میں تینوں اسباب کا اجتماع مان کر جواز کا فتویٰ دیئے جانے کی بات کرنے میں بھی صحیح نظر و فکر سے کام نہیں لیا ہے۔ کیونکہ انھوں نے اس بات کی وضاحت و تفصیل نہیں کی ہے کہ ان اسباب کے تحقق کی صورتیں کیا ہوتی ہیں۔ اور اسباب تبدیل میں سے کس سبب کی بنا پر کون سا حکم بدلتا ہے؟۔

ہم ذیل میں تبدیلیٔ احکام کے اسباب میں سے صرف دفع حرج، تعامل اور فساد کا ازالہ، کے متعلق ضرورت کے مطابق چند باتیں عرض کریں گے۔ کیونکہ مولانا کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کی صحت کی بنیاد یہی تین اسباب ہیں۔

حرج:۔ مشقت و پریشانی اور تنگی و دشواری کو حرج کہتے ہیں۔ اور اس مشقت و پریشانی کے ازالہ کو دفع حرج۔ گویا حاجت برآری کا دوسرا نام دفع حرج ہے۔

لـــه اس کا مطلب یہ ہوا کہ دلائل و براہین کے اقتضار کے مطابق مولانا کے نزدیک بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار درست نہیں۔ البتہ دفع حرج، تعامل اور ازالہ فساد کی خاطر وہ جواز کا فتویٰ دیئے جانے کی بات کرتے ہیں ۱۲

یقیناً حاجت برآری یا دفع حرج کے لیے بعض احکام میں تبدیلی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص روزہ سے ہو اور بھوک، پیاس کی شدت اتنی بڑھ جائے کہ ضبط کی طاقت نہ رہے۔ اور اس شدت کو کم کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہ ہو تو روزہ توڑ کر کھا پی لینا جائز ہے۔ فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں متعدد مقامات پر اور اشباہ و نظائر کی شرح حموی میں صفحہ ۱۲۱ پر فتح القدیر کے حوالہ سے ہے۔

والحاجة كالجائع لو لم يجد لم يهلك غير انه يكون في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر في الصوم ـــــــ	حاجت کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص بھوک کی شدت سے انتہائی پریشانی میں ہو مگر یہ نہیں کہ نہ کھائے تو مر جائے گا۔ ایسے شخص کے لیے روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ مگر حرام چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں۔

واضح رہے کہ دفع حرج کی بنیاد پر حکم میں تبدیلی اسی وقت ہوگی جب دفع حرج یا حاجت برآری کی کوئی اور صورت نہ ہو لیکن کسی دوسری صورت سے بھی دفع حرج ہو سکتا ہو تو حکم میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ مثلاً اسی روزہ کی صورت میں کھانے پینے کے علاوہ کسی اور صورت سے پریشانی کم ہو سکتی ہو تو روزہ توڑنا جائز نہیں ہوگا ـــ یوں ہی کسی بیماری سے نجات کے لیے اطبا رعلاج کے طور پر حقنہ تجویز کریں تو حقنہ لینا جائز ہے لیکن کوئی شخص بیوی سے وطی پر قادر نہ ہو اور اس کا حق ادا نہ کر سکے، اطبا راس کا علاج حقنہ ہی تجویز کریں تو حقنہ لینا جائز نہیں کیونکہ عورت کے حق کی ادائیگی حقنہ لینے ہی میں منحصر نہیں ہے۔ طلاق دے کر بھی اس فریضہ سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ ردالمحتار میں ذخیرہ کے حوالہ سے ہے۔

يجوز الاحتقان للمرض فلو احتقن لا للضرورة بل لمنفعة ظاهرة بان يتقوى على الجماع لا يحل عندنا اھ

اس کے حاشیہ پر امام احمد رضا فرماتے ہیں:

اقول هذا ظاهر اذا کان معہ من القوۃ ما یقدر بہ علی اداء حق المرأۃ فی الدیانۃ و تحصین فرجہا اما اذا عجز عن ذلک فہل یعد ضرورۃ الظاہر لا لانہ بسبیل من ان یطلقہا فتنکح من شاءت فان الواجب علیہ احد الامرین امساک بمعروف او تسریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن الآخر نعم المعہود فی الہند ان النساء یتعایرن بالزواج الثانی تعایرا شدیدا لکن ہذا من قبلہن بجہلہن لیس علیہ فیہ اخذ فلیتأمل (فتاوی رضویہ دہم آخر ص۲۲۰)

اسی طرح قرأت قرآن میں اعراب کی درستگی یا غلطی کا مدار چونکہ قواعد وگرامر پر ہے اور ہر شخص قواعد وگرامر سے واقف نہیں ہوتا کہ اس کا لحاظ کر سکے۔ پھر یہ کہ کس غلطی سے معنی میں تبدیلی ہوئی اور کس غلطی سے نہیں؟ یوں ہی معنی میں تبدیلی ہوئی، تو وہ معنی کفری ہو گیا یا نہیں؟ معنی کفری نہیں ہوا، تو اس کا مماثل قرآنِ کریم میں ہے یا نہیں؟ مماثل بھی قرآن میں ہے، تو وہ معنی مقصود سے دور ہو گیا یا نہیں؟ ان تمام باتوں پر نگاہ رکھنا ہر کس وناکس کے لیے متعذر ہے یہی وجہ ہے کہ غنیہ شرح منیہ میں اس کی تعلیل عموم بلوی سے کی ہے۔

وقال بعض المشایخ لا تفسد لعموم البلوی ص۴۴۲

اب اگر اس طرح کی غیر ارادی غلطیوں پر فساد نماز کا حکم دیا جائے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ دنیا کے سارے کاروبار کو چھوڑ کر اتنا علم حاصل کریں جس سے یہ جانکاری ہو سکے کہ کس صورت میں معنی کے اندر ایسی تبدیلی ہو گئی ہے، جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان کی نمازیں صحیح نہ ہو سکیں گی۔ اور یہ بالبداہۃ حرج وتنگی کا باعث ہے کیونکہ وہ اعادہ بھی کریں، تو ان سے پھر اسی طرح کی غلطیوں کا قوی امکان ہے ـــ اس لیے اس حرج ودشواری سے نجات کے لیے فقہاء متأخرین نے صحت نماز کا حکم دیا ہے۔ یعنی نماز کی صحت کا حکم اس حرج ودشواری کی صورت میں ہے۔ لیکن اگر کوئی قصداً اس طرح کی غلطی کرے تو چونکہ اس صورت میں حرج کا تحقق نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے دفع حرج

کی بنا پر حکم میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ اور نماز کے فساد کا حکم دیا جائے گا۔ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

محل الاختلاف فی الخطاء والنسیان اما فی العمد فتفسد به مطلقا بالاتفاق اذا کان مما تفسد الصلوٰۃ (فتاوی رضویہ ص۱۱۲ ج۳)

الغرض لوگ دانستہ اور ارادی طور پر اعراب میں غلطی کریں تو ان کی نمازوں کو اس بنیاد پر صحیح نہیں کہا جاسکتا کہ فاسد قرار دینے میں لاکھوں نمازیوں کی نمازیں اکارت جائیں گی۔

مگر مولانا نے اپنی عبارت کے بین السطور سے یہ ذہن دینے کی کوشش کی ہے کہ امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے مذہب کے مطابق چونکہ اس طرح کی غلطیوں پر نمازیں باطل ہو جاتی تھیں۔ اس لیے فقہاء متاخرین نے نمازوں کو بطلان سے بچانے کے لیے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔ اور حکم میں تبدیلی کر دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

> خطاء فی الاعراب کے باب میں ہمارے ائمہ مذہب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مسلک یہ ہے کہ اگر اعراب کی غلطی سے معنی میں فساد آجائے تو نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ . . . . . لیکن بعد کے فقہاء کرام نے جب اپنے زمانہ کے حالات کا جائزہ لے کر یہ محسوس کیا کہ عوام اکثر وجوہ اعراب کے مابین کوئی امتیاز کیے بغیر قرأت میں غلطی کر بیٹھتے ہیں تو انھوں نے اپنے ائمہ کرام کے مذہب کے برخلاف اس باب میں مطلقاً صحتِ نماز کا فیصلہ سنا دیا کہ فساد کا مسلک اختیار کرنے میں اکثر عوام اہل اسلام کی نمازوں کو برباد کرنا اور انھیں تارک فرض و مرتکب کبیرہ بنانا لازم آرہا تھا جو امت پر حرج و تنگی کا باعث تھا۔ لہذا آسانی کی فراہمی وصیانت صلوات کے بلند مقصد کے پیش نظر انھوں نے اصل مذہب سے عدول کیا۔ اور یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ اب خطاء فی الاعراب سے نماز فاسد نہ ہوگی ص۱۹۶،۱۹۷

لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہ پڑھی جائے تو حرج لازم نہیں

اب قارئین سے گزارش ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں غور کریں تو واضح ہوگا کہ نماز میں اس کا استعمال اعراب میں غیرارادی غلطی کی طرح نہیں ہے کہ حرج و دشواری سے بچنے کے لیے نماز کی صحت کا حکم دے دیا جائے۔ کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال آدمی غیر ارادی طور پر نہیں کرتا ہے کہ اس سے اجتناب میں حرج و دشواری ہو۔ وہ تو ہمارے اختیار میں ہے۔ ہم چاہیں تو استعمال کریں نہ چاہیں تو نہ استعمال کریں۔ یہ نہیں کہ نہ چاہتے ہوتے بھی استعمال ہو ہی جائے۔

اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مرض سے نجات پانے کے لیے حقنہ لینے کی طرح بھی نہیں۔ کیونکہ مرض کی صورت میں جان کا حرج و نقصان ہوتا تھا اور اس سے نجات کی یہی صورت متعین تھی ۔۔ اور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کرنے میں ایسا کوئی حرج و نقصان نہیں جس سے نجات کے لیے یہی صورت متعین ہو۔

یوں ہی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بھوک پیاس کی شدت میں روزہ توڑ دینے کی طرح بھی نہیں کیونکہ اس صورت میں حرج و دشواری (بھوک و پیاس کی شدت) سے بچنے کی صورت اس کے علاوہ کچھ نہ تھی۔ اور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کرنے میں ایسا کوئی حرج و دشواری نہیں جس سے بچنے کی صورت اس کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

نتیجہ:۔ تو ثابت ہوا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اعراب میں غیرارادی غلطی۔ یا۔ مرض سے نجات کے لیے حقنہ لینے ۔۔ یا ۔۔ بھوک پیاس کی شدت سے نجات پانے کے لیے روزہ توڑ دینے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ اعراب میں قصداً غلطی کرنے ۔۔ یا ۔۔ وطی پر قدرت کے لیے حقنہ لینے ۔۔ یا ۔۔ بھوک پیاس کی شدت سے نجات کی دوسری صورت موجود رہنے کے باوجود روزہ توڑ دینے کی طرح ہے۔ یعنی لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں حرج کا تحقق ہی نہیں ہے کہ دفع حرج کی خاطر اس پر اقتدار کو جائز قرار دیا جائے۔

کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ یعنی کسی حکم کی بنیاد پر کہیں کوئی مفسدہ لازم آنے کا ظن غالب ملحق بالیقین ہو تو وہاں وہ حکم نہیں دیا جائے گا۔ جیسے اصل حکم کے مطابق عورتوں کو مسجد وعیدگاہ جاکر مردوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ مگر ہمارے زمانہ میں اس کی اجازت دینے میں ایک عظیم مفسدہ لازم آئے گا کہ ان کی عفت وعصمت محفوظ نہیں رہ پائے گی۔ لوگوں کو عیاشی وفحاشی کے مواقع ہاتھ آئیں گے۔ اور معاشرہ بگڑ جائے گا تو اب اس حکم اجازت میں تبدیلی کر دی گئی۔ اور ممانعت کا حکم دیا گیا ــــ مگر یہ مطلب نہیں کہ پہلے مسجد وعیدگاہ میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی نمازیں صحیح ہو جاتی تھیں۔ اب فاسد ہو جائیں گی۔

اسی طرح معاذ اللہ عورت مرتد ہو جائے تو اصل مذہب کے مطابق نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور اسلامی حکومت اسے دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کرے گی۔ پھر اسلام لانے کے بعد شوہر چاہے تو اسی کے ساتھ دوبارہ نکاح کر دیا جائے گا۔ اور شوہر نہ چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔ لیکن بلخ اور سمرقند کے بعض مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جب تک عورت اسلام نہ لائے اس وقت تک اس سے وطی کرنا تو جائز نہیں ہے مگر نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ کیونکہ فسخ نکاح کا حکم دینے میں عظیم مفسدہ لازم آئے گا۔ اسلام کی عصمت محفوظ نہیں رہ پائے گی۔ ارتداد کا مسئلہ روز افزوں ہو جائے گا۔ ناقصات العقل عورتوں کو ذرا ذرا سی بات پر شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کے مواقع ہاتھ آجائیں گے ــــ مگر بخارا کے مشائخ کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اسلامی حکومت اسے دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کرے گی اور اسلام لانے کے بعد بہر حال اسی شوہر کے ساتھ کم سے کم مہر پر دوبارہ نکاح کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اسلامی

لـــہ ان کے شوہروں کو جائز نہ ہوگا کہ انہیں ہاتھ لگائیں۔ جبتک وہ تائب ہو کر پھر اسلام نہ لائیں۔ (فتاوی رضویہ ص۴۵ ج۵)

حکومت کے جبر و اختیار سے مذکورہ بالا مفاسد کا ازالہ ہو جائے گا۔ اس لئے عدم فسخ کا حکم دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

قولہ وارتد احدھما فسخ فی الحال الطلقہ فشمل ارتداد المراۃ وھو ظاھر الروایۃ وبعض مشایخ بلخ ومشائخ سمرقند افتوا بعدم الفرقۃ حسما لباب المعصیۃ والحیلۃ للخلاص منہ و عامۃ مشایخ بخارا افتوا بالفرقۃ لکنھا تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجھا الاول لان الحسم یحصل بھذا الجبر فلا ضرورۃ الی اسقاط اعتبار المنافی قالوا ولکل قاض ان یجدد النکاح بمھر یسیر ولو بدینار رضیت اولا وصحح فی المحیط والخزانۃ ظاھر الروایۃ من وقوع الفرقۃ والجبر علی تجدید النکاح من الاول وعدم تزوجھا بغیرہ بعد اسلامھا وقال الولوالجی وعلیہ الفتویٰ ولا یخفی ان محلہ اذا طلب الاول ذٰلک اما اذا رضی بتزوجھا من غیرہ فھو صحیح لان الحق لہ وکذلک لو لم یطلب بتجدید النکاح واستمر ساکتا لایجددہ القاضی حیث اخرجھا من بیتہ ملخصا (بحر الرائق ص۲۱۵ ج۳)

وذکر فی المحیط اذا ارتد احد الزوجین وقعت الفرقۃ بینھما فی الحال ھذا جواب ظاھر الروایۃ واما بعض مشایخ بلخ وبعض مشایخ سمرقند کانوا یفتون بعدم الفرقۃ حسما لباب المعصیۃ وعامتھم علی انہ تقع الفرقۃ الا انھا تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجھا الاول لان الحسم یحصل بالجبر علی النکاح مع الاول ومشایخ بخارا کانوا علی ھذا (کفایہ ص۲۹۷ ج۳)

ھذا جواب ظاھر المذھب وبعض مشایخ بلخ وسمرقند افتوا فی ردتھا بعدم الفرقۃ حسما لاحتیالھا علی الخلاص باکبر الکبائر وعامۃ مشایخ بخارا افتوا بالفرقۃ وجبرھا علی الاسلام وعلی النکاح مع زوجھا الاول

لان الحسم بذلك يحصل ولكل قاض ان يجدد النكاح بينهما بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا (فتح القدير ص۲۹۷ ج ۳)

اب اس زمانہ میں نہ یہاں اسلامی حکومت ہے اور نہ بااختیار قاضی شرع جو عورت کو اسلام لانے پر مجبور کرے اور اسلام لانے کے بعد زبردستی شوہر اول ہی سے نکاح کر دے۔ جس سے مذکورہ بالا مفاسد کا ازالہ ہو سکے۔ اس لیے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے بلخ اور سمرقند کے مشائخ کے قول کو اختیار فرمایا۔

ومن ذلك افتائی مرارا لعدم انفساخ نکاح امراۃ مسلم بارتدادہا لما رایت من تجاسرہن مبادرۃ الی قطع العصمۃ مع عدم امکان استرقاقہن فی بلادنا ولا ضربہن ولا جبرہن علی الاسلام کما بینتہ فی السیر من فتاوینا وکم لہ من نظیر فتاوی رضویہ ج ۱ ص۳۹۲، ۳۹۳

اسی وجہ سے میں نے بارہا یہ فتویٰ دیا کہ مسلمان کی بیوی کا نکاح اس کے مرتد ہونے سے فسخ نہ ہوگا کیونکہ میں نے عورتوں کو عصمت اسلام سے نکلنے میں جلد باز و جبری دیکھا اور ہمارے ملک میں عورتوں کو زیر حکومت رکھنے، مارنے پیٹنے اور اسلام پر مجبور کرنے کی کوئی صورت نہیں جیسا کہ میں نے اپنے فتاویٰ کی کتاب السیر میں بیان کیا ہے اور اس کی بہت سی نظیریں ہیں۔

الغرض ان مفاسد کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ تو اصل مذہب کے حکم میں ایک گونہ تبدیلی کر دی گئی۔ مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے شوہر کے لیے ارتداد

لـہ مگر جب مولانا نے یہ دیکھا کہ فسخ نکاح کے حکم میں یہ تبدیلی اس وجہ سے کی گئی ہے کہ ان مفاسد کے ازالہ کی کوئی دوسری صورت نہ تھی۔ اور لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں کوئی فساد ہی نہیں۔ پھر تسلیم بھی کر لیا جائے تو ازالہ کی دوسری صورتیں موجود ہیں، تو انہوں نے امام احمد رضا کی اس عبارت کے درمیان سے یہ الفاظ "مع عدم امکان استرقاقہن فی بلادنا ولا ضربہن ولا جبرہن علی الاسلام" ہمارے ملک میں عورتوں کو زیر حکومت رکھنے بقیہ ص۳۲

کی حالت میں وطی کرنا حلال نہیں تھا اور اب ارتداد کی حالت میں بھی وطی کرنا حلال ہے۔

خلاصہ یہ کہ حکم میں تبدیلی صرف اسی حد تک ہوگی جس سے فساد کا ازالہ ہوجائے۔ اب نماز میں لاؤڈاسپیکر کے استعمال کے مسئلہ کو دیکھیں تو واضح ہوجائیگا کہ اس کا استعمال نہ کرنے میں فساد نہیں بلکہ استعمال کرنے ہی میں فساد ہوتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ استعمال کرنا چاہتے ہیں ان کے نزدیک بھی استعمال کرنا کوئی فرض و واجب یا سنت نہیں تو ان کے لیے استعمال کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہوا۔ اس کے برخلاف جو لوگ استعمال نہیں کرنا چاہتے ہیں ان کے نزدیک استعمال کرنا مفسد نماز اور حرام ہے۔ تو وہ چاہیں گے کہ قطعاً استعمال نہ ہونے پائے۔ اس لیے فتنہ و فساد بھی ہو تو لاؤڈاسپیکر کے استعمال کرنے ہی میں ہے نہ کہ استعمال نہ کرنے میں۔

رہی سنی مساجد کے ہاتھ سے نکل جانے یا پناہ بخدا تبدیلی مذہب کی بات تو عرض کروں گا کہ یہ عدم جواز کے فتویٰ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کا نتیجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔ یا۔ پھر ائمہ مساجد کا ازالۂ فساد کے طریقوں سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ مولانا کی روایت[1] کے مطابق جس طرح حضرت سید العلماء مولینا آل مصطفیٰ صاحب مارہروی علیہ الرحمۃ نے عدم جواز کا فتویٰ دینے کے باوجود ایسے مخصوص حالات میں مکبرین کے ساتھ لاؤڈاسپیکر کے استعمال کی اجازت دی تھی اور صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب میرٹھی علیہ الرحمۃ مکبرین کی موجودگی میں لاؤڈاسپیکر پر عیدین کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارے ائمہ مساجد بھی ایسے مخصوص حالات میں اس پر عمل کرکے فساد کا ازالہ کر سکتے ہیں کہ وہ تو قرأت کریں

---

[1] ص ۲۳۱ اگر یہ روایت درست ہو ۱۲

بقیہ ص ۳۳ پینے اور اسلام پر مجبور کرنے کی کوئی صورت نہیں۔۱۲ حذف کر دیتے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

لاؤڈ اسپیکر سے محض احداث صوت کا ارادہ نہ ہو۔ اب ان کی نمازیں فاسد نہیں ہونگی لیکن اگر وہ برائے صدمکبرین کی آواز پہ اقتدا نہ کر کے لاؤڈ اسپیکر ہی کی آواز پہ اقتدا کریں — یا — مکبرین کا انتظام نہ ہونے دیں تو فساد ان کی طرف سے ہوا اس کی ذمہ داری امام کے سر نہیں۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (القرآن) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (کنزالایمان)

الغرض اس سے فساد کا ازالہ ہو جاتا ہے اور مقصود فساد کا ازالہ ہی تھا تو اب لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہ اقتدا کرنے سے نماز کی صحت کا حکم دیا جانا ازالۂ فساد کے لیے نہیں ہوگا

نتیجہ: — خلاصہ یہ کہ جس طرح عورت کے ارتداد کی صورت میں فسخ نکاح کا حکم نہ دئے جانے سے فساد کا ازالہ ہو جاتا ہے تو فسخ نکاح کا حکم نہیں دیا گیا۔ مگر اس کی وجہ سے حالت ارتداد ہی میں وطی جائز نہیں ہوگی — اور جس طرح مسجد و عیدگاہ میں جاکر مردوں کے ساتھ عورتوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ دینے سے فساد کا ازالہ ہو جاتا ہے تو عورتوں کو مسجد و عیدگاہ جاکر مردوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مگر اس کی وجہ سے مردوں کی جماعت کے ساتھ عورتیں نماز پڑھ لیں تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کرنے کی صورت میں کہیں فساد کا ظن غالب ہو تو وہاں اس کے استعمال کی اجازت دے دیجائے گی مگر اس کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کی صحت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

تعامل: — اگر "عام سنی مسلمانوں کا عام شہروں میں" کہہ کر مولانا کی مراد یہ ہے کہ

عہ دیکھئے ص ۱۹۲

تمام شہروں کے سنی مسلمان لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو قطعاً غلط ہے۔ الحمد للہ اب بھی ایسے بہت سے شہر ہیں جہاں کی کسی بھی سنی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی ہے۔ خود مبارکپور اور گھوسی کی کسی سنی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ بہت سے شہروں کی بہت سی سنی مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتی ہے۔ تو یہ دراصل بعض علماء کرام کے فتوی جواز کا نتیجہ ہے۔ یا پھر بعض ائمہ یا عوام کی مسئلہ کی حقیقت سے ناواقفیت یا بیجا تجدد پسندی کا ثمرہ ہے ۔ غرض کچھ بھی سہی اس سے نہ تو عام " تعامل " کا ثبوت ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے حکم شرع میں عمومی طور پر تبدیلی ہو سکتی ہے۔

اپنے اس دعوی پر بجائے اس کے کہ ہم خود کسی معتمد فقہی کتاب سے استدلال کریں، ہندوستان میں اہل سنت کی مشہور درسگاہ " الجامعۃ الاشرفیہ " ہی کے صدر مفتی حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی جن کی ماتحتی میں مولانا نظام الدین صاحب خدمت افتاء کی انجام دہی پر مامور ہیں۔ انہیں کا ایک فتوی پیش کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جس کو " الجامعۃ الاشرفیہ " ہی کے ایک استاذ مجتبیٰ مولانا عبد الحق صاحب رضوی نے اپنی کتاب " اذانِ خطبہ کہاں ہو " کے صفحہ ۱۱ پر درج کیا ہے۔ تاکہ مولانا نظام الدین صاحب کو اگر کوئی خلجان ہو تو براہ راست حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے دریافت کرکے اس خلجان کا ازالہ کر لیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جمعہ کی اذان ثانی کے اندرون مسجد ہونے پر تعامل سے استدلال کرنے والے ایک صاحب کی تحریر کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

تعامل کا دعوی غلط، حرمین طیبین میں کہیں بھی اذان منبر کے متصل خطیب کے سر پہ نہیں ہوتی .... دور کیوں جائیے جامع مسجد دہلی اور آگرہ میں یہ اذان منبر سے متصل خطیب کے سر پہ نہیں ہوتی ہے

متذ نہ یہ ہوتی ہے۔ اب کوئی جناب سے پوچھے آعامل کہاں ؟

یہ گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہ اقتدار کے سلسلہ میں عرف و تعامل حجت بھی ہو۔ ورنہ صحیح یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تعامل معتبر ہی نہیں۔ کیوں کہ احکام شرعیہ کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات۔ معاملات۔ نماز، روزے، زکوٰۃ، حج عبادات کے خانے میں آتے ہیں۔ توکیل و اجارہ، خرید و فروخت معاملات کے زمرہ میں۔ تعامل و عرف کا اعتبار معاملات میں ہوتا ہے۔ عبادات میں نہیں۔ جیسے قاعدہ کے مطابق اس طرح کی خرید و فروخت درست نہیں ہے کہ بیع چمڑے کی ہو اور فروخت کرنے والے سے جوتا بناکر دینے کی شرط کرلی جائے۔ یا بیع ٹوپی کی ہو اور فروخت کرنے والے سے اس میں استر لگادینے کی شرط لگادی جائے۔ مگر آج عرف و تعامل کی وجہ سے اس طرح کی خرید و فروخت کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

ان اشتری صرماً علی ان یحرزلہ البائع خفاا و قلنسوۃ بشرط ان یبطن لہ البائع من عندہ فالبیع بھذا الشرط جائز للتعامل طلعہم

لیکن قاعدہ کے مطابق اپنے غریب و محتاج والدین یا اولاد کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہیں ہوتی ہے تو اگر آج غریب و محتاج والدین یا اولاد کو زکوٰۃ دینے کا عرف و تعامل ہو جائے تو اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی درست نہیں ہوگی۔ شہزادۂ امام احمد رضا حضرت حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ نے امام ممدوح کی حیات ظاہری میں اپنی تصنیف کردہ کتاب سد الفرار میں فرمایا ہے:

عبادات میں عرف کا کچھ اعتبار نہیں۔۔۔۔۔۔ عرف کا اعتبار معاملات میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ امام محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں: ھذا امر بینہ و بین اللہ تعالیٰ فلا یعتبر

"فیہ عرف الناس۔ یہ بندہ اور رب کا معاملہ ہے اس میں لوگوں کے عرف کا اعتبار نہیں۔ ص۱۵"

مولانا نظام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر صحت اقتداء کا حکم دینے کے لیے امام احمد رضا کے فتاوی میں مندرج رسالہ "اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقاً علی قول الامام" کی ابتداء سے تبدیل احکام کے اسباب تو نقل فرمایا ہے لیکن اسی رسالہ میں وقت عصر وعشاء کے سلسلہ میں ان کا یہ ارشاد نہیں دیکھا جس میں صاحبین کے قول کے مطابق فتوی دینے کے سلسلہ میں تعامل بلکہ عامۂ صحابۂ کرام تک کے عمل کا ادعا کر کے استدلال کیا گیا تھا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں:

وای اکثریۃ اکثر منھما فی مسئلتی وقت العصر والعشاء حتی ادعوا علی خلاف قولہ التعامل بل عمل عامۃ الصحابۃ ولم یمنع ذالك لا سیما فی العصر عن التعویل عن قول الامام ونقلتم عن البحر واقررتم الخ ص۴۵

نتیجہ:۔ الغرض جب لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کے سلسلہ میں نہ عام تعامل شرعی ہے اور نہ ہی وہ اس سلسلہ میں حجت۔ تو اس کو بنیاد بنا کر جواز کا فتوی دینا کسی طرح مناسب نہیں۔

جواز کا شبہ پیدا کرنے والی دلیلیں اور ان کا تنقیدی جائزہ

صفحہ ۲۳ سے ۲۵ تک مولانا نظام الدین صاحب نے اجمالاً یہ بیان کیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی صحت وفساد کا مدار اس بات پر ہے کہ اس سے سنی جانے والی آواز متکلم کی آواز کا عین ہے یا غیر ـــ جو علماء اس آواز کو امام کی آواز کا غیر مانتے ہیں وہ نماز کو فاسد بتاتے ہیں۔ اور جو لوگ عین سمجھتے ہیں وہ نماز کی صحت کا فتوی دیتے ہیں۔ مگر تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ وہ

آواز امام کی آواز کا عین ہی ہے۔

صفحہ ۲۶ سے ۴۷ تک مولانا نے لاؤڈ اسپیکر پر جواز اقتدار کے لیے کل چار دلیلیں پیش کی ہیں۔ اور آغاز اس تمہید سے کیا ہے۔

[ذیل میں ہم چند ایسے قرائن اور شواہد پیش کرتے ہیں جن سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز دراصل امام ہی کی آواز ہے۔]

پہلی دلیل:۔ اس عنوان سے جناب پروفیسر اسرار احمد صاحب ڈائرکٹر مرکز فروغ سائنس مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

[متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی آواز اردگرد کی ہوا کے ذرّات میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ جو آلہ کے ذرّوں میں منتقل ہوتے ہوئے ایک مخصوص رفتار سے سامع تک پہونچتی ہے۔ متکلم کی آواز کی ساری خصوصیت اسی ارتعاش میں پنہاں ہوتی ہے یعنی صوتی ارتعاش کی شکل کا تعین متکلم کی آواز سے ہوتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی موجودگی میں یہ ارتعاش اپنی ساری خصوصیات کے ساتھ برقی رو کے ارتعاش میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسے بآسانی کم یا بلند کیا جاسکتا ہے لاؤڈ اسپیکر کا مخرج اس برقی رو کے ارتعاش کو پھر سے ہوا کے ذرّات کے ویسے ہی ارتعاش میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسا متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی آواز سے ہوا میں پیدا ہوا تھا۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اب ارتعاش ذرا زور دار ہوتا ہے جس سے آواز میں بلندی پیدا ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا کے پیش نظر میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو متکلم کی بلند کی ہوئی آواز سمجھتا ہوں۔ لاؤڈ اسپیکر متکلم کی آواز کو بلند کرنے کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا

پھر جناب پروفیسر عبد السلام صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے:

کیا آواز مائک کے ڈائیفرام میں ارتعاش پیدا کر کے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر

ہارن کے پردے سے نئی آواز پیدا ہو جاتی ہے؟ — عرض ہے کہ یہی طریقہ، کارڈ وائرلیس اور ٹیلیفون میں استعمال ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اذن اور ہمارے دماغ بھی اسی ساخت پر بنائے گئے ہیں کہ کان آواز سے مرتعش ہوں اور یہ ارتعاش بجلی کی رو پیدا کرے جس سے ہمارے دماغ میں (نرو سیلس) آگے اس حصہ دماغ تک (امپلس) پہونچائیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے سماعت کی حس رکھی ہے۔ سو ہمارے کان بھی اسی قسم کا آلہ ہیں جس قسم کا آلہ (۱) یعنی لاؤڈ اسپیکر ہے۔

پہلی دلیل کا رد:۔ پروفیسر اسرار احمد صاحب کی تحریر کا واضح مطلب یہ ہے کہ متکلم کے منہ سے مائیکروفون تک صوتی ارتعاش رہتا ہے۔ یعنی آواز رہتی ہے۔ پھر مائیکروفون میں وہ صوتی ارتعاش برقی ارتعاش میں بدل جاتا ہے۔ یعنی آواز بجلی میں بدل جاتی ہے اور بجلی کا ارتعاش ہارن میں پہونچ کر پھر آواز کے ارتعاش میں بدل جاتا ہے۔ یعنی آواز میں تبدیل ہو کر ہوا کے ذریعہ ہمارے کانوں تک پہونچتی ہے — مگر اس کے باوجود سائنسی اصطلاح کے مطابق وہ آواز متکلم ہی کی آواز ہے۔

بہار کے محکمہ تعلیم کی طرف سے ہندی زبان میں شائع شدہ کتاب "بھارتی گائڈ اور سکھا سیوا" میں ہے "لاؤڈ اسپیکر کا کام کیا ہے؟ یہ بجلی کی قوت کو آواز کی قوت میں بدل دیتا ہے۔ اس میں ایک مخروطی ڈائفرام ہوتا ہے جس کے سرے پر ایک کنڈلی لپٹی ہوئی، مقناطیسی قطب کے درمیان رہتی ہے۔ جب اس سے بجلی رواں ہوتی ہے تو برقی رو کے مطابق مقناطیس جذب وکشش کرتا ہے جس سے کنڈلی کے ساتھ ساتھ ڈائفرام بھی آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح مخروط میں لرزش ہوتی ہے۔ اور اردگرد کی ہوا میں ٹھیک اسی طرح کا ارتعاش ہو جاتا ہے۔ اور زیادہ قوت کے ساتھ دوبارہ آواز پیدا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۲۹ کے حاشیہ پر مولانا نے "ہماری زبان" حصہ اوّل مضمون ٹیلیفون سرکاری

اشاعت سررشتہ تعلیم اتر پردیش کے حوالہ سے جو اقتباس نقل کیا ہے۔ اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

[ٹیلیفون میں ہماری آواز کی لہریں بجلی کی لہروں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ آواز ریسیور میں موجود دھات کے بنے ہوئے ایک پتلے سے پردہ سے ٹکراتی ہے۔ یہ پردہ آواز کی ان لہروں کو فوراً بجلی کی لہروں میں تبدیل کر کے آگے ڈھکیل دیتا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی آواز کے اتار چڑھاؤ کو اپنی جگہ قائم رکھتی ہے ریسیور میں جس حصہ سے سنا جاتا ہے۔ لوہے کی دو چھوٹی چھوٹی سلاخیں مقناطیس پر رکھی ہوتی ہیں۔ ان کے آگے لوہے کا ایک پتلا سا پردہ رکھا ہوتا ہے جب یہ پردہ آواز کی برقی لہروں کے اثر سے تھرتھراتا ہے تو یہ آواز ہوا میں پھیل کر ٹرانسمیٹر تک پہونچ جاتی ہے۔ جسے ہم سنتے ہیں۔]

حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب مدظلہٗ نے بھی اپنی کتاب "ویڈیو ٹی۔ وی کا شرعی استعمال" ص ۲۹۴ میں یہی فرمایا ہے۔ ان کا ارشاد ہے:

[ایک انرجی کا دوسری انرجی میں بدل جانا اہل علم کے نزدیک ایک معروف و متعارف حقیقت ہے۔ مثلاً آپ کی آواز ایک انرجی ہے یونہی روشنی ایک انرجی ہے۔ اسی طرح میگنٹ ایک انرجی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو جب آپ آواز نکالتے ہیں اور وہ مائک سے ٹکراتی ہے تو فوراً الکٹرانک انرجی میں بدل جاتی ہے اور پھر یہی جب اسپیکر سے باہر ہوتی ہے تو فوراً ہی ساؤنڈ انرجی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ الغرض آواز کا روشنی ہو جانا یا روشنی کا آواز ہو جانا انقلاب ماہیت نہیں تو اور کیا ہے الخ]

اس فقیر نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو جناب پروفیسر اسرار احمد صاحب سے ان کے چیمبر میں ملاقات کر کے اسی نظریہ کی توثیق و تصدیق حاصل کی پھر سائنسی اصطلاح میں آواز کی عینیت کے متعلق گفتگو کی اور اس گفتگو کا خلاصہ قلمبند کر کے ان کے

سامنے پیش کیا تو انہوں نے حرف بحرف اس کی تصدیق کی ۔ نیز ان کی یہ مصدقہ تحریر وہاں کے کئی دوسرے سائنسدان بالخصوص جناب ڈاکٹر پروفیسر محمد شفیع صاحب سابق ڈائرکٹر مرکز فروغ سائنس کے سامنے پیش کی ۔ تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی ۔ آپ وہ تحریر ملاحظہ فرمائیں ۔

آواز یعنی صوتی توانائی مائک کے ڈائیفرام تک اپنی اصلی حالت پر برقرار رہتی ہے ۔ پھر وہ صوتی توانائی برقی توانائی میں بدل جاتی ہے ۔ پھر برقی توانائی مقناطیسی توانائی میں تبدیل ہوتی ہے ۔ اور پھر مقناطیسی توانائی صوتی توانائی میں تبدیل ہو کر ہمیں سنائی دیتی ہے ۔ سائنس کی اصطلاح میں اس کو بھی بعینہ آواز سے تعبیر کرتے ہیں ۔

بعینہ آواز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صوتی لہران تمام مراحل میں صوتی لہر ہی رہتی ہے ۔ اور درمیانی مراحل میں دوسری توانائیوں میں تبدیل نہیں ہوتی ۔

اس کو اس مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئلہ کے اندر کیمیائی توانائی ہوتی ہے ۔ جب اس کوئلہ کو ٹرین کے اسٹیم انجن میں ڈالتے ہیں تو کوئلہ جل کر وہ کیمیائی توانائی حرارتی توانائی میں بدل جاتی ہے ۔ پھر وہ حرارتی توانائی میکانکی توانائی میں بدلتی ہے اور اس کے بعد وہ میکانکی توانائی الکٹرک توانائی میں تبدیل ہوتی ہے ۔ اس طرح آخری مرحلہ میں الکٹرک توانائی سے بلب کے ذریعہ ہم روشنی کو محسوس کرتے ہیں جس کو سائنس کی زبان میں ہم لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ نوری توانائی بعینہ وہی کیمیائی توانائی ہے ۔ جو کوئلہ کے اندر تھی ۔ یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ بیچ کے مرحلوں میں وہ تبدیل نہیں ہوتی ۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ آواز کی عینیت کا معنی سائنس کی اصطلاح میں یہ نہیں ہے کہ وہ آواز اپنی ماہیت وہیئت پر برقرار رہتے ہوئے ہمیں مسموع ہوتی ہو

اس لیے جناب پروفیسر اسرار احمد صاحب یا کسی اور سائنسداں کے کہہ دینے سے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز متکلم کی بعینہٖ آواز ہے۔ ہماری اصطلاح کے مطابق اس کا عین آواز ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے ___ فقہاء کرام نے آ واز باز گشت کو تموج اوّل باقی نہ رہنے یا قوت دافعہ کے شریک ہو جانے سے حکماً عین آواز نہیں مانا ہے۔ اور حکایت ونقل قرار دیا ہے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: لا نہ محاکات ولیس بقراءۃ ___

رہ گئے پروفیسر عبد السلام صاحب تو انہوں بھی یہی فرمایا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا نظام ٹیلیفون ہی کی طرح ہے اور ٹیلیفون میں تبدیل توانائی کے نظریہ کا کار فرما ہونا مسلمہ ہے۔

الغرض جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ سائنس کی اصطلاح میں عین آواز ہونے کا جو مفہوم ہے وہ ہماری اصطلاح سے جداگانہ ہے۔ ہماری اصطلاح میں عینیت کا جو معنی ہے اس معنی کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر کے موجدین و ماہرین بھی اسے عین آواز نہیں کہتے ہیں۔ چنانچہ جناب پروفیسر محمد شفیع صاحب نے واضح لفظوں میں یہ فرمایا کہ "آواز کی عینیت کا اگر یہ معنی ہو کہ "متکلم کے قرع و قلع سے ملا متکیف کی جو ہیئت وشکل خاص بنی ہے وہی ہیئت وشکل خاص کا پی ہوتی ہوئی ہمارے کانوں تک پہنچے" تو اس معنی کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز ہرگز متکلم کی عین آواز نہیں اور نہ ہی کوئی صوتیات سے واقف شخص اس معنی کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کو متکلم کی عین آواز کہہ سکتا ہے"

حضرت مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی مدظلہٗ نے اپنی کتاب "ضروری مسائل" میں دی اسٹوری آف دی آرٹ فیشل وائس۔ بائی۔ سم اکسپرنس اینڈ اکسپرٹ پاکستان اینڈ فارنیرس کے حوالہ سے متعدد سائنسدانوں کی تحقیقات پر مبنی ان کے نظریات نقل کئے ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ایم، آر، اے خانصاحب بی۔ ایس، سی انجنیئر گولڈ میڈ لسٹ علی گڑھ۔ سی اینڈ۔ جی۔ فائینل گریڈ لندن۔ ایم۔ اے۔ آئی۔ ای پاکستان۔ پی۔ اے۔ ایس اسپیشلسٹ ٹیلی کمیونیکیشن ٹریننگ جرمنی۔ ٹی۔ ای۔ ایس کلاس ۱ پرنسپل ٹیلی کمیونی کیشن اسٹاف کالج ہری پور ہزارہ پاکستان۔ لکھتے ہیں:

Voica trsm the speaker to the loudspeakr.

In between tbe speaking man and the audience there are 3 main devices namely. the microphone. the amplifier and the loudspeaker The current orginaled in the microphone is too weak to operate a loud speaker directly In order that good volume be obtained for the loud speaker. A devi-e which magnifies the microphone current and delivers it to the loudspeaker known as am..lifier is used The and these vibrations in air cause corresponding soned variations on the man's ear. Thus the speech of the speaking man is converted vibrat.ons of the con set the surrounbing air to vibarations through the miciophone. The electric current is amplified in the amplifier and the out put of the amplifer acuuates the loudspeaker whosevibrations ceuseser sation of sound on the

AN EXAMPLE :-

listening man's ear. The condition between voice in put at the microphone and that reproduced at the loudspeker can be understood by the example of an electric call bell: The switch of the the bell is fixed at the door and the bell is fixed somewhere inside the house. as the switch is released the bell stops ringing. If you keep pressing the switch the bell will pressed the bell rings and wherthe switch is keep ringing and stopping in the same time accordingly Now to think think that the bell is rune by the hand directly will be iccorrect. The action of the hand finishes at the switch. It is the electric current wires and the electric device inside the bell which acts further to give the sonud of the bell ringing. Similarly in the case of the voice from the loudspeaker the original votce fibishes at the microphone and it ts the electric wires. ele[illegible] power and the eleatrtc device incorporated in the microphone and the luudspeaker which eproduce a sound exactly immitating the original one.

لاؤڈ اسپیکر میں متکلم اور آواز سننے والے کے درمیان تین اہم واسطے ہوتے ہیں۔ (۱) مائیکروفون (۲) ایمپلی فائر (۳) لاؤڈ اسپیکر ـــــ مائیکروفون میں معمولی سا کرنٹ موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ لاؤڈ اسپیکر کو آواز کے بڑھانے میں مدد دینے کے قابل نہیں ہوتا ہے اس لیے اس کمی کو پوری کرنے کے لیے ایمپلی فائر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جو مائیکروفون کے برقی کرنٹ کو لاؤڈ اسپیکر تک پہونچاتا ہے جس سے حسب منشار آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر کے مخروط میں ارتعاش ہو جاتا ہے جس سے اطراف کی ہوا متموج ہوتی ہے اور یہی متموج ہوا انسان کے کان میں متبدل آواز کا سبب ہوتی ہے ـــ اس طرح بولنے والے کی آواز مائیکروفون کے ذریعہ برقی رو میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر یہ برقی رو ایمپلی فائر کی مدد سے آگے بڑھ

کر لاؤڈ اسپیکر (ہارن کے پردہ) کو متاثر کرتی ہے جس سے ہارن کے پردہ میں اس طرح کا ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے جو سننے والے کان میں آواز کے احساس کا سبب ہوتا ہے۔

جو آواز متکلم کے منہ سے نکل کر مائیکروفون میں داخل ہوتی ہے۔ پھر وہ لاؤڈ اسپیکر سے دوبارہ کس طرح پیدا ہوتی ہے، اس کو برقی گھنٹی کی مثال سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے ـــــ برقی گھنٹی کا سوئچ دروازہ پر نصب ہوتا ہے اور گھنٹی مکان کے اندر، مگر جب یہاں سوئچ دبایا جاتا ہے تو اندر گھنٹی بجنے لگتی ہے۔ اور جب سوئچ سے ہاتھ ہٹا لیتے ہیں تو گھنٹی بجنا بھی بند ہو جاتی ہے ـ اگر آپ سوئچ کو دباتے اور چھوڑتے رہیں تو گھنٹی بھی اسی وقتی مناسبت سے بجتی اور بند ہوتی رہے گی۔

جس طرح برقی گھنٹی میں ہاتھ سے براہ راست گھنٹی بجائی نہیں جا رہی ہے بلکہ ہاتھ کا عمل سوئچ پر دباؤ ڈال کے ختم ہو جاتا ہے اور برقی تار، برقی کرنٹ اور برقی ترکیب کی مدد سے گھنٹی کے اندر آواز پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر میں بھی اصل آواز مائیکروفون پر ختم ہو جاتی ہے اور برقی تار، برقی قوت اور برقی ترکیبیں دوبارہ ایک ایسی مشابہ آواز پیدا کرتی ہیں جو اصل آواز کی پوری نقل ہوتی ہے۔

جناب ایل کنوٹ صاحب (ایم، پی، ٹی، اے) پی، ایم، جی کولمبو پلان اکسپرٹ ٹیلی کمونیکیشن آسٹریلیا۔ ٹیلی کمونیکشن ٹریننگ سنٹر ہری پور ہزارہ پاکستان لکھتے ہیں:

In my view the sound from the loudspeaker can not be regarded as the man's actual voice. The actual voice impresses it's sound vibrations. upon the microphone Diaphragm, which controls an amplifier-loudspeaker system in such a way as to produce a recognisable copy of the original voice. The very term Reproduction" commonly applied to such equipment itself implies that the equipment is producing the sound not the actual voice.

میرے نظریہ کے مطابق لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز کو آدمی کی اصل

آواز سمجھنا صحیح نہیں ۔ اصل کلام سے پیدا شدہ آواز کا ارتعاش مائیکروفون کے پردے پر دباؤ ڈالتا ہے ۔ اور وہ دباؤ ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر سسٹم کو اس طرح کنٹرول کرتا ہے کہ اس سے اصل آواز کی قابل شناخت نقل پیدا ہو سکے ۔

اس آلہ کے لیے ری پروڈکشن یعنی از سر نو پیدا کرنے کی اصطلاح بھی اس بات پر دال ہے کہ یہ آلہ آواز پیدا کرتا ہے نہ کہ اصل کلام کو منتقل کرتا ہے

جناب سی، ڈبلیو، سی، رتھرڈ، بی، ایس، سی، (انگلینڈ) اے، ایم، آئی، سی، ای، اے، ایم، آئی، ای، ای، کولمبو پلان اکسپرٹ اڈ وائزر حکومت پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اسٹاف کالج ہری پور ہزارہ پاکستان لکھتے ہیں:

It is my considered opinion that this sound from the loudspeaker can not be regarded as being the actual sound of the man's voice. The sound that is heard from the loudspeaker is merely a replica of the man's voice and this replica is entirely, artificial. The sound emanates from a mechanism known as an electric mechanical transducer and the sound itself, that is the air pressure variations which cause the sensation of hearing has absolutely no direct connecion with the sound of the man's voice on a strictly legalistic basis. It can unhesitatingly be said that the sound issuing from a loudspeaker is not the sound of a man's voice.

میرا تحقیقی نظریہ یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز کو آدمی کی اصل آواز سمجھنا صحیح نہیں ۔ یہ آواز انسانی آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور مشابہ آواز یقیناً نقلی ہے ۔ یہ برقی میکانکی نظام سے ہوا کے دباؤ کے اتار چڑھاؤ کا نتیجہ ہے جس سے آواز کی سماعت کا احساس ہوتا ہے ۔ انسانی آواز سے اس کا تعلق براہ راست نہیں ہے ۔ بغیر کسی پس و پیش کے اصولی بنیاد پر یہ کہا جائے گا کہ لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز نکل رہی ہے وہ آدمی کی اصل آواز نہیں ہے ۔

جناب آر، ایچ ہانس گرانڈا ۔ ٹی، وی نیٹ ورک لمیٹیڈ گرانڈا ہاوس وائمر اسٹریٹ مانچسٹر ٹیلکس ڈینس گیٹ ۲۱۱، لکھتے ہیں:

This is to record my professional opinion that the sound of a voice emerging from a loudspeaker such as in use for a public adress system can not be held to be the real voice of the person originating the sound It is a close replica but nothing more, and is no more the original voice than a copy of a painting will be held to be the original painting.

یہ میرا فنی نظریہ ہے کہ جو آواز لاوڈ اسپیکر سے نکلتی ہے اور خطاب عام کے لیے مروج ہے اس سے نکلی ہوئی آواز کو اصل آواز نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ آواز اصل آواز سے بہت قریبی مشابہت رکھتی ہے ۔ لاوڈ اسپیکر کی آواز کو آدمی کی اصل سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی تصویر کی ہو بہو نقل کو اصلی تصویر سمجھ لینا۔

خلاصہ یہ کہ جب اہل ایجاد اور ارباب سائنس بھی اس بات پر متفق ہیں کہ لاوڈ اسپیکر سے سننے میں متکلم کے قرع و قلع سے ہوا میں پیدا شدہ ہیئت اور شکل خاص کا پی ہوتی ہوئی ہمارے کانوں تک نہیں پہونچتی ہے تو پھر سائنس کی اصطلاح میں اس پر عینیت کے اطلاق کو مبنی قرار دے کر لاوڈ اسپیکر پر اقتدار کے جواز کا فتویٰ دینا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ "اصل حکم حقائق پر ہے نہ الفاظ پر فتاوی رضویہ ص۸۰ ج ۷

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الف، لام، میم کو حروف سے تعبیر فرمایا ہے مگر نحویوں کی اصطلاح میں وہ حروف نہیں بلکہ حروف ہجا ا، ل، م کے اسماء ہیں۔

الم وسائر الفاظ التی یتھجأ بھا اسماء مسمیاتھا الحروف التی رکبت منھا الکلم لدخولھا فی حد الاسم واعتوار ما یختص بہ من التعریف والجمع والتصغیر ونحو ذلک علیھا وبہ صرح الخلیل وابو علی وما روی ابن مسعود انہ قال من قرأ حرفا من کتاب اللہ فلہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا لا اقول الم حرف بل الف حرف ولام حرف ومیم حرف فالمراد بہ غیر المعنی الذی اصطلح علیہ فان تخصیصہ بہ عرف مجدد بل المراد المعنی اللغوی الخ (بیضاوی ص۱۲)

اب اگر کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بنیاد قرار دے کر یہ کہے کہ الف، لام، میم وغیرہ چونکہ حروف ہیں۔ اس لیے وہ مسند الیہ یا مسند وغیرہ

نہیں بن سکتے۔ تو کیا ان کا یہ کہنا بجا ہوگا؟

منطقیوں کی اصطلاح میں اَفْعَلُ، نَفْعَلُ کلمہ نہیں مرکب ہیں۔ اور نحویوں کی اصطلاح میں کلمہ و مفرد ـــــ اب اگر کوئی منطقیوں کی اصطلاح کو بنیاد بنا کر یہ کہے کہ اَفْعَلُ، نَفْعَلُ مرکب ہیں۔ اس لیے جملہ ہوئے۔ اور جملہ مبنی ہوتا ہے۔ اس لیے اَفْعَلُ، نَفْعَلُ بھی مبنی ہوئے۔ لہٰذا لَمْ یا لَنْ کے داخل ہونے پر اس کے اعراب میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ وہ لَمْ اَفْعَلْ، لَنْ نَفْعَلَ کی بجائے لَمْ اَفْعَلُ، لَنْ نَفْعَلُ پڑھا جائے گا۔ تو کیا ان کا یہ کہنا بجا ہوگا؟

اہل منطق کی اصطلاح میں ہر جاندار کو حیوان کہتے ہیں اور عام عرف و استعمال میں یہ لفظ چوپایہ ہی کے لیے خاص ہے تو کیا اس منطقی اصطلاح کی آڑ میں کسی انسان کو حیوان قرار دے کر چوپایہ کے احکام اس پر نافذ کیے جائیں گے۔ اور یہ کہا جائے گا کہ وہ غیر مکلف ہے۔ اس لیے شریعت کے احکام نماز روزہ وغیرہ اس سے متعلق نہیں ہوں گے۔

نتیجہ:۔ الغرض جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اہل سائنس کی اصطلاح میں عینیت کا جو معنی ہے ہماری اصطلاح میں عینیت کا وہ مفہوم نہیں۔ ہماری اصطلاح میں عینیت کا جو مفہوم ہے اس کے اعتبار سے اہل سائنس بھی اس پر متفق ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے۔ اور جب عین آواز نہیں ہے تو اس پر اقتدا کرنا متکلم کی عین آواز پر اقتدار کرنا نہیں ہوا بلکہ غیر آواز متکلم پر اقتدار کرنا ہوا اور غیر آواز متکلم پر اقتداء فاسد و باطل ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار فاسد و باطل ہوگی۔

دوسری دلیل:۔ اس عنوان سے مولانا نے صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۴۲ تک امام احمد رضا کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ فونوگراف

ـــہ .... فونو کی چوڑیاں صرف ہوا ہائے متوسط میں ایک ہوا کے قائم مقام ہیں فرض کیجیے کہ طبلہ سے گوش سامع تک بیچ میں سو ہواؤں کا توسط تھا کہ طبلہ پہ ہاتھ مارنے سے پہلی ہوا اور اس سے دوسری، اس سے تیسری یہاں تک کہ سوویں ہوا نے اشکال طبلہ سے متشکل ہو کر ہوائے جوف گوش کو متشکل کیا اور سماع واقع ہوا۔ یہاں یوں سمجھیے کہ اس نواخت نے یکے بعد دیگرے پچاس ہواؤں نے متشکل ہو کر، ہوائے اخیر نے اس آلہ کو متشکل کیا۔ یہ ہوائے پنجاہ

سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ در اصل وہی آواز ہے جو اس میں بھری گئی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ کی عبارت کو نقل کر کے مولانا فرماتے ہیں:

> ان عبارات سے چند امور واضح ہو کر سامنے آئے (۱) گراموفون کی خشک و سخت پلیٹیں آواز کی حامل ہونے میں نرم و تر ہوا کے قائم مقام ہیں آواز رسانی کے لیے لچکدار واسطہ کی حاجت نہیں۔ (۲) آواز کے لیے ایک ہی طرح کا واسطہ ضروری نہیں وہ ایک واسطہ سے دوسرے واسطہ میں منتقل ہو سکتی ہے۔ (۳) واسطہ کے بدل جانے سے آواز نہیں بدلتی۔ ان امور کی روشنی میں ثابت ہوا کہ گراموفون کے ذریعہ جو آواز سنی جاتی ہے وہ در اصل وہی آواز ہے جو اس میں بھری گئی ہے۔ آگے کی وجہ سے ان میں غیریت نہیں آئی ساتھ ہی یہ بھی عیاں ہو گیا کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز ہے۔ کیونکہ وہاں بھی گراموفون کی طرح سے آواز صرف ایک واسطہ سے دوسرے واسطہ میں منتقل ہوتی ہے۔ یا بلفظ دیگر گراموفون میں آواز ایسے خطوط میں تبدیل ہو جاتی ہے جن کے شگاف آواز کے نشیب و فراز کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور لاؤڈ اسپیکر میں وہ بجلی کے ایسے ارتعاش میں تبدیل ہوتی ہے جو پہلے والے ارتعاش کے مطابق ہوتا ہے۔ ص۳۲

جواب:- (۱) یقیناً اس سلسلہ میں گراموفون کی پلیٹیں ہوا کے قائم مقام

بقیہ ص۱۹ ویکم کی جگہ ہوا۔ اب اس سے پنجاہ و دوم، پھر سوم و چہارم متشکل ہو کر سوویں نے بدستور ہوائے گوش کو متکیف کیا اور سماع حاصل ہوا۔ (الی ان قال) اصل تشکل اوّل جو قرع طبلہ سے پیدا ہوا اسے لے لیجیے تو وہ صورت اولی میں بھی نناویں منزل اس پار چھوٹ گیا اور یکے بعد دیگرے اس کا سلسلہ قائم رہنا لیجیے تو وہ یقیناً یہاں بھی حاصل پھر تفرقہ یعنی چہ
(الکشف شافیا) مندرجہ فتاویٰ رضویہ ص۱۶،۱۷ ج۱۰ آخر)

ہیں کہ جس طرح آواز ہوا کے ساتھ قائم ہوتی ہے اسی طرح ان پلیٹوں کے ساتھ بھی اس کا وجود ہوتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کہ آواز رسانی کے لیے لچکدار (قابل تشکل) واسطہ کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آواز کی ترسیل اس کے ایک محل سے دوسرے محل میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اگر دوسرا محل متکیف نہ ہو تو اس میں آواز منتقل ہو نہیں سکتی۔

(۲) اگر مولانا کی مراد یہ ہے کہ آواز جس طرح ہوا سے منتقل ہو کر گراموفون کی پلیٹوں میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے اجسام میں بھی منتقل ہو سکتی ہے۔ تو ہمیں اس سے انکار نہیں۔ لیکن اگر ان کی مراد یہ ہے کہ وہ ہوا سے منتقل ہو کر ایتھر کے دوش پہ سوار ہو جاتی ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے دوسرے مقالہ میں فرمایا تھا۔ تو یہ صحیح نہیں۔ مولانا نے اپنے دوسرے مقالہ میں فرمایا تھا:

> ایتھر ایک عجیب و غریب شئ ہے جو تمام کائنات میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی رفتار روشنی کی طرح فی سکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔ سورج جو ہم سے نو کروڑ بیس لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے اس کی روشنی اور حرارت ہم تک اسی تیز گام ایتھر کے ذریعہ تقریباً آٹھ منٹ میں پہونچتی ہے۔ یہ ایتھر خلا میں بھی موجود ہے اور چاند کی دنیا پر بھی اس کا بسیرا ہے۔ خلاؤں میں آواز اسی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ بغیر کسی تکان کے لاکھوں میل کا سفر کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ خلاء میں پرواز کرنے والے آپس میں گفتگو بھی کرتے تھے اور کرۂ ارض کے ساکنین بھی ان کی بات سنتے تھے۔

اس فقیر نے اس کے جواب میں عرض کیا تھا۔ روشنی کی رفتار فی سکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہو اور اسی کی طرح ایتھر بھی فی سکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کی رفتار سے رواں ہو پھر روشنی اس ایتھر کی سواری سے ہم تک پہونچے تو روشنی کی دو رفتار ہوگی۔ ایک عرضی رفتار بواسطۂ ایتھر فی سکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل۔ دوسری ذاتی رفتار

فی سکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ۔ تو روشنی کی مجموعی رفتار فی سکنڈ تین لاکھ بہتر ہزار میل ہوگی ۔ اب جبکہ سورج ہم سے نو کروڑ بیس لاکھ میل کی دوری پر ہے تو اس کی روشنی ہم تک تقریبًا چار منٹ میں پہونچ جانی چاہیے نہ کہ آٹھ منٹ میں ــــ اس مقام پر مولانا نے جو بات کہی ہے میں سمجھتا ہوں معمولی ضرب وتقسیم سے واقف آدمی بھی ایسی بات نہیں کہے گا ۔

رہی خلائی مسافروں کی گفتگو کی بات تو یقینًا وہ لوگ گفتگو بھی کرتے تھے اور کرۂ ارض کے رہنے والے ان کی بات بھی سنتے تھے ۔ مگر یہ سننا براہ راست نہیں ہوتا تھا بلکہ تبدیل توانائی کے نظریہ کے مطابق مواصلاتی آلات کے ذریعہ ہوتا تھا ۔ ورنہ جب خلائی مسافروں نے براہ راست بات چیت کرنے کا تجربہ کرنا چاہا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک دوسرے کے لب تو ہل رہے ہیں ، مگر آواز سنائی نہیں دے رہی ہے ۔ کاش! مولانا نے نیل آرم اسٹرانگ اور ایڈورڈ آلڈرون کے داستان سفر کا مطالعہ کر لیا ہوتا تو آج ان کی اس تحریر پر اسکول و کالج میں پڑھنے والوں کو تعجب کا موقع ہاتھ نہیں آتا ۔

(۲ م) آواز جس ہیئت مخصوصہ اور شکل خاص کا نام ہے ۔ اس ہیئت مخصوص اور شکل خاص کی کاپی ایک محل سے دوسرے محل میں اتر جائے تو یقینًا محل کے بدلنے سے آواز نہیں بدلے گی ۔ لیکن اگر اس ہیئت مخصوص اور شکل خاص کی کاپی نہ اترے تو اصل آواز کی ترسیل نہیں ہو سکے گی ۔

اب لاؤڈ اسپیکر میں دیکھیے تو آواز کی کاپی ایک واسطہ سے دوسرے واسطہ میں نہیں اترتی ہے ۔ بلکہ اصول ایجاد اور ارباب سائنس کی تحقیق کے مطابق ہارن کے پردہ سے دوسری آواز پیدا ہوتی ہے ۔ یا دوسرے لفظوں میں آواز کی قوت بجلی کی قوت میں بدل جاتی ہے ۔ اور پھر بجلی کی قوت بالواسطہ آواز کی قوت میں تبدیل ہو کر سنائی دیتی ہے ۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے ظاہر ہے ۔

پتہ نہیں مولانا نے ایک واسطہ سے دوسرے واسطہ میں شئی کی کاپی اتر جانے کو اس چیز

کے دوسری چیز میں تبدیل ہو جانے سے کس طرح تعبیر کر دیا ہے۔؟ — پھر یہ کہ آواز تو ملاً متکیف کی اس ہیئت کا نام ہے جو قرع و قلع سے اس میں پیدا ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ ریکارڈ کے خطوط ہی آواز ہیں۔ ہاں ان خطوط کی وجہ سے وہ ہیئت معلوم و مشاہد ہوتی ہے۔ کیونکہ خود خطوط ہیئت و اشکال نہیں ہیں۔ اور جب وہ خطوط ہیئت و اشکال نہیں ہیں تو پھر خطوط میں آواز کے تبدیل ہو جانے کا کیا مطلب؟ —

پھر مولانا لکھتے ہیں:

[بلکہ ایک حیثیت سے آلۂ مجر الصوت کو گراموفون پر فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ گراموفون میں آواز کا تموج ختم ہو جاتا ہے .... لیکن لاؤڈ اسپیکر میں ایک آن کے لیے بھی تموج کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا ص۳۲]

جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز دوسری آواز ہے یا بلفظ دیگر تبدیل شدہ آواز ہے تو یقیناً پہلی آواز کا تموج بھی ختم ہو جاتا ہے۔

پھر مولانا نے آلۂ مطلقہ کے عنوان سے فتاویٰ رضویہ کی ایک طویل عبارت نقل[۲] کرنے کے بعد فرمایا ہے:

---

[۲] "خلاصہ حکم یہ کہ یہاں تین چیزیں ہیں، ممنوعات، معظمات، مباحات۔ اوّل کا سننا مطلقاً حرام و ناجائز ہے اور فونو سے جو کچھ سنا جائے گا وہ بعینہٖ اسی شئی کی آواز ہوگی، جس کی صوت اس میں بھری گئی۔ مزامیر ہوں خواہ ناچ، خواہ عورت کا گانا، وغیرہا۔ اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سرمو اسی کا ہوگا۔ یہ خود وہی اصل ہے نہ کہ اس کی نقل، طبلہ یا ستار کی آواز ہے تو بلاشبہ وہ طبلہ اور ستار ہی کی آواز ہے نہ کہ فونو کی کہ فونو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا۔ اور وہ بھی اسی طبلہ و ستار کی ہے نہ کہ دوسرے کی۔ اور وہ بھی اسی وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت بجائی گئی تھی، نہ کہ اور وقت کی۔ یونہی عورت کا گانا ہے تو یقیناً وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فونو کا کہ فونو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور وہ بھی اسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسری کا۔ اور وہ بھی اسی کا اسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گائی تھی"

[۱] (دیکھئے صفحہ ۶۳ پر)

[اس اقتباس سے بنیادی طور پر دو باتیں کھل کر سامنے آئیں (الف) گراموفون کی اپنی کوئی آواز نہیں۔ اس لیے اس کے ذریعہ سنی جانے والی آواز خود اس کی نہیں بلکہ بولنے والے کی ہے۔ (ب) شرعی نقطۂ نظر سے اس آواز کا حکم بھی وہی ہے جو متکلم کی اصل آواز کا ہے ص۳۳]

عرض ہے کہ (الف) ماہیت کے اعتبار سے حسی طور پر یقیناً گراموفون سے سنی جانے والی آواز خود گراموفون کی آواز نہیں ہے بلکہ جس کی آواز اس میں بھری گئی ہے وہ آواز اسی کی ہے۔

(ب) اگر مولانا کی مراد اس سے یہ ہے کہ بعض احکام شرعیہ میں بھی اس آواز کا حکم اصل آواز ہی کا ہے تو اس سے کسی کو انکار نہیں کیونکہ جن احکام شرعیہ کا تعلق محض حساً آواز ہونے سے ہے ان احکام کے سلسلہ میں گراموفون کی آواز اصل آواز ہی کے حکم میں ہے جیسے گراموفون سے گانے بجانے کی آواز آرہی ہو تو وہ آواز اصل گانے بجانے والے ہی کی ہوگی اور اس کا سننا حرام ہوگا۔ مگر بعض احکام شرعیہ میں اس کے اصل آواز ہونے سے مولانا کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ مقدمہ مولانا کے استدلال میں شکل اول کا کبریٰ ہے جس کے لیے کلیہ ہونا ضروری ہے۔ شکل کی ترتیب یوں ہوگی۔

نماز ایک حکم شرعی ہے۔ بعض حکم شرعی کے لیے گراموفون کی آواز اصل آواز ہے۔ اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ وہ آواز تمام احکام شرعیہ میں اصل آواز ہی کے حکم میں ہے۔ تو صحیح نہیں۔ کیونکہ امام احمد رضا نے سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے سلسلہ میں اس آواز کو اصل آواز کے حکم میں نہیں مانا ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ ص۲۰ ج۱۰ آخر میں ہے:

ہاں فقیر نے یہی فتویٰ دیا ہے (کہ فونوگراف سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے)

الملفوظ ص۲۸۹ ج۳ میں ہے: "عرض:۔ گراموفون کا کیا حکم ہے؟ ارشاد:۔ بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز

اور آیت سجدہ اس سے اگر سنی سجدہ واجب نہیں۔ حالانکہ یوں استماع قرآن ہے۔ اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب ــــ اور گانے میں اصل کا حکم ہے۔ اگر اصل جائز یہ بھی جائز۔ اگر اصل حرام یہ بھی حرام الخ‘‘

اور جب صرف بعض احکام میں اصل کی طرح ہوا تو نماز کے سلسلہ میں اصل کی طرح ہونا ثابت نہیں ہوا۔ بالخصوص جبکہ سجدہ تلاوت جو عبادت محضہ کا ایک فرد ہے اس کے سلسلہ میں اصل کی طرح نہیں ہے۔

اس وضاحت کو سامنے رکھتے ہوئے اب لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں مولٰینا نظام الدین صاحب نے جو لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> ٹھیک یہی حال لاؤڈ اسپیکر کا ہے کہ وہ ایک آلۂ مطلقہ ہے۔ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں اس لیے اس کے ذریعہ جو آواز مسموع ہوگی وہ متکلم کی اصل آواز ہوگی۔ اور اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو اصل آواز کا ہے۔

جب یہ ثابت کیا جاچکا کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز ہارن کے پردہ سے پیدا شدہ آواز ہے تو لاؤڈ اسپیکر کا حال گراموفون کی طرح نہیں ہوا بلکہ طبلہ، ستار یا بس کار وغیرہ کے ہارن کی طرح ہوا۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کا حکم گراموفون سے سنی جانے والی آواز کے حکم کی طرح نہیں ہوگا بلکہ طبلہ، ستار یا بس کار وغیرہ کے ہارن سے سنی جانے والی آواز کے حکم کی طرح ہوگا۔

پھر صفحہ ۴۳ پر فرمایا ہے:

> گراموفون اور لاؤڈ اسپیکر میں اگر کوئی فرق ہے تو یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صرف واسطوں میں تھوڑی تبدیلی ہوئی کہ ہوا پھر بجلی پھر ہوا کے ذریعہ وہ ارتعاش منتقل ہوتا رہا۔

ہم ثابت کر آئے کہ صرف واسطوں میں ہی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ آواز ہی دوسری آواز ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ آواز پہلے بجلی میں تبدیل ہوئی پھر وہ بجلی ا

مقناطیسیت میں تبدیل ہوئی۔ اس کے بعد مقناطیسیت، آواز میں بدل کر سننے میں آئی۔

کیا ارتعاش ہی آواز ہے؟ مولانا کے الفاظ "پھر ہوا کے ذریعہ وہ ارتعاش منتقل ہوتا رہا" سے ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے اس ارتعاش ہی کو آواز سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ آواز اس ارتعاش کا نام نہیں بلکہ قرع و قلع سے ملاًمتکیف میں پیدا شدہ ہیئت مخصوصہ اور شکل خاص کا نام آواز ہے۔ ارتعاش یا تموج تو مخرج سے کاپی ہوتے ہوئے کانوں تک پہونچنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں: سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز ہونا ہے۔ اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرع کرنا اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہونچنا۔ فتاوی رضویہ ص۱۵ ج ۱۰ آخر

آواز بازگشت سے آیت سجدہ سن کر سجدہ کیوں واجب نہیں؟

مولانا نے صفحہ ۳۵ پر فونوگراف سے آیت سجدہ سن کر سجدہ واجب نہ ہونے کے سلسلہ میں فتاوی رضویہ کے حوالہ سے یہ سوال درج کر کے امام احمد رضا کا عطا فرمودہ جواب نقل کیا ہے۔ لیکن اس نقل میں بھی انہوں نے انصاف کے تقاضہ کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ پورا جواب نقل کرنے کے بجائے اس جواب کا اختصار نقل کر دیا ہے۔

امام احمد رضا نے سجدہ واجب نہ ہونے کے سلسلہ میں فونوگراف کی آواز معاد کو باز گشت کی طرح قرار دیا ہے۔ اور بازگشت کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ فونوگراف سے آیت سجدہ سن کر سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

رہی یہ بات کہ آواز بازگشت سے آیت سجدہ سن کر سجدہ کیوں واجب نہیں ہوتا ہے اس کی علت امام احمد رضا نے یہ بیان فرمائی ہے:

قول ثانی پر (جس کے مطابق آواز بازگشت میں اصل آواز باقی رہتی ہے۔ مگر پہلا تموج زائل ہو جاتا ہے) یہ کہنا ہوگا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کے لیے

اسی تموج اوّل سے وقوعِ سماع لازم ہے۔ اور قولِ اوّل پر (جس کے مطابق آواز بازگشت میں پہلی ہی ہوا آواز کو لئے ہوئے پلٹ آتی ہے۔ مگر اس پلٹنے میں قوتِ دافعہ بھی شریک ہوجاتی ہے) یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو اور زبان تالی نے پیدا کی تھی۔ پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوتِ دافعہ بھی شریک ہوگئی۔

امام احمد رضا کی یہ وہ تحقیق انیق ہے جس کا خلاصہ خود امام احمد رضا نے یوں بیان فرمایا ہے:

مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اوّل پر ہے نہ معاد پر اگرچہ خاص اس سامع کی نظر سے مکرر نہ ہو اور شک نہیں کہ سماعِ صدا سماعِ معاد ہے۔ اور فونو کی تو وضع ہی اعادۂ سماع کے لیے ہوئی ہے۔ لہٰذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں۔

واللہ تعالےٰ اعلم ص۲۳

یعنی آواز بازگشت سے سجدہ واجب نہ ہونے کی تحقیقی علت وہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور یہ اس کا خلاصہ ہے ـــــ ورنہ اگر معاد (پلٹ آنے) ہی کو اصل علت قرار دیا جائے تو صریح دور لازم آئے گا۔ کیونکہ فونوگراف کی آواز معاد سے سجدہ واجب نہ ہونے پر استدلال صدا سے کیا گیا ہے۔ اور اب صدا سے سجدہ واجب نہ ہونے کی دلیل وہی آواز معاد ہوگی۔ مگر مولانا نے اصل علت کو حذف کرکے صرف خلاصہ کو نقل فرمایا ہے۔

ایک سوال:ـــ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدا کا مسئلہ قرآن وحدیث میں منصوص نہیں۔ فقہاء کرام کا مستخرجہ ہے۔ فرامین نبویہ میں جب اس طرح کی کوئی قید نہیں کہ آیت سجدہ تموج اوّل ہی سے سننے میں آئے۔ یا تصادم کی قوتِ دافعہ شریک نہ ہو جبھی سجدہ واجب ہوگا تو پھر امام احمد رضا نے یہ علت کہاں سے استخراج فرمائی۔ اور فقہاء کرام نے آواز بازگشت سننے سے سجدہ واجب نہ ہونے کا حکم کیسے دیا؟۔

جواب:ـــ اس سوال کا جواب اس کے سوائے کچھ نہیں ہوسکتا جو فقہاء کرام نے عطا فرمایا ہے کہ انہ حکایۃ لیس بقراءۃ یعنی حقیقت و ماہیت کے لحاظ سے وہ

آواز حساً آواز ہونے کے باوجود تموج اوّل کے زائل ہوجانے ۔ یا ۔ تصادم کی قوت دافعہ کے شریک ہوجانے کی وجہ سے بعض احکام شرعیہ میں اصل آواز نہیں ہے جن میں سجدہ تلاوت بھی داخل ہے ۔ اس لئے آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

اب رہی یہ بات کہ آخر وہ حد فاصل کیا ہے. جس سے سمجھ میں آئے کہ فلاں، فلاں احکام میں بازگشت اصل آواز کے حکم میں ہے ۔ اور فلاں، فلاں احکام میں اصل آواز کے حکم میں نہیں ؟ ۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا نے اس مقام پر کوئی تفصیل نہیں فرمائی ہے ۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جو حکم نفس سماع سے متعلق ہے اس کے سلسلہ میں بازگشت کو اصل آواز کے حکم میں قرار دیا ہے۔ اصل آواز کا سننا حرام ہے تو اس آواز کا سننا بھی حرام ہے ۔ اور اصل آواز کا سننا جائز ہے تو اس آواز کا سننا بھی فی حد ذاتہ جائز ہے ——— لیکن آواز بازگشت کے سننے سے عبادت مقصودہ کا کوئی حکم متعلق ہو تو اس سلسلہ میں آواز بازگشت کو اصل آواز نہیں مانا ہے ۔ چنانچہ فونوگراف سے آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت کو واجب نہیں قرار دیا ہے ۔

نتیجہ :۔ اس لیے امام احمد رضا کی اس تقسیم اور مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کی صحت و فساد کے سلسلہ میں بھی آواز بازگشت اصل آواز کے حکم میں نہیں مانی جائے گی ۔ کیوں کہ نماز میں بھی نفس سماع مقصود نہیں بلکہ اس سماع سے دوسرا حکم یعنی اقتدار کی صحت و عدم صحت متعلق ہے ۔ اور جب بازگشت حساً بلکہ بعض احکام میں شرعاً بھی اصل آواز ہونے کے باوجود نماز کی صحت کے سلسلہ میں اصل آواز نہیں ہے ۔ تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز جو حساً بھی دوسری آواز ہے ۔ وہ بدرجہ اولیٰ اصل آواز نہیں ہوگی ۔ اور جب اصل آواز نہیں ہوئی تو اس پر اقتدار کیسے درست ہوگی ۔

پھر صفحہ ۔۲ پر مولانا نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو اپنے زعم میں متکلم کی آواز قرار دے کر اس پر اقتدار کے سلسلہ میں یہ اعتراض کیا ہے کہ جس طرح آواز بازگشت میں خارجی قوت کے اشتراک سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے ۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں بھی خارجی قوت کا اشتراک ہے ۔ تو اس آواز پر بھی اقتدار صحیح نہیں ہونی چاہیئے ۔ اور پھر اپنے ہی طور پر اس اعتراض کے دو جوابات دئے ہیں ۔

پہلا جواب :۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے عدم وجوب سجدہ کا مدار سماع معاد پر رکھا ہے ۔ جیسا کہ ان کی عبارت "مختصر یہ کہ سجدہ سماع اوّل پر ہے نہ معاد پر" سے ظاہر ہے ۔ نہ کہ اشتراک قوت خارجی پر ۔ مطلب یہ ہے کہ اشتراک کو اعادہ کے معاونین میں شمار کیا ہے ۔ نہ یہ کہ اس کو اصل علت قرار دیا ہے ۔ ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ دنیا کی بیشمار پختہ مساجد بالخصوص گنبد والی عمارتوں میں امام کی آواز خارج کی تاثیر سے طاقتور ہو جاتی ہے ۔ اور صحرا میں اس میں یہ قوت نہیں ہوتی ۔ صاحب شرح مواقف نے اس حقیقت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے ۔ گانے والی کی آواز جنگل میں بہت پست اور چھت یا گنبد والی عمارتوں میں کافی بلند ہو کر سنائی دیتی ہے اس کا واحد سبب یہ ہے کہ چھت یا گنبد کے اندر اصل آواز کے ساتھ صدائے بازگشت مخلوط ہو جاتی ہے ۔ اور ٹھیک ایک ہی زمانہ میں آواز بازگشت کے ساتھ محسوس بھی ہوتی ہے ۔ اس وجہ سے وہ قوی اور زیادہ بلند ہو جاتی ہے ۔ لیکن جنگل میں صدا مخلوط ہونے کی بجائے پھیل جاتی ہے ۔ اس لیے اصل آواز پست ہو کر مسموع ہوتی ہے ــــ اس آواز پر اقتدار فساد نماز کی باعث ہو تو سارے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگی ۔ کیونکہ امام کی آواز دور ونزدیک سب مقتدیوں کو صدا کے ساتھ مخلوط ہو کر ہی سنائی دیتی ہے ۔

اور مکبرین کی تکبیر بھی نماز کو فساد سے محفوظ نہ رکھ سکے گی۔ کیونکہ وہ بھی امام کی محفوظ آواز پر ہی اقتدا کر رہے ہیں جس کے باعث خود انہیں کی نماز فاسد ہے۔ تو ان کی تکبیر سے دوسروں کو سوائے فساد کے کیا حاصل ہوگا؟۔ پھر یہ حکم صرف گنبد والی مسجدوں کا نہ ہوگا۔ بلکہ ان تمام مساجد و مکانات میں بھی یہی حکم جاری ہوگا جن میں کسی بھی وجہ سے امام کی آواز صدا کے ساتھ بیک وقت سننے میں آتی ہے۔ پھر لازم یہ آئے گا کہ ویرانوں اور کچے مکانات و مساجد کے سوا کہیں بھی نماز باجماعت درست نہ ہو۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس طرح کی تمام مساجد میں مسلمان عرصۂ دراز سے نماز باجماعت ادا کرتے آرہے ہیں۔ اور آج تک کسی بھی عالم دین یا فقیہ نے ان نمازوں کے فساد کا حکم نہیں صادر فرمایا۔ اور نہ ہی ایسی مسجدوں میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ان بزرگوں نے اس سلسلہ میں بے توجہی فرمائی ہو کیونکہ نماز جیسی اہم ترین عبادت کے فساد و بطلان کا مسئلہ ہو اور محافظین شریعت ایسے نازک حال میں بے توجہی سے کام لیں۔ یہ ان کے علم و آگہی سے بعید از قیاس بات ہے۔ وہ تو نادر سے نادر تر صورت کا بھی حکم بیان کر دیتے ہیں۔ اتنے کثیر الوقوع اور اہم حادثہ کا حکم نہ بیان کرتے؟ یہاں سے واضح ہوگیا کہ اصل آواز کے ساتھ محض خارجی قوت کا اختلاط عدم وجوب سجدہ یا فساد نماز کا سبب نہیں ہوسکتا تو اعلیٰحضرت جیسے فقیہ فقید المثال اسے اس امر کا سبب کیسے قرار دیں گے۔ یہ بحث بجائے خود لاؤڈ اسپیکر پر جواز اقتدار کی ایک مستقل دلیل بھی ہے ــــ پھر صدا پر اقتدار کا مسئلہ تلاوت کے لحاظ سے کثیر الوقوع بھی ہے۔ مگر ان سب کے باوجود جب فقہائے کرام ایک طرف لاتجب ولیس بقرأۃ کا واضح فیصلہ سنا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف باب نماز میں لَا تَصِحُّ اور تَفْسُدُ کہنے سے کامل طور پر اعراض کر رہے ہیں تو یہ اس

بات کا کھلا اشارہ ہے کہ صدا پر نماز درست ہے۔ السکوت فی معرض البیان بیان۔

پہلے جواب پر معروض:۔ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز میں صرف قوت خارجی کا اشتراک ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ نو پید دوسری آواز ہوتی ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہو گیا ہوگا اس لیے یہ بحث ہی بیکار ہے کہ خارج کے اشتراک سے حکم میں تبدیلی ہوگی یا نہیں؟۔ پھر بھی اگر بطور تنزل تسلیم کر لیا جائے کہ یہ دوسری آواز نہیں ہے بلکہ اصل آواز ہی خارجی قوت کے اشتراک سے سنائی دے رہی ہے۔ تو عرض کیا جا سکتا ہے کہ گنبد والی مسجدوں اور پختہ مکانوں میں مخلوط آواز مسموع ہوتی ہے۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس مخلوط آواز کو سن کر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اگر کہیے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے تو ماننا پڑے گا کہ وہ مخلوط آواز حکماً صدا نہیں ہے۔ کیونکہ صدا ماننے کی صورت میں تمام فقہاء کرام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے ارشاد کا بھی خلاف لازم آئے گا۔ اس لیے کہ ان حضرات نے صدائے باز گشت سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہونے کے سلسلہ میں اس طرح کی کوئی تقسیم نہیں کی ہے کہ صدا اصل آواز کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو سجدہ واجب ہے اور مخلوط نہ ہو تو واجب نہیں۔ بلکہ انہوں نے حکم مطلق رکھا ہے والمطلق یجری علی اطلاقہ۔ اور جب وہ مخلوط آواز صدا نہیں ہے تو اس آواز پر اقتدا بھی درست ہوگی۔

اور اگر اس مخلوط آواز کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو تو یہ بات درست ہو جائے گی کہ ایک قول کے مطابق اس مخلوط آواز کے ایک جز (صدا) کا تموج اوّل زائل ہو گیا ہے یا دوسرے قول کے مطابق اس میں قوت خارجی کا اشتراک ہو گیا ہے اس لیے کل کا حکم بدل گیا ہے ۔۔۔ لیکن اس صورت میں مولانا نظام الدین صاحب کو واضح لفظوں میں یہ فتویٰ دینا ہوگا کہ پختہ عمارتوں اور مسجدوں میں آیت سجدہ سننے

سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ اور اس فتویٰ پر اپنے جملہ مصدقین کی تصدیق حاصل کرنا ہوگی۔ جب مولانا یہ فتویٰ دیدیں گے تب یہ سوال پیدا ہوگا کہ سیکڑوں سال سے ان مسجدوں میں نمازیں ہورہی ہیں تو پھر کسی فقیہ نے فساد اقتدار کا فتویٰ کیوں نہیں دیا؟ جب تک مولانا ان مسجدوں میں آیت سجدہ سن کر سجدہ واجب نہ ہونے کا فتویٰ نہیں دے دیتے ہیں اس وقت تک یہ سوال پیدا نہیں ہوگا۔

پھر اگر مولانا ایسا کوئی فتویٰ بھی دیدیں تو کہا جائے گا کہ ان مسجدوں میں مکبرین کم فاصلہ پر ہوتے تھے جو براہ راست متکلم کی آواز سن لیتے تھے اس لیے نمازیں فاسد نہیں ہوتی تھیں اور فقہاء کرام کو فساد نماز کا حکم دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ رہا یہ کہ مکبرین کے قریب، قریب نہ ہونے کا احتمال بہرحال تھا تو فقہاء کرام نے اس احتمالی صورت کا حکم کیوں نہیں بیان فرمایا۔ خموشی اختیار کیوں کی؟

اس پر کہا جاسکتا ہے کہ عموماً فقہاء کرام عام وقوعی حادثات کا حکم بیان فرماتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ موہوم و نادر صورت کا خیال نہیں فرماتے۔ بالخصوص اس صورت میں جب وہ موہوم صورت بھی کسی حکم مطلق کے تحت داخل ہو اور فقہاء کرام سجدہ تلاوت کے بیان میں صدا کا حکم مطلق بیان کرچکے ہیں کہ انہ محاکات و لیس بقرأۃ تو مطلق کا حکم اس کے تمام افراد کو شامل ہوگا۔ خواہ اس کا تحقق وجوب سجدہ کی صورت میں ہو یا صحت اقتدار کی صورت میں۔ اب خاص باب اقتدار میں اس کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اگر اس طرح کے اعتراض کی کوئی حیثیت ہو تو پھر جمعہ کی اذان ثانی کے سلسلہ میں لوگوں کا یہ کہنا بجا ہو جائے گا۔ کہ خاص اس اذان کے لیے مسجد کے اندر کہنے کی کراہت کا حکم نہیں آیا ہے۔ تو اس اذان کے لیے حکم کراہت کے بتانے سے سکوت ہوا اور السکوت فی معرض البیان بیان

تحقیق:۔ ویسے میرے نزدیک حق یہ ہے کہ اس مخلوط آواز پر سجدہ تلاوت واجب

ہوگا۔ کیونکہ اس مخلوط آواز کا ایک جز اصل آواز ہے جو موجب سجدہ ہے۔ اور جب پختہ عمارتوں میں سنی جانے والی مخلوط آواز کے اندر اصل آواز بھی ہوتی ہے جس کے سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے تو اس آواز پر اقتدار بھی درست ہوگی ۔ اس لیے مولانا کا یہ فرمانا قطعاً درست نہیں کہ جس آواز کو سن کر سجدہ واجب نہ ہو اس آواز سے بھی نماز درست ہو جائے گی۔

مولانا کا دوسرا جواب:۔

سجدہ تلاوت کا وجوب اور ادائے نماز کا جواز فی الواقع دو جداگانہ امر ہیں جن کے احکام میں فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً آیت سجدہ کی ہجے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ لیکن نماز میں تکبیرات انتقالیہ کے ہجے پر اقتدار درست ہے۔ کافر نے آیت سجدہ تلاوت کی تو سامع پر سجدہ واجب ہے۔ لیکن اس کی تکبیر پر ادائے نماز صحیح تو معلوم ہوا کہ ایک شیٔ سے سجدہ تلاوت وجوب اس بات کو لازم نہیں کہ اس سے ادائے نماز صحیح ہو یونہی کسی شیٔ سے سجدہ کا عدم وجوب اس سے ادائے نماز کی عدم صحت کو مستلزم نہیں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ صدا سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو۔ لیکن اس سے ادائے نماز صحیح ہو۔ لہٰذا ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ مقام غور ہے کہ فساد نماز کا مسئلہ عدم وجوب سجدہ کی بہ نسبت زیادہ اہم ہے کیونکہ سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو اور کوئی سجدہ کرے تو اس کے باعث گنہگار نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔ لیکن نماز فاسد ہو اور مقتدی اسے دوبارہ نہ ادا کرے تو فرض کا تارک اور گنہگار ہوگا ص ۳۹

دوسرے جواب پر معروض:۔

مولانا نے یہی بات اپنے پہلے مقالہ میں بھی کہی تھی۔ جو در اصل حضرت مفتی افضل حسین علیہ الرحمہ کی کتاب اسپیکر سے ماخوذ ہے جس کا جواب اس فقیر نے اپنے تیسرے مقالہ میں یہ دیا تھا۔

بھلا سوچیے! مسئلہ مبحوثہ سے اس کا کیا تعلق ہوا؟ بات تو اس پر ہے کہ جس

نوع آواز (مثلاً صدا) سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں اُس نوع آواز سے نماز کی ادائیگی بھی صحیح نہیں۔ اور خلاف میں نظیریں یہ پیش کی جارہی ہیں کہ جس چیز کی قرأت سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے اُس چیز کی قرأت سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ یا جس شخص (کافر) کی قرأت سن کر سجدہ واجب ہو جاتا ہے اس شخص کی تکبیر سُن کر نماز کی ادائیگی نہیں ہوتی ہے۔

اللہ کے بندے! حروف ہجا کی قرأت سے سجدہ واجب نہ ہونے کی وجہ کسی نوع آواز کی خصوصیت نہیں بلکہ سبب وجوب یعنی قرأت قرآن کا تحقق نہ ہونا ہے کیونکہ حروف ہجا قرآن ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تلاوت کی جگہ پورے قرآن کریم کی ہجے کر لینے سے فرض قرأت ادا نہیں ہوتا ہے

لانہ لا یقال قرأ القرآن وانما قرأ الھجاء ولا تنوب عن القرأۃ لانہ لم یقرأ القرآن (شامی ص ۵۱۷ ج ۱)

یونہی کافر کی تکبیر سُن کر نماز کی ادائیگی درست نہ ہونے کی وجہ کسی نوع آواز کی خصوصیت نہیں بلکہ خارج نماز شخص کی بات پر عمل کرنا ہے کیونکہ کافر اگر بظاہر نماز میں شریک بھی ہو جائے تو وہ شرعاً نماز میں شریک نہیں ہے۔

(حاشیہ ص ۵۲، ۴۸) کا م شکل وہ کیفیت ہے جو کسی جسم کو ایک حد۔ یا چند حدود کے احاطہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ریکارڈ کے خطوط حدود ہیں جن سے ریکارڈ کے ساتھ شکل کا قیام ہوتا ہے خود وہ حدود شکل نہیں ہیں

الجمہور ان الشکل من الکیفیات بناء علی ان الھیئۃ الحاصلۃ من احاطۃ الحد او الحدود بالجسم لا لنفس السطح المخصوص لیکون من الکم علی ما یتوھم من تقسیمہ الی الدائرۃ والمثلث والمربع وغیرھا ثم تفسیر الدائرۃ بانہ سطح محیط بہ خط فی وسطہ نقطۃ یکون جمیع الخطوط الخارجۃ منھا الی ذالک الخط متساویۃ و تفسیر المثلث بانہ سطح محیط بہ ثلثۃ خطوط و ھکذا و

سجدۂ تلاوت اور نماز دو مستقل چیزیں ہیں اور ان کے اسباب وجوب بھی جدا ہیں
اس لیے مولانا نے فرمایا ہے کہ "ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا"۔ لیکن
سوال یہ ہے کہ سجدہ تلاوت پر نماز کے قیاس کا دعویٰ کس نے کیا ہے کہ مولانا قیاس کی صحت کا انکار
کر رہے ہیں؟ ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ
الرحمۃ والرضوان کے ارشاد گرامی "صدا سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے تو لاؤڈ اسپیکر
کی آواز پر اقتدا کیسے درست ہوگی"، کو مولانا قیاس سمجھ کر اس کا رد کر رہے ہوں۔
حالانکہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ استدلال الدلالۃ بنتیجۃ الاجماع کے
طور پر ہے۔ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ قرأت سے سجدہ بھی واجب ہوتا ہے۔ نماز بھی
صحیح ہوتی ہے ـــــ اور ـــــ غیر قرأت سے سجدہ بھی واجب نہیں ہوتا ہے۔
نماز بھی صحیح نہیں ہوتی ہے ـــ تو جب صدا سے اس کے قرأت صحیحہ نہ ہونے کی بنیاد
پر سجدہ واجب نہیں ہوا تو نماز بھی صحیح نہیں ہوگی۔ الغرض نماز کے صحیح نہ ہونے کا حکم نتیجۂ
اجماع کی دلالت سے ثابت ہے۔ جیسے حالت استحاضہ میں نماز کی صحت سے روزہ کی
صحت اور وطی کی حلت کا حکم نتیجۂ اجماع کی دلالت سے ثابت ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے:

اذا عرف حکم الصلوٰۃ ثبت حکم الصوم والوطی بنتیجۃ

مستحاضہ کے لیے جب نماز کا حکم معلوم ہوا تو روزہ و وطی کا حکم بھی نتیجۂ اجماع سے ثابت ہو گیا۔ مطلب یہ

(بقیہ ص ۶۳) ذلک لان الشکل ھھنا بمعنی المشکل واما حقیقتہ فانما تنقسم الی الاستدارۃ والتثلیث والتربیع وھی الکیفیات الحاصلۃ للسطوح المذکورۃ ولیس ایضا عبارۃ عن الھیئۃ الحاصلۃ بسبب نسبۃ اجزاء الجسم الی بعض او الی الامور الخارجۃ لیکون من قبیل الوضع (شرح المقاصد ص ۳۵۲، ۳۵۳)

کفایہ ص۱۵۰ ج ا میں ہے: یرید الاجماع بقولہ بان حکم الصلوٰۃ عرف بقولہ علیہ السلام توضئی وصلی وان قطر الدم علی الحصیر عبارۃ فاذا عرف حکم الصلوٰۃ عبارۃ ثبت حکم الصوم والوطیٔ دلالۃ اذ الاجماع منعقد علی ان دم الرحم یمنع الصوم والصلوٰۃ والوطیٔ ودم العرق لا یمنع واحد منہا فلما لم یمنع ہذا الدم الصلوٰۃ علم انہا دم عرق لا دم رحم فثبت الحکمان الاخوان دلالۃ بنتیجۃ الاجماع لان الحکم نتیجۃ السبب

ہے کہ حدیث پاک "وضو کر کے نماز پڑھنا۔ اگرچہ مصلی پر خون ٹپکے" کی عبارت النص سے نماز کا حکم معلوم ہوگیا تو روزہ اور وطی کا حکم بھی دلالۃ ثابت ہوگیا کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ رحم کا خون نماز اور روزہ اور وطی سے مانع ہے۔ غیر رحم کا خون کسی سے مانع نہیں۔ جب حدیث پاک کی روشنی میں مستحاضہ کے لیے نماز منع نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ خون استحاضہ غیر رحم کا خون ہے۔ اور جب یہ خون رحم کا نہیں ہے تو نتیجۂ اجماع کی دلالت سے ثابت ہوگیا کہ استحاضہ کی حالت میں روزہ اور وطی بھی ممنوع نہیں ہے اس لیے کہ حکم سبب کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اور جب صدا حقیقت کے اعتبار سے آواز قرآنی ہونے کے باوجود شرعاً قرأت نہیں ہوئی نقل وحکایت قرار پائی تو لاوڈ اسپیکر سے مسموع آواز جو ماہیت کے اعتبار سے بھی متکلم کی آواز نہیں اس کی اقتدار پر نماز کیسے درست ہوسکتی ہے؟۔

یہیں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ سجدۂ تلاوت اور اقتدار اگرچہ الگ الگ مستقل عبادتیں ہیں اور دونوں کے اسباب وجوب بھی جداگانہ ہیں پھر بھی ایک شئی کی نفی سے دوسری شئی کی نفی ہوسکتی ہے۔ جیسے نماز ایک مستقل عبادت ہے جس کے وجوب کا سبب وقت ہے۔ روزہ دوسری مستقل عبادت ہے جس کے وجوب کا سبب رمضان ہے۔ اور وطی تو فی نفسہ عبادت بھی نہیں ــــ مگر اس کے باوجود نماز کے وجوب سے روزہ کے وجوب اور وطی کے جواز یا نماز کی عدم ممانعت سے روزہ اور وطی کی عدم ممانعت پر استدلال کیا گیا ہے۔

پھر غور کیجیے تو نماز کی صحت سے روزہ کی صحت اور وطی کے جواز پر استدلال کی

بہ نسبت عدم وجوب سجدہ سے عدم صحت اقتدار پر استدلال زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں استدلال عدم مانع کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اور دوسری صورت میں استدلال فقدان سبب و فقدان شرط کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ صدا سے سجدہ واجب نہ ہونے کی وجہ سبب وجوب (قرأت صحیحہ) کا فقدان ہے جو صحت اقتدار کی شرط ہے۔ تو صحت اقتدار کی نفی فقدان شرط کی وجہ سے ہوئی۔ جیسے زید اپنی بیوی سے یہ کہدے کہ "بکر عاقل بالغ پر آج ظہر کی نماز فرض ہو تو تم پر طلاق"، اس صورت میں ظہر کا وقت ہو جانا بکر کے لیے نماز ظہر کے فرض ہونے کا سبب ہے اور زید کی بیوی پر طلاق واقع ہونے کی شرط۔ اب اگر ظہر کا وقت نہ ہوا ہو اور کہا جائے کہ بکر پر ظہر کی نماز فرض نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے زید کی بیوی پر طلاق نہیں ہوگی۔ تو یہ استدلال یقیناً درست ہوگا۔ کیونکہ یہاں وقوع طلاق کی شرط نماز کے وجوب کا سبب ہے جب نماز سبب کے فقدان سے واجب نہیں ہوئی ہے تو طلاق بھی شرط کے فقدان کی وجہ سے نہیں ہوگی۔ اسی طرح متکلم کی صحیح آواز صحت اقتدار کی شرط ہے اور وجوب سجدہ کا سبب۔ جب سجدہ سبب کے فقدان سے واجب نہیں ہوا ہے تو اقتدار بھی شرط کے فقدان کی وجہ سے صحیح نہیں ہوگی۔ الغرض جس طرح سجدہ واجب نہ ہونے کا سبب قرأۃ صحیحہ کا فقدان ہے۔ اسی طرح اقتدار صحیح نہ ہونے کی وجہ بھی تکبیر صحیح کا فقدان ہے۔

پھر قیاس تسلیم کر کے بھی دیکھا جائے تو مولانا نے یہ نہیں بتایا ہے کہ قیاس کے ارکان اربعہ میں سے کس رکن کے فقدان کی وجہ سے یہ قیاس غلط ہے یا شرائط میں سے کسی شرط کے فقدان کی وجہ سے؟ اگر فقدان رکن کی وجہ سے غلط ہے تو کون سا رکن۔ اور فقدان شرط کی وجہ سے غلط ہے تو کون سی شرط فوت ہے؟۔ نیز مولانا کا یہ اعتراض قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات قول بموجب العلۃ[1]، ممانعۃ[2]، فساد وضع[3]

ے غیر محاکاتی ۱۲

[۳] مناقضہ، معارضہ میں سے کیا ہے؟ پھر ممانعت ہے تو الممانعۃ فی نفس[۱] تحقق الوصف فی الاصل ہے یا الممانعۃ فی صلاحیت[۲] الوصف علۃ مع وجودہ ہے یا الممانعۃ فی نفس[۳] الحکم ہے یا الممانعۃ فی نسبۃ[۴] الحکم الی الوصف ہے ـــــ اسی طرح معارضہ ہے تو المعارضہ[۱] فیھا المناقضہ ہے یا المعارضۃ[۲] الخالصہ ہے۔ پھر المعارضہ فیہا المناقضہ ہے تو المعارضہ شبیہ العکس[۱] ہے یا المعارضہ بالقلب[۲] ہے۔ المعارضہ بالقلب ہے تو اس کی پہلی قسم ہے یا دوسری قسم۔ یونہی المعارضہ الخالصہ ہے تو المعارضہ فی حکم الفرع[۱] ہے یا المعارضہ فی علۃ الاصل[۲] ہے۔ المعارضہ فی علۃ[۳] الفرع ہے تو اس کی پانچ قسموں میں سے کون سی قسم؟

پھر مولانا نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فتاوی ص۲۵۲ ج۱ کے حوالہ سے فرمایا ہے:

[چونکہ سجدۂ تلاوت میں سامع پر قبل از سماع وجوب نہیں بلکہ سماع ہی سبب وجوب بنتا ہے اور مقتدی پر قبل از سماع تکبیرات امام کی متابعت بوجہ اقتداء لازم ہے۔ لہذا سجدۂ تلاوت میں سبب قوی کی ضرورت ہے کہ موجب بن سکے الخ ص۲۵۲]

تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں پر امام کا اتباع لازم نہیں۔

غرض ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے اقتدا ہی نہیں ہوتی ہے تو امام کی متابعت کیوں لازم ہوگی؟ جب لزوم متابعت کا سبب اقتدا ہے تو متابعت مسبب ہوئی۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ مسبب کا وجود سبب کے بعد ہوتا ہے۔ تو امام کی متابعت اقتدار کے بعد لازم ہوگی نہ کہ اقتدا سے پہلے ہی۔

لا یجوز قبلہ لانہ یکون قبل السبب (فتاوی رضویہ ص۱۹ ج۷، بحوالہ فتح القدیر) تقدیم الحکم علی السبب لا یجوز (ایضًا) تقدیم السبب علی السبب لا یجوز (فصول الحواشی ص۳۴۹)

سجدۂ تلاوت اور نماز کے تعلق سے آواز کے حکم میں تفریق نہیں

مذکورہ بالا معروض سے ثابت ہوا کہ آواز کا تعلق سجدۂ تلاوت کے وجوب سے ہو یا نماز کی ادائیگی سے، اس میں کوئی تفریق نہیں۔ دونوں ہی جگہ اس کا حکم ایک ہے کہ جس آواز سے سجدۂ تلاوت کا وجوب نہیں ہوگا اس آواز سے نماز کی ادائیگی بھی صحیح نہ ہوگی صدا سے سجدۂ تلاوت کا وجوب نہیں ہوتا ہے تو اس سے نماز کی ادائیگی بھی صحیح نہ ہوگی۔ اور جب صدا میں ایک گونہ فرق آجانے سے نماز کی ادائیگی صحیح نہ ہوگی حالانکہ وہ حسًا متکلم ہی کی آواز ہے۔ تو لاوڈ اسپیکر کی آواز جو سرے سے متکلم کی آواز ہی نہیں ہے اس سے بدرجہ اولیٰ نماز نہیں ہو پائے گی۔

تیسری دلیل :۔ (الف) صفحہ ۴۱ سے صفحہ ۴۳ تک تیسری دلیل کے عنوان سے

اليقين لا يزول بالشك اور بقاء ما كان على ما كان یعنی استصحاب حال کے تعلق سے اشباہ و نظائر اور ہدایہ و عنایہ کی عبارتیں نقل کرنے کے بعد مولانا نے ارشاد فرمایا ہے:

> [یہ امر تو یقینی ہے کہ آواز مائیکروفون کے پردہ تک اصل متکلم کی ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ اب اس کے بعد وہ آواز باقی رہتی ہے یا ختم ہو کر دوبارہ وجود میں آتی ہے غور طلب ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ اس آواز کے عین و غیر ہونے میں سائنسدانوں کے مابین واقعی اختلاف ہے۔ اور جو لوگ عینیت کے قائل ہیں۔ ان کا نظریہ دوسرے کے نظریہ سے زیادہ باقوت نہیں ہے تو کم از کم اس نزاع و تعارض کے باعث اس آواز کا غیر ہونا مشکوک ہوگیا۔ اور شک سے یقین ختم نہیں ہوتا۔ اس لیے حکم یہی ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز متکلم کی اصل آواز ہے۔]

تیسری دلیل پر معروض :۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو چیز بالیقین موجود ہو جائے پھر اس کے باقی رہنے میں اس بنیاد پر شک ہو کہ باقی رہنے یا زائل ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یا دونوں کی دلیلیں ہیں تو تعارض کی بنیاد پر

ساقط ہیں۔ ایسے موقع پر استصحاب حال کی بنیاد پر اسے باقی ہی مانا جائے گا۔ اسی کو فقہاء الیقین لا یزول بالشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ لہٰذا جو آواز وجود میں آگئی اس کے باقی رہنے میں شک ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ استصحاب حال کی بنیاد پر اس آواز کو باقی مانا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا باقی رہنا یقینی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے علاوہ بقاء شئی کی کوئی دلیل نہ ہو اور زائل ہونے کی دلیل ظنی بھی ہو تو اسے زائل ہی سمجھا جائے گا۔ اشباہ و نظائر میں ہے:

ذکر محمد انہ اذا دخل بیت الخلاء وجلس للاستراحۃ و شک ھل خرج منہ شئی اولا کان محدثا عملا بالغالب ص۱۰۲	امام محمد نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو رفع حاجت کے لیے بیت الخلاء میں جاکر بیٹھنا یاد ہے مگر شک ہے کہ رفع حاجت ہوئی یا نہیں تو غالب و عموم پر عمل کرتے ہوئے حدث مان لیا جائیگا۔

اب لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں غور کیجیے تو یہاں آواز کے موجود ہونے اور باقی رہنے کا سوال نہیں بلکہ مائیکروفون کے پردہ سے ہارن تک پہونچنے نہ پہونچنے کی بات ہے کہ متکلم کی آواز تو مائیکروفون کے پردہ تک یقیناً پہونچی۔ اب اس کے بعد وہی آواز تار اور بجلی کے واسطہ سے ہارن کا پردہ ہوتے ہوئے ہمارے کانوں تک پہونچی یا نہیں؟ اس لیے لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ اس قاعدہ کے اجراء کا محل نہیں۔ کیونکہ اس قاعدہ کا تعلق شئی کے وجود و بقا سے ہے۔ پہونچنے نہ پہونچنے سے نہیں۔ اور یہاں بات پہونچنے نہ پہونچنے کی ہے۔ جیسے ایک شخص کسی منزل مقصود کے لیے روانہ ہوا۔ آدھے راستہ تک پہونچا۔ اس کا ثبوت یقینی طور پر مل گیا۔ لیکن منزل مقصود تک پہونچا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ تو یہ تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ وہ منزل مقصود تک پہونچ گیا ہے۔

ان الاستصحاب حجۃ لابقاء ما کان علی ما کان لا لاثبات مالم یکن التوضیح ص۴۱۴

میں تو کہتا ہوں کہ تعمق نظر سے کام لیا جائے تو یہی قاعدہ اس بات کا مقتضی

ہے کہ متکلم کی آواز مائک کے پردہ سے ہارن کے پردہ تک نہیں پہونچی۔ کیونکہ پہونچنا صفت عارضہ ہے اور صفت عارضہ میں عدم ہی اصل ہوتا ہے۔ جیساکہ اشباہ و نظائر صـ۱۱۱ میں ہے۔ بلکہ خود مولانا نے فتح القدیر صـ۵۲۹ ج۵ کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے: والاصل فی هذا ان القول لمن تمسك بالاصل وان العدم فی الصفات العارضة اصل۔

مولانا فرماتے ہیں:

[اگر یہ مان لیا جائے کہ اس آواز کے بارے میں سائنسدانوں کے مابین واقعی اختلاف ہے اور جو لوگ عینیت کے قائل ہیں ان کا نظریہ دوسروں کے نظریہ سے زیادہ باقوت و راجح نہیں ہے الخ صـ۴۳]

حالانکہ خود صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں:

[شروع ہی سے اس آواز کی حقیقت کے بارے میں ارباب سائنس کے مابین اختلاف ہے۔ اکابر کے عہد میں بعض سائنسداں متردد تھے اور اکثر نے عینیت یا غیریت کا موقف اختیار کیا۔ لیکن دلیل ان لوگوں کی مضبوط نظر آرہی تھی جو اسے غیر آواز متکلم قرار دیتے تھے۔ جیساکہ "مصنوعی آواز کی کہانی" کے مطالعہ سے عیاں ہے۔]

جب وہ خود ہی لکھ رہے ہیں تو پھر ماننے یا نہ ماننے پر مدار کہاں رہا؟ اور اگر ماننے ہی پر مدار ہو تو ماننے والے عینیت ہی کے نظریہ کو کمزور مانیں گے بالخصوص جبکہ "مصنوعی آواز کی کہانی" کے مطابق غیریت کی دلیل مضبوط بھی رہے۔ اب اس صورت میں عینیت و غیریت مساوی ہو کر ساقط نہیں ہوں گی کہ غیریت کا مشکوک ہونا لازم آئے۔

نتیجہ:۔ الغرض الیقین لا یزول بالشك اور بقاء ما کان علی ما کان سے مولانا کا استدلال باقی رہنے اور پہونچنے کے معانی میں فرق نہ سمجھنے پر مبنی تھا۔ اس فقیر نے جب دونوں کے معانی میں فرق واضح کر دیا۔ اور اشباہ و نظائر نیز مولانا

کی نقل کردہ فتح القدیر کی عبارت سے ثابت کر دیا کہ صفت عارضہ میں عدم ہی اصل ہے اور آواز کا پہونچنا صفت عارضہ ہے تو ثابت ہو گیا کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ متکلم کی آواز ہمارے کانوں تک نہیں پہونچتی ہے۔ بلکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہونچتی ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز غیر آواز متکلم ہے تو اس پر اقتدار درست نہ ہوگی۔

تیسری دلیل:۔ (ب) صفحہ ۴۳ سے صفحہ ۴۵ تک سبب ظاہر کے مطابق عمل کرنے کے تعلق سے اشباہ و نظائر، ہدایہ، رسائل ابن عابدین کی متعدد عبارتیں نقل کر کے یہ فرمایا ہے:

> لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز مسموع ہوئی اس کے پیدا کرنے کا سبب متکلم کی زبان و گلے کی تحریک ہے یا ہارن میں لگے ہوئے پردہ کا ارتعاش ؟۔ ظاہر یہ ہے کہ گلے و زبان کی حرکت ہی اس کا سبب ہے۔ اور پردۂ ہارن کا ارتعاش زیادہ سے زیادہ ایک امکانی و احتمالی سبب ہے۔ کیونکہ نوع جماد سے انسان کے جیسے کلام کا صدور عادت جاریہ کے خلاف اور نظام قدرت کے قطعاً منافی ہے۔ اس لیے ایسے موہوم سبب کا لحاظ کیے بغیر سبب ظاہر کی طرف ہی آواز کا انتساب ہوگا۔ اور وہ متکلم کی بعینہٖ آواز قرار پائے گی ص۴۵

تیسری دلیل (ب) پر معروض:۔ کسی حکم کے کئی اسباب ہو سکتے ہوں لیکن کسی جگہ ان اسباب میں سے کون سا سبب متحقق ہے ؟۔ اس کا ادراک صرف نظر ظاہری ہی میں نہیں واقعۃً دشوار ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب ظاہر ہے یا نہیں۔ اگر کوئی سبب ظاہر ہو تو اس شئی کا وجود سبب ظاہر ہی سے مربوط ہو جائے گا۔ جیسے کسی کوئیں میں مرا ہوا چوہا ملا تو ممکن ہے کہ چوہا کسی سبب سے باہر مرا ہو۔ پھر کسی نے کوئیں میں ڈال دیا ہو۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ کوئیں میں ڈوب کر ہی مرا ہوگا۔ اب امام اعظم فرماتے ہیں کہ تقاضۂ احتیاط کے پیش نظر کوئیں میں ڈوب جانے ہی کو موت کا سبب مان لیا جائے گا۔ اور باقی کو پہلے سے

ناپاک قرار دیا جائے گا۔ لیکن صاحبین فرماتے ہیں کہ یہ قیاس کے معارض اور الیقین لایزول بالشک کے منافی ہے۔ اس لیے استصحاب حال پر عمل ہوگا۔ اور حکم سبب ظاہر سے مربوط نہیں ہوگا۔ اس لیے کوئیں کے ناپاک ہونے کا حکم پہلے سے نہیں ہوگا۔ بلکہ جس وقت کوئیں میں چوہے کے وجود کا علم ہو اس وقت سے کوئیں کو ناپاک قرار دیا جائے گا۔ اور اسی قول کے مطابق فتویٰ بھی ہے۔ عنایہ میں ہے:

ان الماء كان طاهرا ووقع الشك في نجاسته في ما مضى واليقين لا يزول بالشك فلا يحكم بالنجاسة الا زمان التيقن بوقوع النجس لان اليقين يزول بيقين مثله وهذا هو القياس ۔ ج۱ ص۹۳	پانی تو بالیقین پاک تھا اب زمانہ گذشتہ ہی سے ناپاک ہونے کا شک ہوگیا ہے تو شک کی بنا پر نجاست کا حکم نہیں دیا جائیگا کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ہے ہاں جس وقت سے نجاست گرنے کا یقین ہو جائے اس وقت سے ناپاک مانا جائے گا اور نجاست گرنے کا یقین اس وقت ہوگا جب اسے دیکھ لیں یہی تقاضۂ قیاس ہے۔
والموت فيه في نفس الامر۔ قد خفي فيجب اعتبار انه مات فيه احالة على السبب الظاهر عند خفاء المسبب فتح القدير ج۱ ص۹۳	واقعۃً پانی میں ڈوب کر ہی موت ہوئی ہو یہ امر مخفی ہے تو سبب کے مخفی ہونے کی وجہ سے سبب ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے مان لیا جائے گا کہ ڈوبنے ہی سے موت ہوئی ہے۔
خالف الامام الاعظم فاستحسن اعادة صلوة ايام ان كانت منتفخة او متفسخة والا فمنذ يوم وليلة عملا بالسبب الظاهر دون الموهوم	اس مسئلہ میں امام اعظم کی طرف سے اختلاف ہے۔ انہوں نے احتیاطاً امر موہوم کا اعتبار نہ کرتے ہوئے سبب ظاہر کے مطابق چوہے کے پھول پھٹ جانے کی صورت میں بہتر گھنٹے کی نمازوں کے اعادہ کا حکم دیا ہے۔ اور جب پھولے پھٹے

احتیاطاً (اشباہ ونظائر ص۱۱۳) نہیں تو چوبیس گھنٹے کی۔

لیکن اگر بالاتفاق ایک ہی سبب ہو تو وہی متعین رہے گا ــــ یا ــــ اس طرح اختلاف ہو کہ کوئی کسی شئی کو متعین طور پر سبب قرار دے رہا ہے اور کوئی کسی شئے کو، تو جس کے نزدیک جو سبب ہے اس کے نزدیک یقینی طور پر وہی سبب متعین ہو جائے گا۔ اس وقت یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسباب دو ہو گئے اس لئے جو زیادہ ظاہر ہو اسے سبب قرار دے کر حکم کا نفاذ کیا جائے گا۔

نتیجہ:۔ اب مسئلہ محبوثہ میں غور کیجئے تو لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کا سبب مولانا کے بقول متکلم کی زبان و گلا ہی کا قرع وقلع ہے۔ اور ہمارے نزدیک ہارن کے پردہ کا قرع وقلع ــــ یعنی جن کے نزدیک زبان و گلو کا قرع وقلع سبب ہے ان کے نزدیک ہارن کے پردہ کا قرع وقلع سبب نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جن کے نزدیک ہارن کے پردہ کا قرع وقلع سبب ہے ان کے نزدیک زبان و گلو کا قرع وقلع سبب نہیں ہو سکتا ہے۔ الغرض یہاں اسباب دو نہیں ہیں بلکہ صرف ایک سبب ہے۔ تو یہ خفاء سبب کی اس قسم سے ہوا ہی نہیں کہ یہ قاعدہ اس میں جاری ہو۔ کیونکہ اس قاعدہ کے مطابق کم از کم دو اسباب ہونے ضروری ہیں۔ جن میں ایک سبب ظاہر ہو اور دوسرا سبب خفی وموہوم۔ تاکہ یہ کہا جا سکے کہ ان میں سے کون حقیقۃً سبب ہے معلوم نہیں۔ اس لیے کہ مسبب (آواز) کا وجود کبھی اس سبب کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کی وجہ سے۔ اور یہاں ظاہر یہی سبب ہے۔ تو اسی کو مان لیا جائے۔ جیسے موت کا سبب پانی میں ڈوب جانا بھی ہے اور پانی سے باہر دم گھٹ جانا بھی۔ اب کوئیں میں کوئی چیز مری ہوئی ملی مگر معلوم نہیں کہ باہر مرنے کے بعد کوئیں میں گری ہے۔ یا۔ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے ہی مری ہے۔ ہاں ظاہر پانی میں ڈوب کر ہی مرنا ہے۔ تو ڈوبنے ہی کو موت کا سبب قرار دیا جائے گا۔

علاوہ ازیں لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کے لئے زبان وگلے کی تحریک کا سبب ظاہر ہونا بھی مسلم نہیں۔ کیونکہ "انسان کے جیسے کلام اگر نوع جمادے عادت جاریہ کے خلاف ہے"، تو اتنی دور تک وہ بھی بغیر کسی وقفہ کے انسانی کلام کا پہونچ جانا بھی عادت جاریہ کے خلاف ہے۔

اگر کہا جائے کہ لاوڈ اسپیکر، ٹیلیفون وغیرہ سے بغیر کسی وقفہ کے دور تک آواز کا پہونچ جانا معلوم ومشاہد ہے۔ تو عرض کروں گا کہ یہ تو دعویٰ ہی کو دلیل بنالینا ہوا۔ یعنی المصادرۃ علی المطلوب اور التعلیل لنفسہ۔ ھو باطل۔

نتیجہ:۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کے لیے زبان وگلے کی تحریک سبب ظاہر نہیں ہے۔ یونہی لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے معرض وجود میں آنے کے لیے دو اسباب نہیں ہیں۔ صرف ایک ہی سبب متعین ہے۔ تو لاوڈ اسپیکر کی آواز کو متکلم کی آواز کا عین ثابت کرنے کے لیے من ساعدہ الظاہر فالقول قولہ سے استدلال کرنا غلط و باطل ہوا۔ اور اس قاعدہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز ثابت نہ ہوسکی۔

نیز اس قاعدہ کی بنیاد پر چوبیس یا بہتر گھنٹے سے پانی کی نجاست کا حکم غیر مفتی بہ ہے امام اعظم علیہ الرحمہ نے احتیاطاً سبب ظاہر کی بنیاد پر یہ حکم اس لیے دیا ہے کہ اگر چوہا واقعۃً پانی ہی میں ڈوب کر مرا ہو اور پانی کو پہلے ہی سے ناپاک نہ سمجھ کر کپڑے دھوئے گئے ہوں، طہارت حاصل کی گئی ہو تو ان کپڑوں اور طہارت سے جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں۔ یا پڑھی جائیں گی۔ سب فاسد و باطل ہوں گی۔ اور اگر باہر مرنے کے بعد گرا ہو اور حکم نجاست پہلے ہی سے دے دیا جائے تو کسی نماز کے بطلان کا اندیشہ نہیں۔ برأت عن الذمہ کا یقین ہو جائے گا۔ اگرچہ اس قاعدہ کو آواز کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں پھر بھی اگر تسلیم کر لیا جائے تو لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں احتیاط اس سبب کا اعتبار نہ کرنے ہی میں ہے کہ اگر واقعۃً اصلی آواز ہوئی اور نماز نہ پڑھی گئی تو کوئی خرابی نہیں۔ لیکن

وہ آواز اصلی آواز نہ ہوئی تو نماز فاسد ہوگئی اور برأت عن الذمہ نہ ہوسکی۔

چوتھی دلیل:۔ مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے پہلے مقالہ میں چوتھی دلیل کے عنوان سے ارشاد فرمایا تھا:

جب کوئی بے شعور اور غیر مختار چیز کسی کام کا واسطہ بنے تو کام کی نسبت اس کے محرک اور مباشر کی طرف ہوگی۔ جس کے ارادہ و اختیار سے وہ کام وجود میں آرہا ہے۔ واسطۂ غیر مختار کی طرف وہ کام منسوب نہ ہوگا۔۔۔۔۔۔ علامہ ابن نجیم حنفی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی بلند پایہ کتاب الاشباہ والنظائر میں ائمہ حنفیہ کا یہ مسلمہ ضابطہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں: اذا اجتمع المباشر والمتسبب اضیف الحکم الی المباشر جب مباشر اپنے قصد و ارادہ سے کوئی کام کرنے والا اور واسطۂ غیر مختار یکجا ہوجائیں تو حکم مباشر کی طرف منسوب ہوگا۔ علم کلام کی مشہور کتاب شرح عقائد اور اس کی قابل افتخار شرح "النبراس" میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ ان وجوب العقاب والضمان علی القاتل وکذا القصاص والذم لارتکابہ[ع] المنہی عنہ وھو مباشرۃ اسباب القتل وکسبہ الفعل کالضرب بالسیف۔ قاتل کو سزا دینا اس کی مذمت کرنا اور اس سے خون بہا یا قصاص لینا اس لیے واجب ہے کہ اس کو اسباب قتل کے ساتھ مباشر ہونے اور قتل کی کوشش و سعی کرنے یعنی تلوار مارنے سے منع کیا گیا تھا۔ اور اس نے خدائے پاک کے حکم امتناعی کے خلاف اس کا ارتکاب کر لیا۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر بولنے والا انسان

[ع] نبراس میں یہاں "تعدی" کا لفظ بھی ہے مگر مولانا نے نہ صرف اس سے صرف نظر کر لیا بلکہ اپنے نقطۂ نظر کے خلاف سمجھ کر اسے حذف بھی فرما دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

ہی آواز کا مباشر و فاعل مختار ہے۔ اور آلۂ مکبّر الصوت اس کے لیے واسطۂ بے شعور وغیر مختار ہے۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز اگرچہ صدائے بازگشت ہو۔ آواز متکلم کی غیر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر کچھ اور ہو وہ متکلم ہی کی آواز قرار پائے گی۔

چوتھی دلیل پر معروض:۔ اس کے جواب میں فقیر نے اپنے دوسرے مقالہ میں عرض کیا تھا کہ واسطہ سے مراد سبب ہو تو یقیناً کام کی نسبت سبب کی طرف نہیں بلکہ علت فاعلی کی طرف ہوتی ہے۔ جیسا کہ قتل والی مثال سے واضح ہے۔ کیونکہ اس میں فعل قتل کی علت فاعلی تلوار مارنے والا انسان ہے تو تلوار مارنے والے انسان ہی کو قاتل قرار دیا جاتا ہے۔ تلوار دینے والے یا مارنے کی ترغیب دینے والے کو نہیں ــــ لیکن لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کی علت ہارن کے پردہ کا قرع و قلع ہے اور یہ قرع و قلع اس پردہ کا فعل ہے بولنے والے کا نہیں تو متکلم اس کا مباشر نہیں ہوا۔ ہاں متکلم کا بولنا لاؤڈ اسپیکر سے آواز پیدا ہونے کا سبب ہے جس کا فاعل و مباشر وہ متکلم ہے تو متکلم اس آواز کا متسبب ہوا اس لیے اس آواز کی اضافت متسبب یعنی متکلم کی طرف نہیں ہوگی۔ بلکہ مباشر یعنی ہارن کے پردہ کی طرف ہوگی۔ غرض کہ یہ ضابطہ مولانا کے موافق نہیں ان کے خلاف ہے۔ مگر معلوم نہیں انہوں نے کیا سمجھ کر پیش فرمایا ہے۔

مگر میرے اس جواب سے صرف نظر کر کے اپنے دوسرے مقالہ میں مولانا نے پھر اسی کو دہرایا تھا اور مزید ارشاد فرمایا تھا:

غیر ذی روح مثلاً ڈھول بانسری وغیرہ کے افعال کو ان کے محرک کی طرف بحسب الایجاد ہی منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن اس علت کی بنیاد پر اگر لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی آواز کی غیر قرار دی جائے تو بعینہ اسی علت کے پیش نظر آدمی کی فطری آواز کو بھی غیر آواز متکلم کہنا ہوگا۔ کیونکہ

آواز خود بولنے والے انسان کی صفت نہیں ہے بلکہ ملا متکیف کی صفت ہے اور اسی کے ساتھ آواز قائم ہے۔ کما حققہ' الفاضل البریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان قائل کی طرف آواز کی نسبت بحسب الایجاد ہی کی جاتی ہے کہ بولنے کے وقت متکلم کے گلے وزبان کی تحریک سے منہ کے جوف میں بھری ہوا کے اندر تموج ہوا۔ اور کیفیت تشکلی جسے آواز کہتے ہیں پیدا ہوئی۔ تو آواز کی ایجاد بولنے والے نے ہی کی۔ اس لیے اس کی طرف آواز منسوب کر دی گئی۔ پس جس دلیل کی بنا پر لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز غیر آواز متکلم قرار دی گئی ہے اسی دلیل کی بنیاد پر خود انسان کی فطری آواز بھی اس کی غیر ہوگئی۔ اور جیسے فطری آواز کا مخرج یا محلّ خروج مثلاً گلوئے متکلم ہے۔ اسی طرح سے لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز کا مخرج ومحلّ خروج بھی وہی گلوئے متکلم ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آواز کا سبب قریب قرع وقلع ہے یا تموج ہوا ہے۔ اور ان میں ہر ایک سبب غیر مختار ہے۔ اور قرع وقلع یا تموج ہوا کا محرک فاعل مختار انسان ہے۔ یہاں آواز کی نسبت سبب غیر مختار کی طرف نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے محرک فاعل مختار انسان کی طرف ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غور کرنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ انسان کی طرف آواز کا یہ انتساب نہ صرف باب عقوبات وضمانات میں ہوتا ہے بلکہ عبادات ومعاملات، نکاح وطلاق اور قرأ وغیرہ تمام امور میں بھی فاعل مختار انسان ہی کی طرف اس کا انتساب ہوتا ہے۔ کہیں بھی قرع وقلع یا تموج ہوا کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جاتی۔ ورنہ لازم آئے گا کہ کسی کی نماز صحیح نہ ہو۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ قرأت نماز میں فرض ہے اور اس نے قرأت کا یہ فرض ادا نہ کیا۔ اس لیے کہ قاری تو درحقیقت قرع وقلع ہے۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور طلاق نہ پڑے کیونکہ الفاظ طلاق کے قائل تو قرع وقلع ہیں شوہر نے تو کچھ کہا نہیں۔ بلکہ کبھی نکاح کا انعقاد ہی نہ ہوگا۔ مرد وعورت کبھی میاں بیوی ہی نہ ہوں گے۔ تو طلاق کا کیا سوال ہے۔ کیونکہ یہاں بھی وہی بات کہی جائے گی کہ

> ایجاب وقبول توفی الواقع قرع وقلع نے کیے ہیں نہ کہ اس گونگے اور خاموش طبع انسان نے۔ میرے خیال میں ان مثالوں سے قارئین پر یہ امر بخوبی عیاں ہو چکا ہو گا کہ آواز ایک ایسی پر اسرار شئ ہے جس کا انتساب تمام ابواب میں انسان ہی کی طرف ہو سکتا ہے۔ اس کے سبب غیر مختار قرع وقلع کی طرف اس کی نسبت نہیں کیجا سکتی ورنہ اس کائنات میں نہ تو کسی کے اقرار سے اس کے ذمہ کوئی چیز لازم ہوگی نہ ایفائے عہد کا کوئی سوال پیدا ہوگا نہ عبادتیں صحیح ہوں گی۔ حتیٰ کہ انسان ناطق بھی نہیں رہیگا
>
> ص ۳۶، ۳۷

اس کے جواب میں فقیر نے اپنے تیسرے مقالہ میں عرض کیا تھا کہ غیر ذی روح کے افعال کو ان کے اسباب کی طرف بحسب الایجاد منسوب کیے جانے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ آدمی کی فطری آواز کو بھی غیر آواز متکلم تسلیم کرنا پڑے کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں فعل یعنی آواز پیدا کرنا واسطہ (یونٹ کے پردے) کی صفت ہے۔ خود آدمی کی صفت نہیں۔ آدمی تو آواز پیدا کرنے کا متسبب ہے جبکہ فطری آواز میں فعل یعنی آواز پیدا کرنا کسی واسطہ کی صفت نہیں بلکہ خود آدمی کی صفت ہے ـــــ ہاں فعل کا نتیجہ یعنی آواز ملاً متکیف کی صفت ضرور ہے جیسے مارنا مارنے والے کی صفت ہے۔ مار کھانے والے شخص کی نہیں۔ ہاں اس کا نتیجہ یعنی تکلیف مار کھانے والے شخص کی صفت ضرور ہے۔ اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ بعینہ اسی علت کے پیش نظر آدمی کی فطری آواز کو بھی غیر آواز متکلم تسلیم کرنا ہوگا۔

فطری آواز میں قرع وقلع انسان کا فعل ہے اور فعل کو سبب غیر مختار قرار دیکر یہ کہنا کہ پھر تو انسان کی طرف بھی قرأت ونطق کا انتساب نہیں ہو پائے گا۔ مولانا ہی کا اپنا حصہ ہے۔ کیونکہ انسان فطری آواز کے قرع وقلع کا مسبب نہیں بلکہ اس کا مباشر و فاعل ہے۔ اور قرع وقلع اسی کی صفت و فعل۔ اس لیے جملہ ابواب میں فطری آواز کی اضافت انسان ہی کی ہوگی۔ انسان ہی کو قاری و ناطق کہا جائے گا۔ اقرار سے اس کے ذمہ چیزیں بھی لازم ہوں گی وعدہ سے ایفائے عہد بھی ضرور ہوگا۔ عبادتیں بھی صحیح ہوں گی اور انسان ناطق بھی رہے گا ـــ برخلاف

لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے، کیونکہ جو قرع و قلع اس آواز کی علت ہے۔ وہ قرع و قلع انسان کا فعل اور اس کی صفت نہیں بلکہ ہارن کے پردہ کا فعل اور اس کی صفت ہے۔ اس لیے عقوبات و ضمانات میں تو اس کی اضافت انسان کی طرف ہوگی۔ دوسرے ابواب میں نہیں۔

البتہ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پھر لاؤڈ اسپیکر سے سن کر طلاق وغیرہ کا معاملہ کیسے مان لیا جاتا ہے؟ ـــــــ تو عرض کروں گا کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز دراصل ذریعہ علم ہے یہ نہیں کہ متکلم کی طرف اس کا انتساب ہوتا ہے اور وہ متکلم کی آواز ہے۔ یعنی لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز طلاق وغیرہ کے انشاء پر دال ہے خود انشاء نہیں۔

انتساب کا عجیب و غریب ضابطہ:۔ لیکن مولانا نے میرے اس جواب سے یکسر اغماض کر کے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۴۶، ۴۷ اور صفحہ ۱۰۳ تا صفحہ ۱۰۹ پورے نو صفحات میں چوتھی دلیل اور اس پر بحث کے عنوان سے پھر انہیں باتوں کو دہرایا ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ انہوں نے میرے جواب کو سمجھا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> جب کوئی بے شعور اور غیر مختار چیز کسی کام کا سبب یا واسطہ بنے تو بعض ابواب فقہیہ کام کی نسبت اسی سبب غیر مختار کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے پانی سے وضو کیا گیا یا مٹی سے پاکی حاصل کی گئی تو طہارت پانی اور مٹی کی طرف منسوب ہوگی اور انہیں کو مطہر کہا جائے گا۔ وانزلنا من السماء ماءً طهورا .... اور بعض ابواب میں نسبت سبب غیر مختار کے بجائے کام کے محرک و مباشر کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے کسی شخص نے کسی کو تلوار سے مار کر ہلاک کر دیا تو قتل کے مجرم تلوار کے محرک انسان کو گردانا جائے گا۔ جو مباشر اور فاعل مختار ہے۔ اذا اجتمع المباشر والمتسبب اضیف الحکم الی المباشر۔ جب مباشر (اپنے قصد و ارادہ سے کوئی کام کرنے والا) اور واسطہ غیر مختار یکجا ہو جائیں تو حکم مباشر کی طرف منسوب ہوگا۔ کلام کی آواز کا تعلق اسی قسم دوم سے ہے۔ کیونکہ اس کے وجود کا سبب

قرع و قلع ہے. جو بلاشبہ سبب غیر مختار ہے۔ مگر اس کی طرف آواز کا انتساب کبھی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ قرع و قلع کے محرک و مباشر انسان ہی کی طرف ہوتا ہے اب اگر بالفرض لاؤڈ اسپیکر کے سسٹم میں بولنے والے کی آواز بجلی میں مختلف درجے کا ارتعاش پیدا کر کے ختم ہو جاتی ہو۔ پھر ہارن کا پردہ اسے اپنے مخصوص ارتعاش سے دوبارہ وجود میں لاتا ہو تو بھی یہ امر واقعہ ہے کہ یہ پردۂ ہارن یا بجلی آواز کے وجود کے لیے سبب غیر ذی شعور اور واسطۂ غیر مختار ہیں۔ اور فی الواقع ان سب کا محرک و مباشر ایک ذی شعور اور فاعل مختار انسان ہے۔ اگر انسان نہ بولتا تو نہ مائک کے ڈائیفرام میں تموج و تشکل آتا نہ بجلی کی رفتار میں کم و بیش ہوتی نہ برقی مقناطیسی میں جذب و کشش کی کارفرمائی و اثر آفرینی پائی جاتی۔ اور نہ ہی ہارن کے پردہ میں ڈائیفرام کے جیسا مخصوص ارتعاش و تموج پیدا ہوتا۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز بہر حال متکلم ہی کی آواز ہے ص۴۶،۴۷ علاوہ ازیں اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہ ہوگا کہ آواز مثلاً ہوا یا پانی کی صفت ہے۔ جیسا کہ کشف شافیا کی درج بالا عبارت سے واضح ہے تو آواز فی الواقع اسی ہوا یا پانی کی ہوئی مثلاً علم صفت ہے انسان کی تو صاحب علم انسان ہی ہوا۔ یونہی صاحب آواز درحقیقت مثلاً ہوا یا پانی ہے ——— اب آواز کسی چیز کی تاثیر سے پیدا ہو یا اس کے ارتعاش یا حرکت قرعی و قلعی سے۔ بہر حال اس کی طرف آواز کی نسبت بحسب الایجاد ہی ہوگی۔ خود شئ مرتعش کی وہ آواز نہ ہوگی کہ آواز اس کی صفت یا اس کے ساتھ قائم نہیں ہے۔ تو ایجاد کا لفظ استعمال کیجیے یا تاثیر کا یا ارتعاش یا حرکت قرعی و قلعی کا بہر حال سب کا مفہوم مآل و مقصود کے اعتبار سے ایک ہے۔ جس کی حرکت یا جس کے ارتعاش یا جس کے اثر انگیزی سے آواز پیدا ہوگی۔ وہی باعث ایجاد ہوگا۔ لہٰذا یہ بات کہ جس کے ارتعاش سے آواز پیدا ہوگی وہ خود اسی شئ کی آواز ہوگی حقیقت کے لحاظ سے درست نہیں ص ۱۰۶،۱۰۷

عرض ہے کہ واسطہ سے مراد علّت ہے یا سبب؟ علّت مراد ہو جیسا کہ اشباہ و نظائر میں مذکور ضابطہ سے واضح ہے تو یہ فرمانا قطعًا غلط ہے کہ کبھی فعل کی نسبت علّت فاعلی کی طرف نہ ہو کر واسطہ کی طرف بھی ہوتی ہے کیونکہ جب علّت فاعلی مختار ہو تو فعل کی نسبت ہمیشہ اسی کی طرف ہوتی ہے واسطہ کی طرف نہیں ——— اور اگر واسطہ سے مولانا کی مراد سبب ہے تو یہ بجا ہے مگر اس صورت میں مولانا پر یہ واضح کرنا واجب تھا کہ کب فعل کی نسبت واسطہ کی طرف ہوگی اور کب علّت کی طرف؟ تاکہ اس کی روشنی میں یہ دیکھا جاتا کہ آواز کی نسبت علّت کی طرف ہوتی ہے یا واسطہ کی طرف ——— نیز ان کے لیے یہ واضح کرنا بھی لازم تھا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کی علّت کیا ہے اور سبب کیا؟

واسطہ کی طرف فعل کے انتساب کی جو مثال مولانا نے پیش کی ہے وہ نہ صرف غلط بلکہ انتہائی مضحکہ خیز بھی ہے۔ کیا طہارت حاصل کرنے یعنی وضو کرنے کی نسبت سے انسان کو طاہر و متوضی نہیں کہا جاتا ہے؟ اور کیا پانی کو اس کام یعنی طہارت حاصل کرنے کی وجہ سے مطہر کہا جاتا ہے؟ ——— میری دانست میں تو پانی بنفسہٖ مطہر ہے چاہے اس سے طہارت حاصل کی جائے یا نہ کی جائے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ انزلنا من السماء ماء طهورا۔

ہم پہلے ہی عرض کر چکے تھے کہ قاتل فعل قتل کی علّت فاعلی ہے۔ قاتل کو تلوار دینا۔ یا ——— قتل کے لیے ترغیب دینا سبب اور تلوار دینے والا ——— یا ——— قتل کے لیے کہنے والا سبب کا فاعل اور متسبب ہے۔ جس سے واضح تھا کہ پانی متسبب نہیں ہے مگر اس کے باوجود مولانا نے فرمایا ہے کہ کبھی فعل کی نسبت واسطہ کی طرف ہوتی ہے اور کبھی واسطہ کی طرف نہیں ہوتی ہے ——— اور مقدم الذکر صورت کی مثال میں پانی اور مٹی کو پیش کر کے موخر الذکر صورت پر استدلال کے لیے اشباہ و نظائر کی عبارت اذا اجتمع المتسبب والمباشر اضيف الحكم الى المباشر۔ نقل کی ہے۔ پھر اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ "جب مباشر اور واسطہ غیر مختار یکجا ہو جائیں تو حکم مباشر کی طرف منسوب ہوگا" جو اس بات کی طرف مشیر ہے کہ

انہوں نے متسبب اور مباشر کا معنیٰ ہی نہیں سمجھا۔ ان کے طور پر پانی اور لاؤڈ اسپیکر متسبب ہوئے حالانکہ متسبب کا معنیٰ سبب کا فاعل ہے وہ واسطہ اور آلہ نہیں۔

اگر چہ ہماری ان معروضات سے واضح ہو جاتا ہے کہ قتل کی نسبت قاتل کی طرف توصحیح ہے مگر عقوبات وضمانات کے علاوہ دوسرے ابواب میں لاوڈ اسپیکر سے مسموع آواز کی نسبت متکلم کی طرف ہی نہیں ہوگی بلکہ لاوڈ اسپیکر ہی کی طرف ہوگی۔ پھر بھی آئیے ہم اصول فقہ کی روشنی میں ضابطہ انتساب کا ایسا کلیہ بیان کر دیں جس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے

انتساب کا صحیح ضابطہ:

پہلے ذہن میں یہ رکھئے کہ صفات کی دو قسمیں ہیں (۱) غیر متولدہ (۲) متولدہ۔ جو صفت کسی فعل کا نتیجہ نہ ہو اسے صفت غیر متولدہ کہتے ہیں۔ جیسے ہنسی وغیرہ۔ اور جو صفت کسی دوسرے فعل کا نتیجہ ہو اسے صفت متولدہ کہتے ہیں۔ جیسے ضرب کے نتیجہ میں تکلیف ہونا، فکر کے نتیجہ میں علم نظری، قرع وقلع کے نتیجہ میں آواز۔ پھر صفت متولدہ کبھی اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جس کے فعل کے نتیجہ میں عالم وجود میں آتی ہے جیسے علم نظری کہ وہ نظر وفکر کرنے والے ہی کے ساتھ قائم ہوتا ہے ——— لیکن کبھی صفت متولدہ، جس کے فعل کے نتیجہ میں وجود میں آتی ہے، اس کے ساتھ قائم نہ ہو کر دوسرے محل کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ جیسے زید کے ضرب سے عمرو کو تکلیف ہو تو تکلیف عمرو کے ساتھ قائم ہوتی ہے زید کے ساتھ نہیں ——— آواز صفت متولدہ کی دوسری قسم ہے کیونکہ وہ قرع و قلع کرنے والے کیساتھ قائم نہیں ہوتی ہے بلکہ ملاً متکیف کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔

صفت غیر متولدہ اور صفت متولدہ کی پہلی قسم صرف مَن قام بہٖ کی طرف منسوب ومضاف ہوتی ہے۔ لیکن صفت متولدہ کی دوسری قسم محل کی طرف بھی مضاف ہوتی ہے اور جس کے فعل کے نتیجہ میں وجود میں آتی ہے اس کی طرف بھی۔ محل کی طرف نسبت واضافت کے اعتبار سے وہ صفت کہلاتی ہے اور فعل کے فاعل کی طرف اضافت کے اعتبار سے نتیجۂ فعل ——— علم بدیہی چونکہ صفت غیر متولدہ ہے اس لیے اس کی اضافت ونسبت ہمیشہ مَن قَامَ بِہٖ

ہی کی طرف ہوگی، غیر مَن قَامَ بِہٖ کی طرف نہیں ہوگی۔ یونہی علم نظری بھی چونکہ صفت متولدہ کی پہلی قسم سے ہے۔ اس لیے اس کی اضافت و نسبت بھی ہمیشہ مَن قَامَ بِہٖ کی طرف ہوگی ـــــ مگر آواز چونکہ صفت متولدہ کی دوسری قسم ہے اس لیے اگر علم کی اضافت غیر مَن قَامَ بِہٖ کی طرف نہ ہو تو یہ لازم نہیں کہ آواز کی اضافت بھی حقیقۃً غیر مَن قَامَ بِہٖ کی طرف نہ ہو۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آواز کی اضافت جس طرح باعتبار صفت مَن قَامَ بِہٖ کی طرف حقیقۃً ہوئی ہے اسی طرح غیر مَن قَامَ بِہٖ یعنی جس کے فعل کے نتیجہ میں وجود میں آئی ہے، اس کی طرف بھی حقیقۃً ہی ہوگی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" (آواز)" آواز کنندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی طرف (آواز کی) اضافت کی جاتی ہے"

یعنی نتیجۂ فعل کی اضافت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔

التماس:- اب قارئین ہی فیصلہ فرمائیں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا فرمانا کہ "حرکت قرعی و قلعی کنندہ کی طرف آواز کی اضافت کی جاتی ہے" صحیح ہے۔ یا ـ مولانا نظام الدین صاحب کا یہ ارشاد کہ "صاحب آواز درحقیقت ہوا یا پانی ہے۔ خود شئ مرتعش کی وہ آواز نہ ہوگی"۔

ذرا مولانا کے اس ارشاد پہ بھی غور کیجیے! وہ فرماتے ہیں:

> [تو ایجاد کا لفظ استعمال کیجیے یا تاثیر کا یا ارتعاش یا حرکت قرعی و قلعی کا بہرحال سب کا مفہوم مآل و مقصود کے اعتبار سے ایک ہے جس کی حرکت یا جس کے ارتعاش یا جس کی اثر انگیزی سے آواز پیدا ہوگی وہی باعث ایجاد ہوگا الخ]

یعنی وہ شئ ایجاد کا سبب ہوئی، فاعل نہیں۔ تو اب مولانا سے پوچھا جائے کہ جب علت فاعلی نہیں ہے تو پھر آواز وجود میں کیسے آگئی؟ ـــــ اور لفظ باعث سے ان کی مراد فاعل ہی ہو تو ظاہر ہے کہ جو قریبی باعث ہوگا وہی فاعل ہوگا۔ اور جو باعث بعید ہو وہ علت فاعلی نہ ہوگا ـــــ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے لیے قریبی باعث ہارن کے پردہ کی حرکت قرعی و

قلعی ہے تو ہارن کا پردہ ہی علّت فاعلی ہوا۔ انسان کا بولنا تو سبب ہے اور خود انسان متسبب ـــ اور جب ہارن کا پردہ علّت فاعلی ہوا اور انسان متسبب تو اشباہ ونظائر کے حوالے سے مولانا ہی کے نقل کردہ ضابطہ کے مطابق آواز کی اضافت متسبب کی طرف نہ ہوکر علّت فاعلی کی طرف ہوگی یعنی متکلم کی طرف نہ ہوکر لاؤڈ اسپیکر کی طرف ہوگی۔

خلاصۂ کلام :۔ الغرض آواز چونکہ صفت متولدہ کی دوسری قسم ہے اس لیے فعل کے اعتبار سے اس کی اضافت حرکت قرعی وقلعی کنندہ کی طرف ہوگی۔

یعنی جس کی حرکت قرعی وقلعی سے پیدا ہوتی ہے اسی کی آواز مانی جائے گی ـــ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز درحقیقت ہارن کے پردہ کی حرکت قرعی وقلعی سے پیدا ہوتی ہے اس لیے اس کی اضافت بھی درحقیقت اسی ہارن کی طرف ہوگی اور آواز ہارن ہی کی مانی جائے گی۔

اس تفصیل کے بعد بھی اگر یہ کہا جائے کہ درحقیقت حسًا تو یہ آواز لاؤڈ اسپیکر ہی کی ہوئی۔ مگر چونکہ ہارن کا پردہ جو اس کے وجود میں آنے کی علّت ہے وہ غیر مختار ہے اور اصول فقہ کا ضابطہ ہے کہ علّت غیر مختار ہو تو حکم سبب کے فاعل یعنی متسبب کی طرف مضاف ہوجاتا ہے۔ اس لیے یہاں بھی حکم متسبب کی طرف مضاف ہوگا اور متکلم ہی کی آواز قرار پائے گی۔

تو عرض کروں گا کہ اس ضابطہ کو جاری کرنے سے پہلے حسب ذیل امور کو سمجھ لینا ضروری ہے (۱) حکم (۲) سبب (۳) علّت (۴) سبب بمعنی العلۃ۔

حکم :۔ کسی چیز کا وہ اثر جو اس پر مرتب ہو اس کو حکم کہتے ہیں جیسے مدینہ منورہ جانا مقصود ہو تو وہاں پہونچنا حکم ہے۔ راستہ اس کا سبب ہے اور چلنا اس کی علّت۔ کیونکہ انسان راستہ پر چلنے کے واسطے ہی سے مقصود تک پہونچتا ہے نور الانوار میں ہے:

حکمہ ای اثرہ المرتب علیہ

قمر الاقمار میں ہے:

اقول ھٰذا تفسیر للحکم وھو المتداول بین الفقھاء ص۱۸

سبب:۔ جو شئی حکم کی طرف بالواسطہ مفضی ہو مگر حکم وجوبی یا وجودی طور پر اسکی طرف منسوب نہ ہو یعنی اس کی وجہ سے حکم نہ تو وجوبی طور پر ہو اور نہ ہی وجودی طور پر، اس کو سبب کہتے ہیں۔

علت:۔ جس شئی کی وجہ سے حکم وجوبی طور پر ہو جائے اس شئی کو علت کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ سبب جس واسطہ کے ذریعہ حکم کی طرف مفضی ہوتا ہے اس واسطہ ہی کو علت کہتے ہیں۔ اصول الشاشی میں ہے:

فالسبب ما یکون طریقاً الی الشئی بواسطۃ کالطریق فانہ سبب للوصول الی المقصد لبواسطۃ المشی فعلی ھٰذا کل ما کان طریقاً الی الحکم بواسطۃ یسمی سبباً لہ شرعاً ویسمی الواسطۃ علۃ ملخصاً ص۹۶

سبب بمعنی العلۃ:۔ سبب جس علت کے واسطے سے حکم کی طرف مفضی ہے وہ علت فعل غیر اختیاری ہو تو اس سبب کو علۃ العلۃ ـــ یا ـــ سبب بمعنی العلۃ کہتے ہیں۔ جیسے مثلاً زید نے عمرو کو گھوڑے سے روند ڈالا اور عمرو کی جان تلف ہو گئی تو گھوڑے کا روندنا عمرو کی جان تلف ہونے کی علت ہے۔ مگر چونکہ گھوڑے کا فعل اختیاری نہیں ہے بلکہ زید کے ہانکنے کی وجہ سے ہے تو زید کا گھوڑے کو ہانکنا علۃ العلۃ یا سبب بمعنی العلۃ ہے۔ اصول الشاشی میں ہے:

وقد یکون السبب بمعنی العلۃ ومثالہ فیما یثبت العلۃ بالسبب فیکون السبب فی معنی العلۃ لانہ لما ثبت العلۃ بالسبب فیکون السبب فی معنی علۃ العلۃ۔ ص۹۷

منار و نور الانوار میں ہے:

فان اضیفت العلۃ المتخللۃ بین السبب والحکم الی السبب صار للسبب حکم العلل لان الحکم حینئذٍ مضاف الی العلۃ والعلۃ

مضافة الی السبب فکان السبب علۃ العلۃ ملخصاً ص ۲۷۳

حکم کی دو قسمیں ہیں (۱) حکم حسی (۲) حکم شرعی ـــــ پھر حکم شرعی کبھی باعتبار فعل ہوتا ہے اور کبھی باعتبار محل ۔ تو حکم شرعی کی دو صورتیں ہوئیں (الف) حکم شرعی باعتبار فعل (ب) حکم شرعی باعتبار محل۔

حکم حسی کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کا ادراک حسًّا ہو جائے ورود شرع پر موقوف نہ ہو۔ جیسے بمبئی تک پہونچنا، جان و مال کا ضائع ہو جانا ـــــ حکم شرعی کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کا ادراک ورود شرع سے ہو خواہ حسًّا ادراک ہو یا نہ ہو۔ جیسے جان و مال کا ضائع ہو جانا، نکاح سے اجنبیہ عورت کا حلال ہو جانا، طلاق سے حرام ہو جانا۔

حکم حسی و شرعی کی تعریفات اور مثالوں سے واضح ہے کہ دونوں میں تحقق کے اعتبار سے عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ یعنی کہیں حکم حسی کا تحقق ہوگا مگر حکم شرعی کا تحقق نہیں ہوگا۔ جیسے زید کا بمبئی پہونچ جانا حکم حسی ہے مگر حکم شرعی نہیں ـــــ اسی طرح کہیں حکم شرعی کا تحقق ہوگا۔ مگر حکم حسی کا نہیں جیسے نکاح سے اجنبیہ عورت کا حلال ہو جانا ـــــ اور کہیں حکم حسی و شرعی دونوں کا تحقق ہو جائے گا ۔ جیسے جان و مال کا ضائع ہو جانا۔

ضابطۂ انتساب:

(۱) حکم کی علت فاعل مختار ہو تو حکم حسی ہو یا شرعی بہر صورت حکم کی اضافت علت فاعل ہی کی طرف ہوگی، خواہ علت کے ساتھ سبب بھی موجود ہو یا سبب موجود نہ ہو۔ جیسے وقوع طلاق کی علت شوہر کا اَنْتِ طَالِقٌ کہنا ہے جو فاعل مختار کا فعل ہے تو حکم کی اضافت شوہر ہی کی طرف ہوگی اور طلاق اسی کی مانی جائے گی ـــ یا ـــ جیسے زید نے عمرو کو بکر کے مال کا پتہ بتا دیا اور عمرو نے چوری کر لی۔ تو چوری حکم ہے زید کا بتانا سبب اور عمرو کا فعل علت ۔ اس لیے چوری کی اضافت عمرو ہی کی طرف ہوگی، زید کی طرف نہیں ۔ عمرو ہی ماخوذ ہوگا، زید نہیں۔ اصول الشاشی میں ہے:

لودل انساناً علی مال الغیر فسرقہ او علی نفسہ فقتلہ او

علی قافلۃ فقطع علیہم الطریق لا یجب الضمان علی الدال ص۲۰

نور الانوار میں ہے:

فان وقع منہ السرقۃ او القتل لا یضمن الدال شیئا لانہ صاحب سبب محض لا صاحب علۃ ص۲۷۰

تنقیح و تلویح میں ہے:

فالسبب حقیقی نحو ان تکون العلۃ فعلا اختیاریا لا یضاف الحکم الیہ فلا یضمن ولا یشترک فی الغنیمۃ الدال علی مال یسرقہ وعلی حصن فی دار الحرب ای لا یضمن الدال علی مال یسرقہ السارق ولا یشترک فی الغنیمۃ الدال علی حصن فی دار الحرب لانہ توسط بین السبب والحکم علۃ ھی فعل فاعل مختار وھو السارق فی فعل السرقۃ والغازی فی الدلالۃ علی الحصن فیقطع فی ھذہ العلۃ نسبۃ الحکم الی السبب ملخصا ص۴۴۹

مسلم الثبوت و فواتح الرحموت میں ہے:

کل سبب طریق للحکم ومفض الیہ ویتخلل بین الحکم وبین السبب فانہ لم یتخلل العلۃ ولم یوجد لم یوجد الحکم قطعا فلا افضاء اصلا وان لم یضف العلۃ الیہ فھو السبب الحقیقی کالدلالۃ علی مال المسلم للسارق فسرق بعد الدلالۃ لا یضمن الدال المسروق لان الدلیل لیس کالفاعل المختار ملخصا ص۵۶۸

(۲) سبب بمعنی العلۃ اور علت غیر مختار دونوں موجود ہوں تو حکم حسی اور باعتبار فعل حکم شرعی کی اضافت اب بھی علت ہی کی طرف ہو گی۔ یعنی حسًا و شرعًا وہ فعل اسی علت کا مانا جائے گا۔ جیسے زید نے عمرو کو گھوڑے سے روند ڈالا، اور عمرو کی جان تلف ہو گئی تو اضاعۃ نفس کی اضافت و نسبت جس طرح حسًا جانور کے روندنے کی طرف ہو گی۔

اسی طرح شرعاً بھی اس کی اضافت و نسبت جانور کے روندنے ہی کی طرف ہوگی اور اضافۃ نفس کے احکام زید پر نافذ نہیں ہوں گے۔ لہٰذا عمرو زید کا باپ ہو تو اس کی وراثت سے محروم ہو جانا چاہیے ـــــــ اسی طرح عمر زید کے لیے اجنبی ہو تو زید پر قصاص کا حکم نہیں ہوگا۔ حالانکہ اضافۃ نفس کی نسبت زید کی طرف ہونے کی صورت میں قصاص کا حکم ہونا چاہیے۔

(۳) ہاں باعتبار محل حکم شرعی کی اضافت سبب بمعنی العلۃ کی طرف ہوگی۔ لہٰذا بدل محل یعنی ضمان دیت و قیمت زید پر واجب ہوگا

منار و نور الانوار میں ہے:

فان اضیفت العلۃ المتخللۃ بین السبب والحکم الی السبب صار للسبب حکم العلل فی وجوب الضمان علیہ لان الحکم حینئذٍ مضاف الی العلۃ والعلۃ مضافۃ الی السبب فکان السبب علۃ العلۃ کسوق الدابۃ وقودھا فان کل واحد منھما سبب لتلف ما یتلف بوطیھا فی حالۃ السوق و القود وقد تخلل بینہ و بین التلف ما ھو علۃ لہ وھو فعل الدابۃ لکنہ مضاف الی السوق والقود لان الدابۃ لا اختیار لھا فی فعلھا لاسیما اذا کان احد سائقًا او قائدًا لھا والعلۃ لیست صالحۃ للحکم فیضاف التلف الی علۃ العلۃ فیما یرجع الی بدل المحل وھو ضمان الدیۃ والقیمۃ واما فیما یرجع الی جزاء المباشرۃ فلا یکون مضافًا الیھا فلا یحرم عن المیراث ولا یجب علیھا الکفارۃ والقصاص ملخصًا ص ۲۴۰، ۲۴۱

تنقیح و تلویح میں ہے:

اما السبب فاعلم انہ لابد ان تتوسط بینہ و بین الحکم علۃ فان کانت العلۃ مضافۃ الی السبب کوطی الدابۃ شیئًا فانہ علۃ لھلاکہ وھذہ العلۃ مضافۃ الی سوقھا وھو السبب فالسبب فی معنی العلۃ

فيضاف الحكم اليه فتجب الدية بسوق الدابة وقودها وبالشهادة بالقصاص اذا رجع لا تجب القصاص عندنا على الشاهد اذا شهد ان زيداً قتل عمرواً فاقتص ثم رجع الشاهد لانه جزاء المباشرة وشهادته انما صارت قتلا بحكم القاضي واختيار الولي۔ ملخصا ص۴۴۶

توضیح میں ہے:

السبب الذى فى معنى العلة كسوق الدابة فانه لم يوضع للتلف ولم يوثر فيه وانما هو طريق الوصول اليه و العلة هو وطى الدابة بقوائمها ذالك الشخص وهو مضاف الى السوق وحادث به فيكون له حكم العلة فيما يرجع الى بدل المحل لا فيما يرجع الى جزاء المباشرة فيجب على السائق الدية لا يحرمان عن الميراث ولا الكفارة ولا القصاص وكالشهادة بوجوب القصاص فانها لم يوضع له ولم يوثر فيه وانما هى طريق اليه والعلة ما يتوسط من فعل الفاعل المختار الذى هو المباشر للقتل الا انه سبب فى معنى العلة لان مباشرة القتل مضافة الى الشهادة حادثة بها من جهته انه ليس للولى استيفاء القصاص قبل الشهادة فتصلح لايجاب ضمان المحل دون جزاء المباشرة فيجب على الشاهد اذا رجع الدية لا القصاص لانه جزاء المباشرة ولا مباشرة من الشاهد لان الشهادة انما صارت قتلا اى مودية اليه بواسطة قضاء القاضي واختيار الولى القصاص على العفو، ص۴۴۹۔

مسلم الثبوت و فواتح الرحموت میں ہے:

السبب فى معنى العلة كسوق الدابة نوطيت آدميًا فهو اى السوق لم يوثر فى التلف وانما اثر فيه الوطى وهو مضاف اليه لكن بوطيها الذى هو العلة اضافه اليه فيكون سببًا فى معنى العلة فيجب

الدية لكونه مباشراً لما هو فی معنی العلة فوجد التعدی منه فی اتلاف نفس معصومة فیجب ضمانه لا جزاء المباشرة ای لا یجب ما هو جزاء المباشرة ای الفعل کالحرمان عن المیراث ان کان المتلف قریباً و نحوه من القصاص فانها مودیة الیه بواسطة ایجابه القضاء و تمکن الولی فیکون سبباً لتخلل العلة لکنه لیس القضاء صالحاً لاضافة التلف الحرام الیه فانه مجبور شرعاً ولا فعل الولی لانه اعتمد الحجة فلم یبق الا الشهود اذا کانوا کاذبین فهو سبب فی معنی العلة فعلیهم الدیة اذا رجعوا لانهم تلفوا نفسا معصومة فیجب جزاء محل التلف لا القصاص لانه جزاء المباشرة والفعل ولم یوجد منهم ملخصاً ص۵۶۸

اب مولانا کی پیش کردہ مثال پر غور کیجئے

> کسی شخص نے کسی کو تلوار سے مار کر ہلاک کر دیا تو قتل کا مجرم تلوار کے محرک انسان کو گردانا جائیگا جو مباشر اور فاعل مختار ہے خود تلوار کیطرف یہ جرم منسوب نہ ہوگا ص۴۷

بلاشبہ قتل کا مجرم انسان ہی کو گردانا جائے گا مگر واضح رہے کہ اس مثال میں فعل صرف قتل ہی نہیں ہے۔ بلکہ تین افعال ہیں (۱) قتل (۲) کاٹنا (۳) ہلاک کرنا، مار ڈالنا۔

• ہلاک کرنا تو باتفاق اہل سنت صرف خداوند قدوس کا فعل ہے۔ بندے کے کسب کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ علم کلام کی تمام کتابوں میں مصرح ہے کہ المقتول میت باجلہ

شرح عقائد میں ہے:

الموت قائم بالمیت مخلوق اللہ تعالیٰ لا صنع للعبد فیہ تخلیقاً ولا اکتساباً ص۶۸

کاٹنا تلوار کی صفت ہے، انسان کی صفت نہیں۔ ہاں تلوار چونکہ علت غیر مختار ہے اس لیے باعتبار محل حکم شرعی کی اضافت سبب بمعنی العلۃ کے مباشر انسان کی طرف ہوگی۔ مگر فعل کے اعتبار سے اس کی اضافت اب بھی علت ہی کی طرف ہوگی۔ یعنی حساً و شرعاً کاٹنے کی نسبت و اضافت تلوار ہی کی طرف ہوگی۔ کہا جائیگا کہ زید کی گردن تلوار سے کٹی۔

قتل، اس کا معنی ہے دھار دار آلہ سے مارنا القتل ای ضرب السیف۔ (نبراس ص ۱۹۴) اور تلوار سے مارنا یہ انسان کا فعل ہے تو اس کی اضافت انسان ہی کی طرف ہوگی اور فعل کا بدلہ (قصاص) اسی سے مطلوب ہوگا۔

بادی النظر میں ایک شبہ:۔ اس پر بادی النظر میں یہ شبہ ہو کہ قصاص میں قاتل کو گردن کاٹ کر ہلاک کر دیا جاتا ہے جو قتل کا بدلہ ہے تو قتل و قصاص دونوں میں مساوات ہونی چاہیے اور مساوات اسی وقت ہوگی جب قصاص ہی کی طرح قتل میں بھی کاٹنے اور ہلاک کرنے کی نسبت و اضافت قاتل کی طرف ہو۔ اگر قتل میں کاٹنے اور ہلاک کرنے کی نسبت و اضافت قاتل کی طرف نہ ہو تو قصاص قتل کا بدلہ نہیں ہوگا۔

شبہ کا ازالہ:۔ تو کہا جائے گا کہ قتل کے بدلہ میں قصاص امر تعبدی ہے۔ یعنی حکم خداوندی کی تعمیل ہے۔

ان وجوب القصاص تعبدی ای الطاعۃ امر الحق سبحانہ (شرح العقائد مع النبراس ص ۹۶)

اور امر تعبدی کی حکمت و مصلحت کو خداوند حکیم ہی بہتر جانتا ہے ارشاد ربانی ہے:

یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ (سورۂ بقرہ پ ۲ رکوع ۶ آیت ۱۷۸)	اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو (کنز الایمان)
ولکم فی القصاص حیاۃ یااولی الالباب لعلکم تتقون (ایضاً آیت ۱۷۹)	اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو! کہ کہیں بچو (کنز الایمان)

یہ جواب علی سبیل الفرض تنزلاً تھا ورنہ تحقیق یہ ہے کہ قتل و قصاص دونوں میں مساوات ہے۔ کیونکہ جس طرح قتل میں قاتل کا فعل تلوار مارنا تھا۔ کاٹنے اور ہلاک کرنے کی نسبت اس کی طرف نہیں تھی اسی طرح قصاص میں بھی قصاص لینے والے کا فعل تلوار مارنا ہی ہوتا ہے۔ یہاں بھی کاٹنے اور ہلاک کرنے کی نسبت و اضافت قصاص لینے والے کی طرف نہیں ہوگی ـــــــ اس کی توضیح یہ ہے کہ قتل کا معنی چونکہ دھار دار آلہ سے مارنا ہے اور اس مارنے کے نتیجہ میں مثلاً مضروب کی گردن کٹ جاتی ہے، جس پر مارنے والے کے کسب کے بغیر اللہ تعالیٰ اُسے موت دے دیتا ہے۔ تو اس کا بدلہ بھی دھار دار آلہ سے مارنا ہی ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں مثلاً مضروب کی گردن کٹ جائے اور مارنے والے کے کسب کے بغیر اللہ تعالےٰ اسے موت دے دے۔ قتل کے اس بدلہ کو اصطلاح شرع میں قصاص کہتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کاٹنے اور مار ڈالنے کی اضافت و نسبت قاتل کی طرف ہوتی ہے اور اس کے بدلہ میں قصاص لیا جاتا ہے۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔

ایک اعتراض:۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ انسان کی طرف کاٹنے اور مار ڈالنے کی نسبت کا انکار صحیح نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ زید نے درخت کو کاٹ ڈالا۔ عمرو نے خالد کو مار ڈالا۔

جواب:۔ کیونکہ انسان کی طرف یہ اضافت و نسبت عرفی اعتبار سے ہے اور ہماری گفتگو عرفی اعتبار سے نہیں بلکہ واقعیت و شریعت کے اعتبار سے ہو رہی ہے۔

اجیب انہ امر عرفی وکلامنا فی الامر الحقیقی (النبراس ص۱۹۲)

اما حدیث النسبۃ فمبنی علی الظاہر بحسب العرف و کلامنا فی الواقع بحسب الحقیقۃ (شرح المواقف ج۲ ص۳۸۴)

ضابطۂ انتساب کی روشنی میں لاؤڈاسپیکر کا مسئلہ :-

حکم کی اضافت و نسبت کے یہ ضابطے ذہن میں رکھ کر مسئلہ معہودہ میں غور کیجیے کہ لاوڈاسپیکر سے مسموع آواز کے وجود کی علت کیا ہے اور سبب کیا ہے؟ پھر یہ کہ وہ سبب، سبب حقیقی ہے یا سبب بمعنی العلۃ ہے؟

سائنسی تحقیقات، اصول ایجاد اور مسلسل تجربات سے یہ ثابت ہے کہ یہ آواز ہارن کے پردہ کے قرع و قلع سے وجود میں آتی ہے۔ خود مولانا نظام الدین صاحب نے بھی متکلم کی عین آواز نہ ہونے کی تقدیر پر ہی مذکورہ بالا ضابطہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسے شرعًا متکلم کی آواز قرار دی جائے —— تو یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ ہارن کے پردہ کی حرکت قرعی و قلعی اس کی علت ہے۔ مگر چونکہ یہ علت فعل غیر مختار ہے اس لیے متکلم کا بولنا اس کا سبب بمعنی العلۃ ہوا اور جب متکلم کا بولنا سبب بمعنی العلۃ ہوا۔ اور ہارن کے پردہ کی حرکت قرعی و قلعی علت ہوئی تو حسًّا اس کی اضافت علت ہی کی طرف ہوگی۔ اور آواز لاوڈاسپیکر ہی کی مانی جائے گی —— اسی طرح فعل کے اعتبار سے شرعًا بھی اس کی اضافت و نسبت علت ہی کی طرف ہوگی۔ اور آواز لاؤڈاسپیکر ہی کی قرار پائے گی —— ہاں محل کے اعتبار سے شرعًا اس کی اضافت متکلم کی طرف ہوگی اس لیے جس صورت میں متکلم کی طرف سے تعدی پائی جائے گی، متکلم سے جزاء محل بھی مطلوب ہوگی۔

نتیجہ :- آواز کی عینیت — یا — غیریت کا مدار چونکہ فعل پر ہے۔ محل پر نہیں اور فعل کے اعتبار سے حسًّا و شرعًا دونوں طرح یہ لاوڈاسپیکر ہی کی آواز ہوئی۔

؎ یعنی اگر فعل واحد کے نتیجہ میں موجود ہوئی ہے تو اسے عین آواز کہتے ہیں۔ اور فعل متعدد کے نتیجہ میں موجود ہوئی تو اسے عین آواز نہیں کہتے ہیں جیسے زید ہی کی دو آوازیں ۱۲

کاش! ضابطۂ انتساب کے مطابق لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو متکلم کی طرف منسوب کرنے کے لیے مولانا اصول فقہ کی مندرجہ بالا عبارتوں کو غور سے ملاحظہ فرما لیئے ہوتے تو ان سے یہ فحش علمی غلطی سرزد نہ ہوتی اور مجھے اس کے رد کے لیے اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا پڑتا۔

بہرحال مولانا نظام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کو متکلم کی عین آواز ثابت کرنے کے لیے چار دلیلیں پیش کی تھیں۔ الحمد للہ کہ فقیر کے معروضات سے چاروں دلیلوں کا بطلان واضح ہوکر ثابت ہو گیا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی اصل آواز نہیں بلکہ اس کے مماثل لاؤڈ اسپیکر کی آواز ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر نماز سے خارج ہے تو اس کی آواز پر اقتدا نماز سے خارج کی آواز پر اقتدا ہوئی جو اقوال فقہاء کی روشنی میں مانع اقتدا اور مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس لیے ثابت یہ ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔

تلقن من الخارج کی بحث

جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے

لاوڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں مماثل آواز امام ہے۔

——— اور مقتدی نماز میں غیر کی اتباع کرے یہ مفسد (التفصیل بحو...)

یعنی لاوڈ اسپیکر کی آواز غیر امام کی آواز ہے، تو اس آواز پر اقتدا غیر امام کی آواز پر اقتدا اور تلقن من الخارج ہوئی ——— اور غیر امام کی آواز پر اقتدا و تلقن من الخارج مفسد صلوۃ ہے۔ تو لاوڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا مفسد صلاۃ ہوئی۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی اس دلیل کا یہ مقدمہ "لاوڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار غیر امام کی آواز پر اقتدار و تلقن من الخارج ہے" صغریٰ ہے۔

اور یہ مقدمہ — "غیر امام کی آواز پر اقتدار و تلقن من الخارج مفسد صلاۃ ہے" کبریٰ ہے اور "لاوڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار مفسد صلاۃ ہے" نتیجہ ہے۔

یہ دلیل چونکہ منطقی اعتبار سے قیاس اقترانی حملی کی پہلی شکل بدیہی الانتاج ہے جس کے دونوں مقدموں کو تسلیم کر لینے کے بعد نتیجہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے اس لئے مولانا نظام الدین صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس روشن دلیل کے دونوں مقدموں کو غلط و باطل ثابت کر دکھانے کی کوشش میں اپنی تمام تر علمی و فکری صلاحیتیں صرف کر دی ہیں۔

پہلے مقدمہ کو غلط و باطل ثابت کر دکھانے کے لئے مولانا نے لکھا ہے "لاوڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار غیر امام کی آواز پر اقتدار اور تلقن من الخارج نہیں ہے، کیونکہ غیر امام کی آواز پر اقتدار و تلقن من الخارج قول سے ہوتا ہے، فعل سے نہیں" ——— اور اس کے لئے انہوں نے عنایہ اور فتح القدیر کے حوالے سے دو عبارتیں بھی پیش کی ہیں ——— اسی طرح دوسرے مقدمہ کو غلط و باطل ثابت کر دکھانے کے لئے انہوں نے فرمایا ہے کہ فعل سے تلقن من الخارج ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ مقدمہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جہاں تلقن من الخارج ہونے کے باوجود نماز فاسد نہیں ہوتی ہے" اور اس کے لئے انہوں نے

کچھ نظیریں بھی پیش کی ہیں۔

دوسرے مقدمہ کو غلط و باطل ثابت کر دکھانے کے لئے مولانا نے یہ نظیریں اپنے دوسرے مقالہ میں بھی پیش کی تھیں، بلکہ ان ہی نظیروں کے پیش نظر پہلے مقالہ میں بھی یہ فرمایا تھا کہ "جس طرح ان صورتوں میں تلقن من الخارج ہونے کے باوجود نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اسی طرح اگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کی صورت میں تلقن من الخارج ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہ ہوگی"۔

اس طرح مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے زعم میں جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ارشاد فرمائی ہوئی اس دلیل کے دونوں مقدموں کو غلط و باطل قرار دے کر اپنا یہ دعویٰ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا درست ہے۔

مولانا کے اس غلط و باطل دعویٰ کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی مضبوط و مستحکم دلیل کو بے غبار ثابت کرنے کے لئے اس فقیر نے اپنے دوسرے مقالہ میں جو کچھ لکھا تھا، بہتر ہوگا کہ اسی کو الفاظ کی ترتیب بدل کر کچھ اضافہ کے ساتھ نقل کر دوں۔

اس فقیر رضوی نے لکھا تھا — "جو شخص نماز میں شریک نہیں ہے اس کے قول و فعل پر عمل نہ کیا جائے اس سے صرف تلقن و تفہم ہو تو یہ تلقن من الخارج اور مفسد صلاۃ نہیں ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے۔

وفیہ استماع المصلی بکلام من لیس فی الصلوٰۃ لا یفسد صلوٰتہ (ص ۲۴۳ ج ۲)

نماز کی حالت میں کسی خارج نماز کی بات کو غور سے سننا مفسد صلاۃ نہیں۔

ہدایہ میں ہے۔

ولو نظر الی مکتوب وفہمہ فالصحیح انہ لا تفسد صلاتہ بالاجماع ص ۱۴۱

نماز کی حالت میں کوئی تحریر دیکھی اور سمجھا تو بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی۔

بحرالرائق میں ہے:

والصحیح عدمہ اتفاقاً لعدم الفعل ۳۰۲ صحیح یہی ہے کہ بالاتفاق نماز فاسد ہوگی کیونکہ نمازی کی طرف سے کوئی فعل نہیں کیا ہے

منیہ اور اس کی شرح غنیہ میں ہے:

ولو نظر المصلی الی کتاب ای مکتوب فی کاغذ او محراب او غیرہ وفہم ما فیہ ای نظر الیہ حال کونہ غیر مستفہم ای غیر قاصد لفہم ما فیہ لاتفسد صلوتہ بالاجماع لان النظر غیر مناف للصلوٰۃ وکذا لو قوع المعنی فی القلب وان نظر الیہ مستفہما ای قاصداً فہم ما فیہ ذکر فی الاجناس لاتفسد صلوتہ عند ابی یوسف وبہ اخذ مشائخنا وفی الہدایۃ الصحیح انہا لاتفسد بالاجماع ص۴۴۴ ملخصا

لیکن اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً مانع اقتداء اور منافی و مفسد صلاۃ ہوگا اسی پر احناف کا اجماع ہے اسی کو تلقن من الخارج اور تلقن من الغیر کہتے ہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے۔

تحقیق منقح اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نماز میں جس طرح اللہ و رسول کے سوا دوسرے سے کلام کرنا مفسد ہے یونہی اللہ و رسول کے سوا کسی کا کہنا ماننا۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۳ص۳۸۴

یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کو قرآن کریم زبانی یاد نہ ہو تو وہ قرأت کے بغیر نماز ادا کرے گا۔ قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

ولو لم یکن قادراً الا علی القرأۃ من المصحف لایجوز لہ ذلک ویصلی بغیر القرأۃ لانہ امی (ص۱۷۹)

زبانی قرأت کرنے پر قادر نہ ہو تو بھی قرآن کریم دیکھکر قرأت نہ کرے۔ قرأت کیے بغیر ہی نماز پڑھ لے

کفایہ میں ہے:

لان المتعلم لا بد لہ من التعلیم وذلک فعل ینافی الصلوٰۃ ص۳۲۵ ج۱

متعلم اسی وقت کہلائے گا جب سیکھے اور سیکھنا نماز کا منافی فعل ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

وتحقیقہ انہ قیاس قرأۃ ما

امام اعظم کے نزدیک قرآن کریم سے دیکھ کر قرأت

تعلمه فی الصلوٰة من غير معلم حی عليها من معلم حی بجامع انه تلقن من خارج وهو المناط فی الاصل فقط فان فعل الخارج لا اثر له فی الفساد بل مؤثر فعل من فی الصلوٰة و ليس منه الا التلقن

ص۳۵۰

کرنا مفسد صلاۃ ہے ـــــ جس کی تحقیق یہ ہے کہ نماز میں غیر جاندار سے سیکھ کر تلاوت کرنے کے مسئلہ کو انسان سے سیکھ کر تلاوت کرنے کے مسئلہ پر قیاس کیا گیا ہے جس میں علت مشترکہ غیر نمازی سے سیکھنا ہے۔ اور یہی علت انسان سے سیکھنے کے مسئلہ میں فساد نماز کی بنیاد ہے۔ کیونکہ خارج کا فعل فساد نماز کا باعث نہیں ہو سکتا۔ تو لامحالا نمازی ہی کا فعل فساد نماز کا باعث ہوگا۔ اور نمازی کا فعل صرف سیکھنا ہی ہے۔

بلکہ جس شخص کو نسیان کا مرض ہو، یاد نہ رہتا ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ کیا کیا ارکان ادا کیے اور کون، کون سے ارکان باقی ہیں؟ ـــــ اس کے لیے بھی تلقن من الخارج کر کے نماز ادا کرنا درست نہیں ۔ فتاوی رضویہ میں ہے ۔

کوئی شخص انتہائی سہو و نسیان کی وجہ سے کوئی بات ٹھکانہ سے یاد نہیں رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز کے لیے جب وضو کرتا ہے تو ایک ایک اعضاء کو دس دس مرتبہ دھوتا ہے پھر بھی اس کو خیال ہوتا ہے کہ دو ہی مرتبہ یا ایک ہی مرتبہ دھویا ہے۔ نماز کے لیے کھڑا ہوا تو تکبیر تحریمہ پانچ پانچ مرتبہ کہا چار رکعت پڑھا دو رکعت خیال کیا علیٰ ہذا القیاس تسبیح ورکوع وسجود میں غرض کہ دنیوی کاموں میں بھی مثلاً کوئی چیز کہیں رکھ دی پھر خیال ہو گیا اس کے خلاف ہوا۔ ایسی حالت میں اس شخص نے ایک آدمی اس کے ارکان و تسبیح و رکعت وغیرہ شمار کرنے کے لیے مقرر کیا تاکہ وہ گن کر بتا دے آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: آدمی مقرر کرنا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم ص۶۴۶ ج۳ "

نیا انکشاف: مگر مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی اس کتاب میں ایک

نیا انکشاف کیا ہے اور تلقن من الخارج کی تعبیر "قولی اتباع" سے کی ہے اور اس کے بالمقابل فعلی اتباع کو بتا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قولی اتباع تو منافیٔ صلاۃ ہے مگر فعلی اتباع کا مفسد نماز ہونا مطلقاً صحیح نہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

[یہاں دو چیزیں ہیں۔ تلقن من الخارج اور اتباع خارج لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ دائرہ میں تلقن من الخارج کی صورت متحقق نہیں ہے کیونکہ تلقن من الخارج غیر شامل نماز کے قولی اتباع کا نام ہے اور یہاں فعلی اتباع ہے........ پس تلقن من الخارج اگر مفسد صلاۃ ہو تو اس دلیل سے اتباع خارج کس طرح ناجائز اور مفسد صلاۃ ہوگا...... اتباع خارج شرع میں مطلقاً ممنوع نہیں احادیث مبارکہ اور فقہاء احناف کی تصریحات اس امر کی شاہد عدل ہیں کہ نماز میں خارج عن الصلوٰۃ کا اتباع جائز ہے۔ ص ۴۹، ۵۰]

اور پھر فعلی اتباع کے غیر مفسد ہونے کے سلسلہ میں حسب ذیل نظائر پیش کئے ہیں۔

[جماعت ہو رہی ہے اور صف میں کچھ جگہ خالی ہے کسی آنے والے نے وہاں جاکر خالی جگہ کو بھرنا چاہا اور نمازیوں نے دائیں بائیں کھسک کر اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی تو ان کی نماز قول معتمد پر فاسد نہ ہوگی ص ۵۴ (۲) ایک شخص امام کے بغل میں کھڑا ہو کر اس کی اقتدا کر رہا ہے اسی درمیان میں کوئی آدمی آیا اور اس نے مقتدی کو پیچھے آنے کے لئے کھینچا وہ مقتدی اپنی جگہ سے ہٹ کر پیچھے چلا آیا۔ تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ اس آنے والے نے نماز میں داخل ہونے سے پہلے کھینچا ہو۔ ص ۵۵ (۳) ایک شخص ایسے وقت میں مسجد میں آیا کہ صف بھر چکی تھی اور اب امام رکوع میں جا رہا ہے اس نے ناچار صف سے ایک مصلی کو کھینچا اور وہ چلا آیا تو یہاں بھی وہی حکم ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ آنے والے نے نیت باندھ کر کھینچا ہو یا بغیر

ے خارج کے مطابق زبان سے کچھ کہنا ۱۲

کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا بعد میں کچھ اور لوگ آگئے اس
نیت باندھے۔ (۴) کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا بعد میں کچھ اور لوگ آگئے اس کے پیچھے جگہ نہیں تھی اس نے نمازی سے کہا آگے بڑھ جاؤ اور وہ آگے بڑھ گیا تو راجح یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ص ۵۶، ۵۷

ان نظیروں کو پیش کر کے مولانا نے فرمایا ہے۔

[ان جزئیات سے یہ ثابت ہوا کہ اتباع خارج مطلقاً مفسدِ صلاۃ نہیں ص ۵۷]

اور ان صورتوں میں نماز فاسد نہ ہونے کی وجہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے یہ بتائی ہے

[درحقیقت وہ حکم الٰہی کا امتثال اور فرمان نبوی کی بجا آوری ہے ص ۶۰]

اور ہدایہ، مولانا، غنیہ سے مندرجہ ذیل عبارتیں نقل کی ہیں۔

(۱) فان اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسئله عنها اجتهد فان علم انه اخطأ بعد ما صلى لا يعيدها وان علم ذلك في الصلوٰة استدار الى القبلة لان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة استداروا كهيأتهم في الصلوٰة استحسنها النبي عليه السلام وكذا اذا تحول رأيه الى جهة اخرى توجه اليها لوجوب العمل بالاجتهاد فيما يستقبل من غير نقض المؤدى قبله۔

اگر کسی شخص پر جہت قبلہ مشتبہ ہو جائے اور وہاں کوئی ایسا آدمی موجود نہ ہو جس سے یہ دریافت کرے تو تحری کرے۔ اب اگر نماز کے بعد اُسے معلوم ہو کہ اس نے جہتِ قبلہ کی تحری میں غلطی کی ہے تو نماز نہ لوٹائے اور اگر اس غلطی کا علم کسی بھی طرح نماز میں ہو جائے تو مصلی قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اس لیے کہ اہل قبا نے جب تحویل قبلہ کی خبر سنی تو اپنی اسی ہیئت پر نماز میں گھوم گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اچھا جانا۔ یونہی جب نمازی کی رائے بدل کر دوسری جہت کے قبلہ ہونے پر جم گئی تو اسی جہت کی طرف رخ کرلے اس لئے کہ بعد والے اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور پہلے جو نماز ادا کر چکا ہے۔ فاسد نہ ہوگی۔ ص ۵۲،۵۳

(۲) قال محمد بهذا ناخذ فيمن اخطأ القبلة حتى صلى ركعة او ركعتين ثم علم انه يصلي على غير القبلة فلينحرف الى القبلة فيصلي ما بقي و يعتد بما مضى و هو قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى

جس سے قبلہ کی تحری میں غلطی واقع ہوگئی اور اس نے ایک دو رکعت نماز بھی پڑھ لی اس کے بارے میں ہم اس حدیث پر یوں عمل کرتے ہیں کہ اگر اس کو درمیان نماز میں یہ علم ہو جائے کہ وہ قبلہ کے علاوہ دوسرے رخ پر نماز پڑھ رہا ہے تو وہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائے اور بقیہ نماز پوری کرے۔ اور جو کچھ ادا کر چکا ہے اسے بھی شمار کرے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے ص ۵۳

(۳) وعلى هذا انعقد الاجماع الا في قول عن الشافعي انه اذا تيقن الخطأ في الصوة يستانف لكن الاصح عندهم انه يستدبر و يبني۔

اس مسئلہ پر سب کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ ہاں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ قبلہ کی غلطی کا یقین ہونے کی صورت میں دوبارہ نماز پڑھے لیکن شوافع کا مسلک اصح یہی ہے کہ وہ شخص بھی گھوم جائے۔ اور جتنا پڑھ چکا ہے اسی پر بنا کرے۔ ص ۵۴،۵۳

اور ان عبارتوں کو نقل کر کے فرمایا ہے۔

تو لازمی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ اس باب میں اتباع خارج اور اس کے غیر مفسد نماز ہونے پر اجماع ہے۔ ص ۵۴

اس کے علاوہ لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ سے متعلق فرمایا ہے۔

پس لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کو غیر آواز امام تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں یہ اتباع خارج لامتثال امر اللہ ہوا نہ کہ لامتثال غیر اللہ تو نماز کے فاسد ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ ہر نمازی اللہ عز و جل کی عبادت کے لیے ہی نماز پڑھتا ہے اسی کے حکم کو بجا لانے کی نیت سے رکوع

> کرتا ہے اسی کی بارگاہ میں اور اسی کے امر سے سجدہ ریز ہوتا ہے ...
> کہ مصلی کا ہر فعل حکم الہی کے امتثال میں صادر ہوتا ہے لاؤڈ اسپیکر کی خاطر وہ
> اس کے امتثال کے لیے کوئی مسلمان تکبیر تحریمہ کہتا ہے نہ رکوع سجود کرتا ہے
> مقصد تو صرف اتنا ہے کہ اس آلہ کے ذریعہ دور کے مقتدیوں کو امام کے انتقالات
> سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ اور وہ امام کے اتباع میں نماز کے افعال بجا لائیں
> اور جب واقعہ یہ ہے کہ آلہ مکبر الصوت کی موجودگی میں بھی صرف حکم خدا و رسول
> کے امتثال کے لئے نمازی سارے افعال کرتا ہے تو جزئیات مذکورہ کے
> پیش نظر حکم یہی ہونا چاہیے کہ اس آلہ کی آواز گو کہ آواز متکلم کی غیر یا صدائے
> بازگشت ہو تاہم اس سے تکبیرات سنکر امام کی اقتدا جائز ہے اور وہ نماز فساد
> کی قباحت سے محفوظ اور درست ہے۔ فت ٦٠

خلاصۂ کلام: ——— صفحہ ۵۰ سے صفحہ ۶۴ تک مولانا کے پورے پندرہ صفحات کا خلاصہ یہ ہوا کہ جہاں اتباع خارج کے لئے حکم شارع موجود ہو اور اس کی تعمیل میں اتباع خارج کیا جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی جیسا کہ مذکورہ بالا جزئیات اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرنے میں بھی حکم شارع کی تعمیل پائی جاتی ہے کیونکہ مقتدی امام کی اتباع میں تکبیر تحریمہ کہتا ہے۔ رکوع و سجود کرتا ہے جس کا حکم شریعت کی طرف سے ہے یعنی اصل کلی اور تقاضائے قیاس تو یہی ہے کہ اتباع خارج سے نماز فاسد ہو جائے مگر استحسانا حکم شریعت کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ فالقیاس فساد الصلوٰۃ الا انا ترکناہ بالنص حیہ صـ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صورت میں بھی امام کی اتباع کا حکم موجود ہے اس لئے اس صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوگی

قیاس کی ایک بنیادی شرط: ——— یہ بات تو اصول الشاشی اور شرح وقایہ پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ جو بات خلاف قیاس ہو اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا

اصول الشاشی میں ہے۔

شروط صحة القیاس خمسة ۔۔۔۔ والثالث ان لا یکون المؤدی حکما لا یعقل معناہ ص

ملیہ میں ہے:

والمعدول بہ عن القیاس لا یقاس علیہ ص

ہاں اس کا فرد بن سکتا ہے۔ یا اس سے ملحق ہو سکتا ہے۔

رد المحتار میں ہے:

ان الحاق سنة الجمعة بسنة الظہر بدلیل المساوات فلا یضر کون القضاء فیہن علی خلاف القیاس لان الالحاق دلالة لا یختص بمعقول المعنی کما نص علیہ الامام ابن الہمام وغیرہ من الاعلام بل لقائل ان یقول ان سنة الجمعة من افراد سنة الظہر فلا الحاق فافہم ص ۲۴۳ ج ۱

مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ملحق بہ کی تمام خصوصیات یعنی مناط حکم پورے طور پر ملحق میں پایا جائے۔

کفایہ میں ہے:

ان المخصوص من القیاس بالنص یلحق بہ ما فی معناہ من کل وجہ ص ۵۰ ج ۱

بدائع الصنائع میں ہے:

لان جواز البناء ثبت معدولا بہ عن القیاس بالنص والاجماع وکل ما کان فی معنی المنصوص المجمع علیہ یلحق بہ والا فلا ص ۲۲ ج ۱

مبسوط میں ہے:

والمخصوص من القیاس بالنص لا یلحق بہ ما لیس فی معناہ من کل وجہ ص ۴۸ ج ۱

جیسے رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ نمازیوں کے قہقہہ لگانے کو خلاف قیاس استحساناً حکم شریعت کی وجہ سے ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ تو اس پر قیاس کر کے خارج نماز۔ یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت۔ یا نابالغوں کا خود رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگانے کو ناقض وضو نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح وضو پر قیاس کرتے ہوئے نقض غسل کا حکم نہیں دیا جا سکتا

ہاں تیمم مناط استحسان کی تمام خصوصیات میں وضو کی طرح ہے تو اس کو وضو سے ملحق کرکے اس کے ٹوٹنے کا حکم دیا جائیگا۔

شرح وقایہ میں ہے:

وقہقہۃ مصل بالغ یرکع ویسجد حتی لا ینقض الوضوء قہقہۃ الصبی و شرطہ ان یکون فی صلوۃ ذات رکوع وسجود حتی لو قہقہۃ فی صلوۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ لا ینقض الوضوء بل یبطل ما قہقہ فیہ انما شرط ما ذکر لان انتقاض الوضوء بہا ثبت بالحدیث علی خلاف القیاس فیقتصر علی موردہ ص۵۶

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

حاصلہ ان نقض الوضوء بالقہقہۃ مما لا مجال للقیاس فیہ وانما قلنا بہ لورود الحدیث وکل ما ثبت بخلاف القیاس لا یقاس علیہ غیرہ بل یقتصر علی موردہ ومورد الحدیث الذی نحن فیہ انما ہو صلاۃ البالغین ذات الرکوع والسجود فلا یتعدی حکم النقض الی خارج الصلوۃ ولا الی صلوۃ الجنازۃ و سجدۃ التلاوۃ ولا الی صلوۃ الصبی فان قلت فینبغی ان لا ینتقض بہا التیمم و لا الوضوء الذی فی ضمن الغسل کما لا ینتقض الغسل مع انہا تنقضہما کما فی جامع المضمرات والبزازیہ۔ قلت ہما ملحقان بالوضوء القصدی بطریق دلالۃ النص لا بطریق القیاس ص۵۶

کیا لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کو ان جزئیات پر قیاس کرنا درست ہے؟

اب آئیے ہم مسئلہ مبحوثہ میں نظر کریں کہ حدیث پاک اور جزئیات مذکورہ کی صورتوں میں اتباع خارج کے لئے حکم شارع تو موجود ہے جس کی وجہ سے ان صورتوں میں نمازیں درست ہیں مگر ان صورتوں میں نمازوں کی یہ درستگی خلاف قیاس حکم شریعت کی تعمیل میں استحسانا ہے

اس لئے ان صورتوں پر کسی دوسری صورت کو قیاس نہیں کیا جا سکتا —— البتہ فرد یا مناط الحاق موجود ہو تو الحاق ہو سکتا ہے۔ یعنی حکم شریعت موجود ہو تو نماز ہو سکتی ہے — اور یہ تو ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء حدیث پاک یا جزئیات مذکورہ میں بیان شدہ صورتوں میں سے کسی صورت کی فرد نہیں ہے۔ رہا الحاق تو اس کے لئے ہمیں پہلے یہ تلاش کرنا ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صورت میں حکم شرع بھی ہے یا نہیں کیونکہ حکم شرع موجود ہو تو اس کی تعمیل ہو سکے گی۔ اور الحاق کرنا درست ہوگا۔ لیکن اگر اس صورت میں حکم شرع ہی موجود نہ ہو تو تعمیل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ الحاق کرنا درست ہو سکے۔

ہاں! ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث پاک میں مقتدیوں کو امام کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر یہ اتباع، مقتدیوں کے تکبیر تحریمہ کہہ لینے کے بعد ہی ان پر لازم ہے تکبیر تحریمہ سے پہلے نہیں کیونکہ تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ لوگ مقتدی ہی نہیں ہیں کہ ان کا کوئی امام ہو اور ان کا اتباع ان لوگوں پر لازم ہو۔ اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر تکبیر تحریمہ کہی جائے تو امام کے اتباع کے طور پر حکم شرع کی تعمیل نہیں ہوگی۔ اور جب حکم شرع کی تعمیل نہیں ہوگی تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کو حدیث پاک اور ان جزئیات میں بیان شدہ صورتوں سے ملحق قرار دینا بھی قطعاً درست نہیں ہوگا — بلکہ اصل کلی کے تحت کہ اتباع خارج مفسد صلاۃ ہے نماز فاسد ہو جائے گی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مسبوق صرف سجدہ میں (امام کی) متابعت کرے نہ سلام میں اگر سلام میں قصداً متابعت کرے گا اگرچہ اپنے جہل سے یہی سمجھ کر کہ مجھے شرعاً سلام میں بھی اتباع امام چاہیئے تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ [۳۹۴]

تکبیر تحریمہ میں تلقن من الخارج :-

یہی وجہ ہے کہ علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں فرمایا ہے:

وکذا الحکم فی المبلغ ان قصد التبلیغ فقط فلا صلوٰۃ له ولا

مبلغ نے تکبیر کہتے وقت تحریمہ کی نیت نہیں کی صرف مقتدیوں کو اطلاع دینے کا قصد کیا تو مبلغ اور اس

لمن اخذ بقوله فی هذه الحالة لانه اقتدی بمن لیس فی صلوٰة کما فی فتاوی الغزی ص۲۴۳ ج۱

مبلغ کی آواز پر جو لوگ اقتداء کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں خارج کا اتباع ہوگیا۔ جیسا کہ فتاوی غزی میں ہے۔

حاشیہ درمختار میں فرمایا ہے:

وکذا المبلغ اذا قصد به التبلیغ فقط خالیا عن الاحرام فلا صلوٰة له ولا لمن یصلی بتبلیغه فی هذه الحالة لانه اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰة .... کذا فی فتاوی الغزی ووجهه ان تکبیرة الافتتاح شرط او رکن فلا بد فی تحققها من قصد الاحرام ای الدخول فی الصلوٰة .... ابو السعود عن القول التبلیغ فی حکم التبلیغ للسید الحموی ص۲۱۳ ج۱

پھر ارشاد فرمایا ہے:

لا بد ان یکون المبلغ دخل بذلك التکبیر فی الصلوٰة حتی لو تابعه واراد الدخول فی الصلوٰة والمبلغ لم یدخل بتکبیره فی الصلوٰة لا یصح اقتداء ه کما مر علی القول البلیغ ص۲۱۶ ج۱

علامہ ابن عابدین شامی نے تنبیہ ذوی الافہام میں فرمایا ہے:

وکذلك المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصد الاحرام فلا صلوٰة له ولا لمن یصلی بتبلیغه فی هذه الحالة لانه اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰة .... نقله الحموی عن فتاوی الشیخ محمد بن محمد الغزی الملقب بشیخ الشیوخ الخ ص۱۴۰ ج۱

پھر ارشاد فرمایا ہے:

فمن ذلك ان بعضهم یجهر بالتکبیر عند احرام الامام من

بہت سی جگہوں میں خرابی یہ ہوتی ہے کہ بعض حضرات امام کے تکبیر تحریمہ کہتے وقت تحریمہ کی نیت

غير قصد الاحرام ليعلم الناس
وربما يفعل ذلك وهو قاعد او
منحن ثم يدخل بعد ذلك
في صلوة الامام ولا شك حينئذٍ ان
من لم يكن قريبا من الامام
ياخذ من ذلك المبلغ فلا يصح
شروعه لانه لم يدخل بتكبيره
في الصلوة فيكون اقتداء بمن
لم يدخل في الصلوة وهو لا
يصح كما مر ومن ذلك ان
بعضهم يكون اعمى وهو
بعيد من الامام فيقعد
رجل الى جانب ذلك المبلغ
الاعمى ويعلمه بانتقالات
الامام والاعمى يرفع
صوته ليعلم المامومين
كما شاهدت ذلك في
مسجد دمشق وعلى هذا
تكون صلوة المبلغ فاسدة
لاخذه من الخارج وكذلك صلوة
من اخذ من ذلك المبلغ ص ۱۴۲ ج ۱

کے بغیر دوسروں کو سنانے کے لئے بلند آواز سے
تکبیر کہہ دیتے ہیں۔ اور ایسا اوقات تو بیٹھے بیٹھے
یا جھک کر ہی ایسا کر گزرتے ہیں پھر اس کے بعد
امام کی نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ اس صورت
میں جو لوگ امام سے قریب نہیں ہوتے ہیں۔ وہ
یقینی طور پر ایسے ہی لوگوں کی تکبیر سن کر تحریمہ
باندھ لیتے ہیں اس لئے ان لوگوں کی اقتدار ہی
صحیح نہیں ہو پاتی ہے کیونکہ شامل نماز کی تکبیر
سن کر اقتدار نہیں کی گئی خارج نماز کا اتباع کیا
جو مفسد صلاۃ ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے
ایک خرابی یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض نابینا مبلغ امام
سے دور کی صف میں ہوتا ہے اور کوئی شخص اس
نابینا مبلغ کے قریب بیٹھ کر اس کو امام کے انتقالات
کی خبر دیتا جاتا ہے اور نابینا مبلغ اس کے بتانے
پر دوسرے مقتدیوں تک آواز پہونچانے کے
لئے بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے اس صورت میں
خارج سے تلقین کی بنا پر اس نابینا مبلغ اور جو لوگ
اس نابینا مبلغ کی تکبیر پر انتقالات کرتے ہیں سب
کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے
بھی بیان کر چکے ہیں۔ یہ خرابی میں نے دمشق کی
مسجد میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔

ردالمحتار میں ہے

وکذلک المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیًا عن قصد الاحرام فلا صلوٰۃ له ولا لمن یصلی بتبلیغه فی هذه الحالة لانه اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰۃ فان قصد بتبلیغه الاحرام مع التبلیغ للمصلین فذلک هو المقصود منه شرعًا کذا فی فتاوی الشیخ محمد بن محمد الغزی الملقب بشیخ الشیوخ ووجهه ان تکبیرۃ الافتتاح شرط او رکن فلابد فی تحققها من قصد الاحرام ای الدخول فی الصلوٰۃ ص۳۱۹ ج۱

مبلغ نے تکبیر کہتے وقت تحریمہ کی نیت نہیں کی صرف مقتدیوں کو اطلاع دینے کا قصد کیا تو اس مبلغ کی آواز پر جو لوگ اقتدار کریں گے کسی کی نماز نہ ہو گی، کیونکہ اس صورت میں خارج کا اتباع ہو گیا۔ اگر تحریمہ کے لئے تکبیر کہی اور مقتدیوں کو اطلاع دینے کے لئے آواز بلند کی تو اس سے شرعًا یہی مقصود ہے۔ شیخ الشیوخ علامہ محمد بن محمد غزی کے فتاوٰی میں یہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ شرط یا رکن ہے تو اس کے تحقیق کے لئے تحریمہ یعنی نماز میں داخل ہونے کی نیت ضروری ہے

مگر افسوس ہے کہ شیخ الشیوخ علامہ غزی کا یہ ارشاد، جسے علامہ حموی نے نقل فرما کر تو ثیق کی ہے علامہ ابو مسعود نے حواشی مسکین میں مقرر رکھا ہے، علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں ایک جگہ اور حاشیہ در مختار میں دو جگہ، پھر علامہ شامی نے ردالمحتار میں ایک جگہ اور رسالہ تنبیہ ذوی الافہام میں متعدد جگہ بار بار نقل کر کے اس سے استدلال کیا ہے، اس ارشاد کو رد کرنے کے لئے مولانا نظام الدین صاحب نے اصول فقہ، فقہ اور افتاء کے ضابطوں کو نظر انداز کر کے ارشاد فرمایا ہے۔

> لاؤڈ اسپیکر پر اقتدار کو تلقن من الخارج کہا جائے یا اتباع خارج اس کے ناجائز ہونے کے ثبوت میں شامی کا جو جزیہ پیش کیا گیا ہے وہ صرف ایک متاخر عالم کا قول ہے تو اسی نوع کے مذہب کے ایک صریح جزیہ سے منقوض ہے۔ خود علامہ شامی نے اپنے رسالہ تنبیہ ذوی الافہام میں اس کا انکشاف کیا ہے رقمطراز ہیں۔
>
> والمصوح به ان الاجابة بالراس لا بأس بها ولم ار من صرح بخصوص مسئلتنا سوی ما مرّ عن الحموی وهذا الفرع اشبه بها من غیره لان الاجابة فیهما بالفعل
>
> نمازی سے کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے سر کے اشارے سے جواب دے دیا

تو مذہب کی صراحت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں۔ نماز فاسد نہ ہوگی۔
اور ہمارے درج بالا مسئلہ میں تو اتباع خارج کو مفسد نماز قرار دیا ہے کیونکہ
کی صراحت میں نے نقل نمونی کے علاوہ کسی سے بھی نہیں دیکھی اور وہ قیاس بھی مستند
اتباع قولی کے جزئیات کے بہ نسبت اجابت بالاس واقعہ کے ساتھ زیادہ
مشابہ ہے اس لیے کہ دونوں میں اتباع فعلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تو دونوں
جگہ اتباع خارج جائز اور نماز درست ہونی چاہیے۔ ملخصاً

حسن ظن سے کام لیا جائے تو کہنا ہوگا کہ مولانا نے رسالہ تنبیہ ذوی الافہام کی عبارت کو
سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یا پھر دیدہ و دانستہ انہوں نے قارئین کو غلطی میں ڈالا ہے۔ ... ہے
ہے کہ تنبیہ ذوی الافہام کی پوری عبارت نقل نہیں کی صرف آخر سے ایک ٹکڑے کو نقل کر کے
اپنے مزعوم کے مطابق عبارت کا ترجمہ کر ڈالا جو سیاق و سباق کی روشنی میں غلط ہے۔ تنبیہ
ذوی الافہام کی پوری عبارت یہ ہے۔

علم اولاً ان الامام اذا کبر
للافتتاح فلا بد لصحة صلوٰته
من قصده بالتكبير الاحرام والا
فلا صلوٰة له اذا قصد الاعلام
فان جمع بين الامرين بان قصد
الاحرام والاعلان للاعلام فذلك
هو المطلوب منه شرعاً وكذلك
المبلغ اذا قصد التبليغ فقط
خالياً عن قصد الاحرام فلا صلوٰة له ولا
لمن يصلي بتبليغه في هذه الحالة لان
اقتداء بمن لم يدخل في الصلوٰة
فان قصد بتكبيرة الاحرام مع
التبليغ للمصلين ذلك هو
المقصود منه شرعاً نقله

پہلے یہ بات جان لیجیے کہ نماز درست
ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت
امام تحریمہ کی نیت کرے اور صرف مقتدیوں
کی اطلاع کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہہ دی تو
ابھی تحریمہ کی نیت نہیں کی ہے۔ تو نماز نہیں ہوئی
ہاں تکبیر سے تحریمہ کی نیت کی اور ساتھ ہی بلند آواز
سے مقتدیوں کو اطلاع پہنچانے کا قصد کیا تو
صحیح ہے کیونکہ شریعت کی طرف سے یہی حکم
ہے۔ اسی طرح مبلغ کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ اگر
مبلغ نے تکبیر کہتے وقت تحریمہ کی نیت نہیں کی صرف
مقتدیوں کو اطلاع دینے کا قصد کیا تو اس مبلغ کی اور
جو لوگ اس مبلغ کی آواز پر اقتدا کریں گے۔ ان
کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ

الحموی عن فتاوی الشیخ محمد بن محمد الغزی الملقب بشیخ الشیوخ ثم قال و تحقیق ما قاله ان تکبیر الافتتاح شرط او رکن علی الخلاف فی ذلك فلا بد فی تحققها من قصده بها الاحرام ای الدخول فی الصلوٰۃ انتہی۔ و المراد بقول الغزی لانه اقتداء الخ ای اتباع صوت المکبر لا الاقتداء الحقیقی کما توهمه بعض المتأخرین والظاهر ان علۃ فساد من یصلی بتبلیغه اجابته لغیر المصلی و یمکن ان یکون المراد بالاقتداء ذلك و فی البحر عن القنیۃ مسجد کبیر یجهر المؤذن فیه بالتکبیرات فدخل فیه رجل نادی المؤذن ان یجهر بالتکبیر و رکع الامام للحال فجهر المؤذن للتکبیر فان قصد جوابه فسدت صلوته و کذا لو قال

اس صورت میں خارج نماز کا اتباع ہو گیا۔ ہاں تکبیر تحریمہ کی نیت کے ساتھ دوسرے مقتدیوں تک آواز پہونچانے کا بھی قصد کرے تو صحیح ہے کیونکہ تحریمہ کی طرف سے وہ اسی پر مامور ہے۔ علامہ سید حموی نے شیخ الشیوخ محمد بن محمد غزی کے فتاوی سے اپنی کتاب میں اس مسئلہ کو نقل کر کے فرمایا ہے اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ شرط ہے یا رکن ہے اس لئے اس تکبیر سے تحریمہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ علامہ غزی کا ارشاد "خارج نماز کی اقتداء" سے مراد اس خارج نماز مکبر کی آواز سن کر اقتداء کرنا ہے حقیقۃً اس کی اقتداء کرنا مراد نہیں جیسا کہ بعض متاخرین کو اس سے دھوکا ہوا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس مبلغ کی آواز پر اقتداء کرنے والے مقتدیوں کی نماز فاسد ہونے کی علت خارج نماز کی بات پر عمل کرنا ہے۔ اور ممکن ہے علامہ غزی کے "خارج نماز کی اقتداء" فرمانے کا یہی مطلب ہو۔

بحر الرائق میں قنیہ کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ کسی بڑی مسجد میں جماعت ہو رہی تھی مکبر تکبیروں کو بلند آواز سے کہہ رہا تھا ایک شخص نے مسجد میں داخل ہوتے ہی مکبر کو پکارا کہ بلند آواز سے تکبیر کہنا اتنے میں امام رکوع میں چلا گیا اور مکبر نے اس شخص کے کہنے پر بلند آواز سے تکبیر کہی تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ یونہی امام نے جب قرأت

عند ختم الامام قراءته صدق الله وصدق الرسول وكذا اذا ذكر في التشهد الشهادتين عند ذكر المؤذن الشهادتين تفسد ان قصد الاجابة انتهى وسياتي من هذا النوع مزيد فروع ومثاله ما اذا امتثل امر غيره فلو قال للمصلي تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فتجانب المصلي توسعة له فسدت صلوته فينبغي ان يمكث ساعة ثم يتقدم برأيه كذا في القهستاني عن الزاهدي ونقله في الدر المختار جازما به في موضعين وتوقف في موضع آخر بناء على ما جزم به الشرنبلالي من عدم الفساد لكن نقل الفساد الشيخ ابراهيم الحلبي في شرح المنية عن كتاب التجنيس واقره ونقل عن ذلك الكتاب ان الاجابة بالرأس او باليد مثله لكن قال وقد يفرق بانها ليس فيها امتثال امر انتهى

ختم کی کسی نے صدق اللہ وصدق الرسول کہہ دیا تو اس کی بھی نماز فاسد ہو گئی۔ ایسے ہی کوئی شخص نماز میں التحیات پڑھ رہا تھا کہ اذان ہونے لگی جب موذن شہادتین کہنے لگا۔ یہ بھی تشہد پڑھ رہا ہو جواب کے ارادے سے شہادتین کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس طرح کے جزئیات اور بھی ہیں ایسے ہی وہ صورت بھی ہے جب نمازی خارج نماز کی بات پر عمل کرے چنانچہ قہستانی میں زاہدی کے حوالہ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے نمازی سے آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ اس پر وہ آگے بڑھ گیا یا کوئی شخص صف میں داخل ہوا۔ اور نمازی نے اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ صاحب در مختار نے یہ مسئلہ درمختار میں دو جگہ بالجزم نقل کیا ہے اور ایک جگہ علامہ شرنبلالی کے عدم فساد پر جزم فرمانے کی وجہ سے فساد کا حکم لگانے میں توقف کیا ہے مگر علامہ ابراہیم حلبی نے شرح منیہ میں کتاب التجنیس ہی کے حوالہ سے یہ مسئلہ کہ سر یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دینا بھی کسی کے کہنے پر آگے بڑھ جانے یا جگہ کشادہ کر دینے کی طرح ہے نقل کر کے یہ فرمایا ہے کہ سر یا ہاتھ سے جواب دینے اور کسی کے کہنے پر آگے بڑھ جانے یا جگہ کشادہ کر دینے میں فرق ہے کیونکہ ہاتھ یا سر سے جواب دینے میں خارج نماز کی بات ماننے کی صورت متحقق نہیں

والمصرح به ان الاجابة بالرأس لا بأس بها و لم ار من صرح بخصوص مسئلتنا سواء ما مر عن الحموی و هذا الفرع اشبه بها من غیره لان الاجابة فیهما بالفعل و الله تعالیٰ اعلم

ہے۔ انتھی۔ بخصوص فقہاء میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سر سے جواب دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور شیخ الشیوخ کے فتاوی سے علامہ حموی کا نقل کردہ جزئیہ کی صراحت کسی اور نے بھی کی ہو اگرچہ میری نظر میں نہیں مگر یہ مختلف فیہ مسئلہ کہ آگے بڑھنے میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں سر سے جواب دینے والے مسئلے سے زیادہ مشابہ ہے کیونکہ دونوں ہی صورتوں میں اجابت فعلی ہے

تنبیہ ذوی الافہام کی اس عبارت کا صحیح مطلب:- اس عبارت میں پہلے علامہ حموی کے حوالہ سے شیخ الشیوخ کا یہ فتویٰ نقل کیا گیا ہے کہ خارج نماز کی آواز پر تکبیر تحریمہ کہے تو نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ خارج نماز کا اتباع ہوگیا۔ پھر حموی ہی کے حوالہ سے اس کی وجہ بیان کی گئی ہے اس کے بعد اقتدا بغیر المصلی کی مراد واضح کرکے اس کے مفسد ہونے کی توجیہ کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس میں چونکہ خارج نماز کی بات پر عمل کرنا پایا جاتا ہے اس لئے نماز نہیں ہوگی۔ پھر بحر الرائق سے بحوالہ قنیہ حسب ذیل مسئلے نقل کیے گئے ہیں۔ (۱) کسی بڑی مسجد میں جماعت ہو رہی تھی مکبر تکبیروں کو بلند آواز سے کہہ رہا تھا ایک شخص نے مسجد میں داخل ہوتے ہی مکبر کو پکارا کہ بلند آواز سے تکبیر کہنا، اتنے میں امام رکوع میں چلا گیا اور مکبر نے اس شخص کے کہنے پر بلند آواز سے تکبیر کہی۔ تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (۲) امام نے جب قرأت ختم کی، کسی نے صدق اللہ وصدق الرسول کہہ دیا، تو اس کی بھی نماز فاسد ہوگئی (۳) کوئی شخص نماز میں التحیات پڑھ رہا تھا کہ اذان ہونے لگی جب مؤذن شہادتین کہنے لگا یہ بھی تشہد پہ پہونچا اور جواب کے خیال سے شہادتین کہا، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

پھر ان تینوں مسئلوں کو نقل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اس طرح کے مزید جزئیات آرہے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ایسی ہی وہ صورت بھی ہے جب نمازی نماز میں خارج نماز کی بات پر عمل کرے چنانچہ قہستانی میں زاہدی کے حوالہ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے نمازی سے آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ اس پر وہ آگے بڑھ گیا یا کوئی شخص صف میں داخل ہوا اور نمازی نے اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس کے بعد یہ فرمایا ہے کہ صاحب درمختار نے یہ مسئلہ درمختار میں دو جگہ بالجزم نقل کیا ہے اور ایک جگہ علامہ شرنبلالی کے عدم فساد پر جزم فرمانے کی وجہ سے فساد کا حکم لگانے میں توقف کیا ہے۔ مگر علامہ حلبی نے شرح منیہ میں کتاب التجنیس کے حوالہ سے فساد کا حکم نقل کر کے ثابت رکھا ہے۔ نیز کتاب التجنیس ہی کے حوالہ سے یہ مسئلہ کہ سر یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دینا بھی کسی کے کہنے پر آگے بڑھ جانے یا جگہ کشادہ کر دینے کی طرح ہے۔ نقل کر کے یہ فرمایا ہے کہ سر یا ہاتھ سے جواب دینے اور کسی کے کہنے پر آگے بڑھ جانے یا جگہ کشادہ کر دینے میں فرق ہے کیونکہ ہاتھ یا سر سے جواب دینے میں خارج نماز کی بات ماننے کی صورت متحقق نہیں ہے۔

اب پھر علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ نصوص فقہاء میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سر سے جواب دینے میں کوئی حرج نہیں اور شیخ الشیوخ کے فتاویٰ سے علامہ حموی کا نقل کردہ جزئیہ کہ خارج نماز کے بتانے سے تحریمہ باندھنے پر نماز نہیں ہوگی۔ اس کی صراحت کسی اور نے بھی کی ہو اگرچہ میری نظر میں نہیں مگر آگے بڑھنے جگہ کشادہ کر دینے والے مختلف فیہ مسئلہ کو جس طرح سر سے جواب دینے والے مسئلہ سے مشابہت ہے اسی طرح دوسرے کے کہنے پر تحریمہ باندھنے والے مسئلہ سے بھی مشابہت ہے کیونکہ بات ماننا دونوں ہی صورتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہاں غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ آگے بڑھنے اور جگہ کشادہ کر دینے والے مختلف فیہ مسئلہ کو تحریمہ والے مسئلہ کی بہ نسبت سر سے جواب دینے والے منصوص و مصرح مسئلہ سے زیادہ مشابہت ہے کیونکہ آگے بڑھنے یا جگہ کشادہ کرنے اور سر سے جواب دینے، دونوں ہی صورتوں میں اجابت فعلی ہے

جب کہ تحریمہ والے مسئلہ میں اجابت قولی ہے۔ کیونکہ پہلی دونوں صورتوں میں نمازی فعل تو انجام دیتا
ہے مگر زبان سے کچھ نہیں کہتا اس لیے ان دونوں صورتوں کا حکم ایک ہوگا۔ یعنی جس طرح سر سے جواب
دینے میں استحساناً نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح آگے بڑھنے جگہ کشادہ کرنے کی صورت میں بھی استحساناً نماز
فاسد نہیں ہوگی بخلاف تحریمہ والے مسئلہ کے کیونکہ اس صورت میں خارج نماز کے بتانے کے مطابق
زبان سے تکبیر تحریمہ بھی کہتا ہے۔ اس لیے اس کا حکم ان دونوں مسئلوں کے حکم سے جداگانہ ہوگا۔ یعنی
قیاس اور اصل کلی کے مطابق نماز فاسد ہوگی۔
لفظ ھٰذا الفرع سے علامہ شامی کی مراد سیاق وسباق کی روشنی میں آگے بڑھنے اور
جگہ کشادہ کر دینے کا مسئلہ ہے۔ مگر مولانا نظام الدین صاحب تکبیر تحریمہ والا مسئلہ سمجھ گئے۔
اگر مولانا کی سمجھ کے مطابق لفظ ھٰذا الفرع سے مراد تحریمہ والا مسئلہ ہو تو لازم آئیگا کہ سر سے
جواب دینے کی طرح تحریمہ باندھنے میں بھی اجابت قولی نہ ہو صرف اجابت فعلی ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ
علامہ شامی کی تو بڑی شان ہے کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ
آدمی دوسرے کے بتانے پر زبان سے تکبیر تحریمہ کہہ رہا ہے۔ مگر پھر بھی اجابت قولی نہیں صرف
اجابت فعلی ہو رہی ہے۔
علاوہ ازیں ہم ابھی لکھ آئے ہیں کہ علامہ شامی نے رد المحتار میں جزئیہ نقل فرمایا ہے اور
اس رسالہ میں علامہ حموی کے حوالہ سے اس کی توجیہ بھی نقل کی ہے پھر اس میں مذکور لفظ "اقتداء" کی
مراد بیان کرکے اس صورت میں نماز فاسد ہونے کی علت بھی بتائی ہے — مزید برآں اسی رسالہ
میں تقریباً دو صفحہ کے بعد سے پھر اسی حکم کو شدومد سے بار بار دہرایا ہے۔ جس سے واضح طور پر ثابت
ہو جاتا ہے کہ شیخ الشیوخ علامہ حموی، علامہ ابو سعود، علامہ طحطاوی کی طرح ان کے نزدیک بھی
یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے۔ انہوں نے "لم اڑہ" کہہ کر اس کو ضعیف اور منقوض نہیں بتایا ہے بلکہ صرف
اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ جزئیہ صریح لفظوں میں اس کے علاوہ اور کہیں ان کی نظر سے نہیں
گذرا ہے۔

سه وفي الذخيرة لا بأس للمصلي ان يجيب المتكلم برأسه لما ورد الاثر عن عائشة
حاشية الشلبي على التبيين ص١٥٥ ج ١

مولانا نظام الدین صاحب نے خارج نماز کے صرف قولی اتباع کو اتباع من الخارج
بتایا ہے اور اسی کو مفسد صلاۃ قرار دیا ہے۔ فعلی اتباع کو تلقن من الخارج اور مفسد نماز نہیں بتایا ہے
اور حوالہ میں فتح القدیر ص ۳۵۱/۱ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

المفسد التلقن المقترن بقول
ماتلقنه

مکتوب سے جو کچھ ہے اسے زبان سے
ادا کرتا تو تلقن ہوتا اور نماز فاسد ہوتی

اسی طرح عنایہ ص ۳۵۱/۱ کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے:

کالتلقن من غيره فی تحصیل مالیس بحاصل
عنده والتلقن مفسد لا محالة

جو بات پہلے سے حاصل نہ ہو اسے کسی سے حاصل
کر کے عمل کرنا تلقن اور مفسد نماز ہے۔

عنایہ کی یہ عبارت تو مولانا کے مدعا کی معارض ہے کیونکہ اس میں قولی کی قید نہیں بلکہ مطلقاً تلقن کا ذکر ہے ـــــ ہاں بظاہر فتح القدیر کی عبارت سے ان کے مدعا کا وہم ہوتا ہے مگر معروضات پر غور فرمائیں تو واضح ہوگا کہ صاحب فتح القدیر کی اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ فعلی اتباع مفسد نماز نہیں، صرف قولی اتباع ہی مفسد نماز ہے۔ اس لئے کہ صاحب فتح القدیر علامہ ابن ہمام نے یہاں قولی اتباع کو مفسد نماز بتایا ہے فعلی اتباع کے مفسد نماز ہونے کی نفی نہیں کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایسے لوگوں کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے جو یہ کہتے تھے کہ حالت نماز میں کہیں لکھے ہوئے حروف کو دیکھ کر سمجھ لے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ حروف کا دیکھنا اور سمجھنا تلقن من الخارج ہے ـــــ اس پر صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ تلقن من الخارج نہیں ہے کیونکہ تلقن من الخارج مفسد صلاۃ اس وقت ہوتا جب نمازی ان لکھے ہوئے کلمات کو زبان سے ادا کرتا۔ زبان سے ادا کیے بغیر صرف دیکھنا اور سمجھ لینا تلقن من الخارج اور مفسد نماز نہیں ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

وقولهم " لانه تلقن " غلط
اذ المفسد التلقن المتلون بقول
ماتلقنه المفسد وهو منتف ص ۳۱۵/۱

ان حضرات کا اس کو تلقن کہنا غلط ہے۔
کیونکہ مکتوب سے جو سمجھا ہے اسے زبان سے
ادا کرتا تو تلقن ہوتا اور نماز فاسد ہوتی

یہی وجہ ہے کہ اس سے پہلے ارشاد فرمایا:

فان فعل الخارج او انہ تلقن من خارج وھو المناط فی الاصل فقط فی الفساد بل المؤثر فعل من فی الصلوٰۃ ولیس منہ الا التلقن اثر لہ

خلاصہ:۔ تو معلوم ہوا کہ تلقن من الخارج چاہے اتباع قولی کی صورت میں ہو یا اتباع فعلی کی صورت میں بہرحال مفسد صلاۃ ہے۔ ہاں جس صورت میں حکم شریعت کی بجاآوری میں تلقن من الخارج پایا جائے اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی جیسا کہ مولینا نے بھی امام احمد رضا کے حوالے سے نقل کیا ہے:

> تحقیق منقح یہ ہے اس مسئلہ میں کہ نماز میں جس طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے سوا دوسرے سے کلام کرنا مفسد ہے یوں ہی اللہ و رسول کے سوا کسی کا کہنا ماننا جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم پس اگر ایک شخص نے کسی نمازی کو پیچھے کھینچا یا آگے بڑھنے کو کہا اور وہ اس کا حکم مان کر ہٹا نماز جاتی رہی اگرچہ یہ حکم دینے والا نیت باندھ چکا ہو اور اگر اس کے حکم سے کام نہ رکھا بلکہ مسئلہ شرعیہ کے لحاظ سے حرکت کی تو نماز میں کچھ خلل نہیں اگرچہ اس کہنے والے نے نیت نہ باندھی ہو قال ط لو قیل بالتفصیل بین کونہ امتثل امر الشارع فلا تفسد وبین کونہ امتثل امر الداخل مراۃ لخاطرہ من غیر نظر لامر الشارع نتفسد لکان حسنا اھ ما فی رد المحتار ملتقطا اقول وھذا التفصیل کما تریٰ من الحسن بمکان بل ھو المحمل بکلمات العلماء وبہ یحصل التوفیق وباللہ التوفیق ص ۵۸،۵۹

پھر مولانا نے بخاری شریف کے حوالہ سے حدیث قبا

عن عبد اللہ ابن عمر قال بین الناس بقبا فی صلوٰۃ الصبح اذ جاءھم آت فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مقام قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ عین اسی حالت میں ایک شخص نے آکر یہ خبر دی کہ آج کی شب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قد انزل علیہ اللیلة القرآن وقد امر ان یستقبل القبلہ فاستقبلوھا وکانت وجوھھم الی الشام فاستداروا الی الکعبة

پر قرآن پاک میں یہ حکم نازل ہوا ہے کہ وہ نماز میں کعبہ کا استقبال کریں تو ان لوگوں نے بھی کعبہ کا نماز میں ہی استقبال کرلیا ان کے چہرے شام کی طرف سے تو وہ لوگ کعبہ کی طرف گھوم گئے ۔ صـ ۵

اور عمدة الباری و فتح الباری کے حوالہ سے خارج نماز آدمی کے کلام کو غور سے سننے کے سلسلہ میں ان کی یہ عبارت نقل کی ہے ۔

وفیہ جواز تعلیم من لیس فی الصلوٰة من ھو فیھا وفیہ استماع المصلی لکلام من لیس فی الصلوٰة لایضر صلوٰتہ ھکذا استنبطہ الطحاوی منہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں نہ ہو اسے نمازی کو خبر و اطلاع دینا جائز ہے اور یہ کہ نمازی کا خارج نماز آدمی کے کلام کو غور سے سنا نماز کو فاسد نہ کرے گا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے اسی طرح استنباط کیا ہے۔ صـ ۵

اور فرمایا ہے :

احادیث مبارکہ اور فقہاء احناف کی تصریحات اس امر کی شاہد عدل ہیں کہ نماز میں خارج عن الصلوٰة کا اتباع جائز ہے صـ ۵

بھلا بتائیے عمدة القاری اور فتح الباری میں یہ کہاں ہے کہ خارج نماز کا اتباع جائز ہے صاحب عمدة القاری علامہ بدر الدین عینی اور صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی تو صرف یہ فرماتے ہیں کہ نمازی کا خارج نماز شخص کے کلام کو غور سے سننا مفسد صلوٰة نہیں ہے ـــ تو کیا غور سے سننے کا معنی ہی مولینا کے نزدیک اتباع خارج ہے ؟ یا خارج نماز شخص کی بات سن کر اس کے مطابق عمل کرنے کو اتباع خارج کہیں گے ۔ اگر سننے کے بعد عمل کرنے کا نام اتباع خارج ہے۔ تو عمدة القاری اور فتح الباری کی عبارتوں میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں ـــ ہاں حدیث پاک سے ضرور یہ مفہوم ہوتا ہے کہ خارج کا اتباع فعل مفسد صلاة نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اس نماز میں صرف اپنا رخ ہی جانب کعبہ کی طرف

نہیں کر لیا تھا بلکہ انھیں چلنا پھرنا بہت سے اعمال کرنا پڑے تھے جیسا کہ تو د مولینا نظام الدین صاحب نے بھی لکھا ہے

[وہ فوراً جہت قدس سے جہت کعبہ کی طرف گھوم گئے اس کیلئے انہیں نماز میں کافی عمل کثیر کرنا پڑا ہے]

اور صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی شارح مؤطا علامہ زرقانی محشی علامہ عبدالحی لکھنوی علیہم الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ سب سے پچھلی صف میں عورتیں تھیں تو وہ امام کی جگہ چلی گئیں امام ان کی جگہ آئے مردوں کی صفوں نے رخ پھیر لیا۔

قلت و تصویرہ ان الامام تحول من مکانہ فی مقدم المسجد الی مؤخر المسجد لان من استقبل الکعبۃ استدبر بیت المقدس وھو لودار کما ھو فی مکانہ لم یکن خلفہ مکان یسع الصفوف ولما تحول الامام تحولت الرجال حتی ساروا خلفہ و تحول النساء حتی صرن خلف الرجال وھذا یستدعی عملا کثیرا فی الصلوٰۃ (فتح الباری ص ج ۱)

لہٰذا میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں یہ کہہ کر گذر جاؤں کہ مولینا موصوف جب اس حدیث سے اتباع فعلی کو جائز قرار دے رہے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ عمل کثیر کو بھی جائز قرار دیں اگر عمل کثیر کو مفسد سمجھ رہے ہیں تو اتباع فعلی کو بھی مفسد سمجھیں کیونکہ جس حدیث سے اتباع فعلی کا جواز مفہوم ہو رہا ہے اسی حدیث سے عمل کثیر کا غیر مفسد ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے لیکن میں ایسا نہیں کر کے اپنے دوسرے مقالہ میں دیئے گئے جواب کو نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں — وہ یہ کہ

"اتباع فعلی ہو یا عمل کثیر دونوں ہی مفسد صلاۃ ہیں لیکن حدیث اہل قبا میں ضرورت و استحسان کی وجہ سے مفسد صلاۃ قرار نہیں دیا گیا ہے کیوں کہ اگر اس کے مطابق عمل نہ کرتے تو دانستہ غیر قبلہ کی طرف نماز ہوتی — اور عمل کرتے تو نماز فاسد ہوتی — الغرض نماز کو بطلان سے بچانے کی کوئی صورت نہ تھی حالاں کہ اب تک انھوں نے جو نماز پڑھی تھی وہ حکم شرع کے مطابق صحیح ہوئی تھی جس کو بچانے کے لئے ضروری تھا کہ یا تو دانستہ غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھے

لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے لئے ایسی کوئی مجبوری نہیں کیونکہ مکبر کا تقرر ہو سکتا ہے"

رہتے یا پھر تلقن من الخارج اور عمل کثیر کر لیتے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تلقن من الخارج اور عمل کثیر کر لیا تو اگرچہ یہ تلقن من الخارج اور عمل کثیر فی نفسہ مفسد نماز ہے مگر چونکہ یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ خارج نماز شخص نے صحابۂ کرام کو تلقین نہیں کی تھی بلکہ امر شارع فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے آگاہ کیا تھا جس میں ہر نمازی کو خانۂ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو یہ حکم اہل قبا کے لئے بھی ہوا اور اہل قبا اس حکم خداوندی کی بجاآوری میں گھوم گئے تھے جس میں عمل کثیر بھی کرنا پڑا تھا اس لئے ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی تھی۔ تعلیق[عہ] المجد ماز رقانی اور فتح الباری میں ہے۔

یحتمل ان یکون اغتفر الامر المذکور من اجل المصلحۃ المذکورۃ ص۲۰۳ ج۱ "

جیسے کسی کو نماز کی حالت میں حدث ہوجائے تو اگرچہ وضو کے لئے جانے آنے میں قبلہ سے انحراف بھی ہوگا اور عمل کثیر بھی پایا جائے گا مگر اس کے باوجود حکم شرع موجود ہے تو اس کی تعمیل کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اختیار ہوگا کہ وہ اسی نماز پر بنا کر کے بقیہ نماز پوری کرے۔

قدوری میں ہے: ان سبقہ الحدث انصرف وتوضا وبنی علی صلوتہ ص۳۰

جوہرنیرہ میں ہے:

واذا انصرف یباح لہ المشی والاغتراف من الاناء و الانحراف عن القبلۃ الخ ص۶۳ ج۱

اور جیسے کسی کو نماز کی حالت میں پکارا جائے اور نمازی اسے اطلاع دینے کی غرض سے باآواز بلند قرأت کرے یا تکبیر و تسبیح پڑھ دے تو اگرچہ تکلم پایا گیا مگر اس کے باوجود حکم شرع موجود ہے تو اس کی تعمیل کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

غنیہ میں ہے: لو تصدا علامہ انہ فی الصلوۃ لا تفسد ص۴۱۶

عہ دوسرا مقالہ لکھتے وقت تک یہ عبارت میری نظر سے نہیں گذری تھی الحمد للہ کہ بعد کے مطالعہ سے تائید و توثیق حاصل ہوگئی ۱۲

ان صورتوں میں چونکہ خلاف قیاس استحساناً نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اس لئے ان پر قیاس کرکے دوسری صورتوں میں بھی تلقن من الخارج اور عمل کثیر کو جائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ رہا مولینا کا یہ فرمانا کہ:

> حدیث اہل قبا منسوخ ہوتی یا احتمال نسخ کی وجہ سے کم از کم ناقابل حجت ہوتی تو اس حدیث سے تحری قبلہ کے مسائل پر علماء کرام ہرگز استناد نہیں کرتے اور ائمہ عظام وفقہائے اسلام کا ایسی حدیث سے استدلال پر قطعاً یقیناً اجماع منعقد نہیں ہوتا اور جب یہ حدیث غیر منسوخ ولائق استناد ہے تو لازمی طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ اس باب میں اتباع خارج کے جواز اور اسکے غیر مفسد نماز ہونے پر اجماع ہے فللہ الحمد ص۵۵

تو عرض کردوں گا کہ اجماع بیشک قائم ہے مگر اس سلسلہ میں نہیں کہ مطلق تلقن من الخارج یا عمل کثیر غیر مفسد نماز ہے بلکہ اس سلسلہ میں اجماع ہے کہ بعینہ وہی صورت پیش آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی یعنی مشتبہ القبلہ تحری کرکے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو پھر بعد میں علم ہوجائے تو جس طرح صحابۂ کرام متوجہ الی القبلہ ہوگئے تھے اسی طرح آج وہ متوجہ الی القبلہ ہوجائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی جیسے بعض حضرات نے ایک موقع پر نماز کی حالت میں قہقہہ لگاکر ہنس دیا تھا تو خلاف قیاس استحساناً اس ہنسنے کو ناقض وضو قرار دیا گیا تھا تو اگر آج بھی کوئی اسی طرح کی نماز میں قہقہہ لگاکر ہنس دے تو اس کے لئے بھی نقض وضو کا حکم ہوگا لیکن اس پر قیاس کرکے نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگانے پر نقض وضو کا حکم نہیں دیا جائے گا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ہم اس پر تفصیلی گفتگو کرچکے ہیں۔

اب لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں غور کیجئے تو بات واضح ہوجائے گی کہ اس کو حدیث اہل قبا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا فلم یکن فی معنی مورد النص والاجماع فیبقی علی اصل القیاس بدائع صنائع ص۲۲۱ ج۱

ص وکان القیاس ان تفسد صلوتہ فی ما اذا اراد بہ الاعلام ایضا لکنا ترکناہ بقولہ علیہ السلام من نابہ شئی فی صلاتہ فلیسبح فلا یقاس علیہ غیرہ (تبیین الحقائق ص۱۵۸ ج۱)

رہا الحاق کرنا تو یہ بھی ممکن نہیں کیوں کہ مناط الحاق میں اتحاد نہیں ہے یعنی حدیث اہل قبا میں حکم شریعت کی تعمیل کی وجہ سے نماز کی صحت کا حکم دیا گیا ہے اور لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں حکم شریعت ہی موجود نہیں ہے جس کی تعمیل کی وجہ سے نماز کی صحت کا حکم دیا جا سکے

جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے اس روشن ارشاد اور واضح منطقی قیاس کو رد کرنے کے لیے مولینا نظام الدین صاحب نے جو اعتراضات کئے تھے اور بے محل عبارتیں اور نظیریں پیش کی تھیں سب اصول فقہ سے ناواقفی کا نتیجہ تھیں۔ الحمد للہ کہ ہماری ان معروضات سے ان کے سارے اعتراضات کے تار و پود بکھر گئے اور حضور مفتی اعظم ہند کے روشن ارشاد اور واضح منطقی قیاس کا استحکام ظاہر ہو گیا۔

اس فقیر رضوی کے علاوہ شرعی بورڈ اور نمائندہ مجلس کے ایک اہم ترین رکن اور انتہائی قابل احترام علمی شخصیت نے بھی مولینا نظام الدین صاحب کی پیش کردہ نظیروں کے تعلق سے بطور منع ارشاد فرمایا تھا۔

"زیر بحث مسئلہ میں چند امور خاص طور سے قابل لحاظ ہیں جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء درست ماننے والے کے لئے بطور منع پیش کیے جا سکتے ہیں۔

اقتداء کی تعریف:- اپنی نماز کو امام کی نماز کے ساتھ مربوط کرنا اقتداء ہے اس کی شرطوں میں یہ بھی ہے کہ انتقالات کا علم خود امام یا مکبر سے سن کر یا ان لوگوں کی رویت سے حاصل ہو داخل صلوٰۃ کی تلقین یا اس کے افعال کو محسوس کر کے اپنی ادائیگی نماز کو امام کے تابع کرنا ہی اقتداء ہے۔ ویشترط ان لا یفصل بینھما حائط کبیر لیشتبہ معہ العلم بانتقالات الامام فان لم یشتبہ العلم بانتقالات الامام لسماع او رویۃ صح الاقتداء (مراقی الفلاح ص۱۶۵) قولہ لسماع ای من الامام او المقتدی و مثلہ الرویۃ (طحطاوی ص۱۶۵) و الحائل لا یمنع الاقتداء ان لم یشتبہ حال امامہ للسماع (درمختار ص۳۶۴) قولہ لسماع ای من الامام او المکبر تاتارخانیہ قولہ او رویۃ فینبغی ان یکون الرویۃ لسماع

لا فرق فیما بین ان یکون انتقالات الامام واحد المقتدئین
(شامی ص۳۹۳)

(۱) مفسدات کے اقسام (الف) مفسد صلاۃ بالذات فقط مثلاً نمازی امام یا منفرد کا کسی سے گفتگو کرنا۔ (ب) بالذات مفسد صلاۃ اور بالواسطہ مفسد اقتداء جیسے مقتدی کا کلام کرنا (ج) بالذات مفسد اقتداء اور بالواسطہ مفسد صلوٰۃ جیسے عمل قلیل کے ساتھ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ جانا (د) بالذات مفسد صلوٰۃ بھی اور بالذات مفسد اقتدا بھی جیسے مقتدی کا صف چھوڑ کر عمل کثیر کے ساتھ امام سے آگے بڑھ جانا

(۲) مفسدات باعتبار تحقق:۔ منفرد یا امام چونکہ کسی کی اقتدار نہیں کرتا اس لئے ان دونوں کے حق میں مفسد کی صرف پہلی قسم پائی جاسکتی ہے نماز باجماعت میں چونکہ مقتدی اپنے امام کی اقتدار کرتا ہے اس لئے اس کے حق میں مفسد کی چاروں صورتیں پائی جاسکتی ہیں

(۳) امام و منفرد کی نماز کو مفسد کی پہلی قسم سے اور مقتدی کی نماز کو مفسد کی تمام قسموں سے محفوظ ہونا صحت صلاۃ کے لئے ضروری ہے ـــــ قسم ثانی اور قسم رابع چونکہ مفسد صلاۃ بالذات ہے خواہ مفسد اقتداء بالذات ہو یا بالواسطہ اس لئے برتقدیر قسم ثانی و رابع جو امر فی نفسہ مفسد صلوٰۃ نہیں اس سے اقتدا بھی باطل نہیں ـــ لہٰذا صحت صلاۃ کے لئے یہ ثابت کر دینا کافی ہوگا کہ فلاں امر مفسد صلوٰۃ نہیں ـــ لیکن چونکہ مفسد کی تیسری قسم بالذات مفسد اقتداء اور بالواسطہ مفسد صلوٰۃ ہے ـــ اس لئے اس تقدیر پر صحت صلاۃ کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ فلاں فلاں امور جس طرح مفسد صلاۃ نہیں اسی طرح مفسد اقتدار نہیں ـــ یہاں فقط یہ ثابت کر دینا کافی نہیں ہے کہ فلاں امور مفسد صلوٰۃ نہیں۔

(۴) لاؤڈ اسپیکر کے مجوزین نے اس کی آواز کو غیر آواز متکلم مانتے ہوئے صحت صلوٰۃ کی جتنی نظیریں پیش کی ہیں وہ سب اس بات پر دال ہیں کہ مفسد صلوٰۃ نہیں لیکن مفسد اقتدار ہونے پر ان کی کوئی دلالت نہیں۔ ـــ

⑤ لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہ ہونے کی تقدیر پر نمازی کا اس آواز پر پیروی کرنا نہ تو داخل کی تلقین سے ہوا ہے اور نہ داخل صلوٰۃ کے افعال کو محسوس کر کے۔ لہذا درحقیقت یہ اقتدار ہی نہیں"۔

اس پر مولینا نظام الدین صاحب نے اپنے دوسرے مقالہ میں لکھا تھا:

سبحان اللہ مقتدی کے حق میں کیسے مفسدات کی چاروں صورتیں پائی جاسکتی ہیں ؟ آپ نے پہلی صورت مفسد نماز کی یہ بتائی ہے کہ وہ مفسد صلاۃ بالذات فقط ہو یعنی وہ صرف نماز کو فاسد کرے اقتدار کو فاسد نہ کرے — یہ بات مقتدی کی نماز میں متحقق نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس کی نماز تو فاسد ہو مگر اقتدار کی صحت اپنے حال پر باقی رہے وسنحققہ انشاءاللہ تعالیٰ (الف) میری فہم قاصر میں غور و خوض کے باوجود بھی یہ بات نہیں آرہی ہے کہ آخر جب کسی شئی کا مفسد صلوٰۃ نہ ہونا ثابت کر دیا جائیگا تو یہ اس شئی کے مفسد اقتدار نہ ہونے کے لئے کیوں نہیں کافی ہوگا — فساد صلوٰۃ اور فساد اقتدار کے درمیان تساوی کی نسبت پائی جاتی ہے : دونوں میں سے کوئی بھی جہاں صادق آئے گا دوسرا بھی لازمی طور پر صادق ہوگا کیوں کہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی کہ نماز تو صحیح وغیر فاسد ہو لیکن اقتدار فاسد ہو جائے — غور فرمائے کہ عمل قلیل کے ساتھ امام سے آگے بڑھ گیا تو اس کی اقتدار فاسد ہو گئی ، اور ساتھ ہی نماز بھی نماز فاسد ہو گئی ایسا نہیں ہے کہ نماز تو صحیح رہی صرف اقتدار فاسد ہو گئی — یونہی مقتدی کو درمیان نماز حدث لاحق ہوا اس نے صفوف مسجد سے الگ ہو کر وضو کیا اور بغیر کلام کئے نماز میں شریک ہو گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوئی اور ساتھ ہی اقتدار بھی فاسد نہ ہوئی۔ لیکن اگر اس نے کلام یا نماز کے منافی کوئی کام کر لیا ہوتا تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی اور اسی کے ساتھ اقتدار بھی فاسد ہو جاتی — پتہ چلا کہ جہاں نماز فاسد ہو گی وہاں اقتدار بھی فاسد ہو گی اور اسی کے برعکس جہاں اقتدار فاسد ہو گی وہاں نماز میں بھی فساد لازمی ہو گا۔ اس لئے ان دونوں کلیوں میں وہی نسبت ہوئی جو انسان اور بشر کے درمیان

> جلوہ فرما ہے یا اصطلاح منطق میں تساوی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تساوی کی نقیضوں کے درمیان باہم ٹھیک اسی طرح "تصادق" کی بجائے بجارگی پائی جاتی ہے یعنی ان میں بھی تساوی ہی کی نسبت ہوتی ہے فان تصادقا کلیا من الجانبین فتساویان. ونقیضھا کذلک (تہذیب) اس لئے جہاں کہیں بھی عدم فساد نماز کا تحقق ہوگا وہاں عدم فساد اقتدار ضرور لازم ہوگا۔ جس دلیل سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ نماز فاسد نہیں ہے۔ بعینہ اسی دلیل سے صحت اقتدار کا ثبوت بھی فراہم ہو جائے گا۔ ص ۱۴۳، ۱۴۴

اس فقیر نے اپنے تیسرے مقالہ میں اس کا جواب دے دیا تھا مگر مولانا موصوف نے میرے جواب سے مکمل اعراض کرکے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۶۵ اور صفحہ ۱۱۴ سے صفحہ ۱۲۱ تک نو صفحات میں پھر ان ہی باتوں کو انداز بدل بدل کر دہرایا ہے اور مختلف کتابوں کی عبارتوں سے استدلال کی کوشش کی ہے اس لئے آیئے ہم تیسرے مقالہ سے اپنے معروضات کو نقل کردیں۔

"تکبیر تحریمہ میں امام کی اقتدار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ امام یا مقتدیوں کی آواز سن کر یا ان کے افعال کو محسوس کرکے اقتدار کی جائے۔ اگر ان کی آواز وافعال کو محسوس کرکے اقتدار نہ کی بلکہ خارج نماز سے معلوم کرکے اقتدار کی تو اقتدار فاسد ہوگی۔ جو لوگ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کو درست قرار دے رہے ہیں انہوں نے تلقن من الخارج کے جواز کی جو نظیریں پیش ہیں ان میں سے کسی نظیر میں یہ نہیں ہے کہ مقتدی خارج نماز کے بتانے سے تحریمہ باندھے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اس لئے خارج نماز کی اطلاع پر مقتدیوں کے تحریمہ باندھنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی صورت میں تلقن سے نماز فاسد نہ ہو تو کہا جائے گا کہ یہ تلقن مفسد نہیں مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ فقدان شرط سے بھی اقتدا فاسد نہ ہو — کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک وجہ سے نماز فاسد نہ ہو اور دوسری وجہ سے فاسد ہو جائے ؟ عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے مگر عمل کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے نماز میں دعار کے طور پر "اللھم اغفرلی" اے اللہ میری مغفرت فرما کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے لیکن دعا رہی کے طور پر "اللھم زوجنی" اے اللہ میری شادی کرادے کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ پیش کردہ نظیروں کی روشنی میں یہ کہنا

...ہے کہ ان صورتوں میں تلقن کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی
...قتدار کی صورت میں بھی شرط اقتدار کے فقدان کے باوجود بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔
... یہ کہنا کہ صحت نماز وصحت اقتدار میں تلازم ہے تو جب نماز درست ہوگئی تو یقیناً
...تدار بھی درست ہوگی ـــــ اس پر عرض کروں گا کہ ایک ہی نماز ہو تو اس کی صحت اور صحت
...تدار میں تلازم ہے جیسے زید نے جماعت سے نماز پڑھی اور اس کی نماز میں اقتدار یا نماز
...منافی کوئی بات نہیں پائی گئی تو زید کی نماز اور اقتدار دونوں صحیح ہے ـــــ
ـــــ یہ نہیں کہ کسی بھی نماز کی صحت اور کسی بھی اقتدار کی صحت میں تلازم ہو جیسے بکر نے بھی
نماز پڑھی اور اس کی نماز میں بالذات منافی صلوٰۃ کی کوئی بات نہیں پائی گئی مگر منافی اقتدار موجود
ہے جیسے امام ومقتدی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو جانا یا مقتدی کا امام سے آگے بڑھ
...تو اب یہ کہا جائے کہ صحت نماز اور صحت اقتدار میں تلازم ہے اس لئے جب زید کی نماز
کوئی منافی صلوٰۃ فعل نہ پائے جانے کی وجہ سے درست ہوئی ہے تو بکر کی نماز بھی درست ہو جائے
گی ـــــ ہاں اگر زید جماعت سے نماز پڑھ رہا تھا اس کی نماز میں کوئی مفسد اقتدار شئی موجود
ہے مگر پھر بھی نماز صحیح ہو رہی ہے بکر بھی جماعت سے نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی نماز میں بھی
وہی مفسد اقتدار شئی موجود ہے تو کہا جائے گا کہ اس مفسد اقتدار کے باوجود زید کی نماز
صحیح ہوئی تو بکر کی نماز بھی صحیح ہوگی۔

مگر جو لوگ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کو درست قرار دیتے ہیں انہوں نے جو
نظیریں پیش کی ہیں سب اس سے متعلق ہیں کہ تلقن کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی اس سے
متعلق کوئی نظیر نہیں پیش کی کہ فقدان شرط اقتدار کے باوجود بھی نماز صحیح ہوئی ہو۔

یہاں یہ شبہ نہ ہو کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کرنے کی صورت میں فقدان شرط چونکہ
تلقن من الخارج کی شکل میں ہوا ہے اور تلقن سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے تو فقدان شرط سے
بھی نماز فاسد نہیں ہونی چاہئے ـــــ
کیوں کہ تلقن من الخارج اور فقدان شرط اقتدار میں

تحقق کے اعتبار سے عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے کہیں تلقن من الخارج او فقدان شرط اقتدار دونوں ایک ساتھ تحقق ہو جاتے ہیں جیسے امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کا علم خارج نماز سے ہو تو تلقن من الخارج بھی ہوا اور فقدان شرط اقتدار بھی —— کہیں تلقن من الخارج کا تحقق ہوتا ہے مگر فقدان شرط اقتدار کا تحقق نہیں ہوتا ہے جیسے کوئی مقتدی خارج نماز سے سیکھ کر امام کو لقمہ دے تو تلقن من الخارج ہے مگر فقدان شرط اقتدار نہیں —— اور کہیں فقدان شرط اقتدار کا تحقق تو ہوتا ہے لیکن تلقن من الخارج کا تحقق نہیں ہوتا جیسے امام و مقتدی کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو یا مقتدی امام سے آگے بڑھ جائے تو فقدان شرط اقتدار ہے مگر تلقن من الخارج نہیں ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ عام وخاص من وجہ میں تلازم نہیں ہوتا ہے کہ ایک کے تحقق سے دوسرے کا تحقق ہو جائے بلکہ تلازم نہ ہونا ہی ضروری ہے کیوں کہ تلازم ہو تو عام وخاص من وجہ نہ ہوں گے مساوی ہو جائیں گے۔

اس لئے ثابت ہوا کہ تلقن سے نماز فاسد نہ ہو تو بھی یہ ہو سکتا ہے کہ فقدان شرط اقتدار کی وجہ سے اقتدار فاسد ہو جائے۔ اور جب اقتدار فاسد ہو گی تو نماز بھی فاسد ہو جائے گی کیوں کہ اس صورت میں ایک ہی نماز ہونے کی وجہ سے اقتدار اور نماز کے درمیان تلازم ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صورت میں فقدان شرط کی وجہ سے اقتدار اور نماز باطل ہو گی۔

ایک قیاس جو بالبداہتہ باطل ہے بر اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کو درست سمجھنے والوں نے اپنی پیش کردہ نظیروں کو مقیس علیہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کو مقیس قرار دے کر یہ فرمایا ہے کہ جس طرح ان نظیروں کی صورتوں میں نماز و اقتدار باطل نہیں ہوتی ہے اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صورت میں بھی نماز و اقتدار فاسد نہیں ہو گی —— حالانکہ مجوزین کا یہ قیاس اس قابل ہی نہیں کہ اسے قیاس بھی کہا جا سکے اس لئے کہ قیاس میں سب سے بنیادی چیز مقیس علیہ اور مقیس میں علت موثرہ کا اشتراک ہے۔

ارکان القیاس اربعۃ الاصل والفرع والعلۃ والحکم وان کان

اصل الرکن ھو العلۃ (نور الانوار ص۲۳۴)

اور یہاں مجوزین کے طور پر بھی اشتراک نہیں ہے کیوں کہ ان کے بقول ان نظیروں میں صحت نماز کی علت تلقن من الخارج ہے اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کی صورت میں فقدان شرط — لہٰذا جب مقیس علیہ اور مقیس میں علت ہی مشترک نہیں ہے تو اسے قیاس کہنا ہی غلط ہے

ہمارے ان معروضات سے واضح ہو گیا کہ اتحاد صورت نہ ہو تو فساد صلوٰۃ اور فساد اقتداء اسی طرح صحت صلوٰۃ اور صحت اقتداء میں تساوی کی نسبت نہیں ہے۔

لیکن اگر تسلیم بھی کر لی جائے تو عرض کرونگا کہ یہاں گفتگو فساد بمعنی فساد بعد الشروع میں نہیں بلکہ "مانع" کے معنیٰ میں ہے یعنی "مانع صلوٰۃ" اور "مانع اقتداء" یا غیر مانع صلوٰۃ اور غیر مانع اقتداء میں بحث ہے جیسا کہ درمختار میں مذکور لفظ "لایمنع" سے مفہوم ہو رہا ہے بلکہ خود اس قابل احترام رکن نمائندہ مجلس کے الفاظ یہ ہیں۔

"لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہ ہونے کی تقدیر پر نمازی کا اس آواز پر پیروی کرنا تو داخل کی تلقین پر ہوا ہے اور نہ داخل صلوٰۃ کے افعال کو محسوس کر کے لہٰذا درحقیقت اقتداء ہی نہیں"

نیز مطلق مانع صلوٰۃ اور مانع اقتداء یا غیر مانع صلوٰۃ اور غیر مانع اقتداء میں بحث نہیں ہے بلکہ مانع صلوٰۃ بالذات اور مانع اقتداء میں بحث ہے جن میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے مانع صلوٰۃ بالذات اخص ہے اور مانع اقتداء عام یعنی جہاں مانع صلوٰۃ بالذات کا تحقق ہو گا۔ وہاں مانع اقتداء کا بھی تحقق ہو گا جیسے مفسدات کی دوسری اور چوتھی قسم مثلاً مقتدیوں کا کلام کرنا اور عمل کثیر کے ساتھ آگے بڑھ جانا — مگر جہاں مانع اقتداء کا تحقق ہو وہاں مانع صلوٰۃ بالذات کا تحقق کوئی ضروری نہیں جیسے مفسدات کی تیسری قسم مثلاً مقتدی کا تکبیر تحریمہ میں تلقن من الخارج کرنا۔

اور ظاہر ہے کہ اعم و اخص مطلق کی نقیضوں کے درمیان بھی عموم وخصوص مطلق ہی کی نسبت پائی جاتی ہے البتہ اعم کی نقیض اخص، اور اخص کی نقیض اعم ہو جاتی ہے۔

او من جانب واحد فاعم واخص مطلقا ونقیضهما بالعکس۔ تہذیب ص۱۳

تو غیر مانع صلاۃ بالذات اعم ہوئی اور غیر مانع اقتداء اخص یعنی جہاں غیر مانع اقتداء پایا جائے غیر مانع صلوٰۃ بالذات بھی پایا جائے گا۔ مگر جہاں غیر مانع صلوٰۃ بالذات پایا جائے غیر مانع اقتداء کا پایا جانا ضروری نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نماز کی درستگی کے لئے موانع کے جملہ اقسام کی نفی ضروری ہے اگر موانع کی کسی ایک قسم کا بھی تحقق ہوگا تو نماز درست نہ ہوگی، اب اگر کسی نماز میں موانع صلوٰۃ بالذات کی نفی ہو تو دوسری اور چوتھی قسم کے موانع اقتداء کی نفی تو خود بخود ہو جائے گی کما ہو ظاہر۔ لیکن تیسری قسم کے موانع اقتدار کی نفی نہ ہو گی بلکہ دونوں احتمالات رہیں گے ممکن ہے کہ تیسری قسم کے مانع اقتدار کی بھی نفی ہو جیسے مجوزین کی پیش کردہ نظیریں۔ اس تقدیر پر نماز کی درستگی کا حکم صحیح ہو جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ تیسری قسم کے مانع اقتداء کی نفی نہ ہو جیسے تکبیر تحریمہ میں مقتدی کا خارج نماز کے بتانے پر عمل کرنا ——— اس تقدیر پر نماز کی درستگی کا حکم صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ مانع صلوٰۃ بالذات کی نفی یعنی صحت صلوٰۃ بالذات اعم ہے اور مانع اقتدار کی نفی یعنی صحت اقتداء اخص — اور اعم کے تحقق سے اخص کے تحقق پر استدلال درست نہیں

لان العام لا دلالة له علی الخاص باحدی الدلالات الثلثة۔ (قطبی ص۲)

والعام لا دلالة له علی الخاص۔ (عنایہ شرح ھدایہ ص۲۹ ج۱)

انسان اعم ہے اور عالم اخص۔ تو انسان کے ہونے سے عالم ہو جانا کوئی ضروری نہیں اس لئے یہ بات صحیح ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے مجوزین نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو غیر آواز متکلم تسلیم کر کے صحت صلوٰۃ کی جو نظیریں پیش کی ہیں وہ سب اس بات پر دال ہیں کہ بعض صورتوں میں تلقن من الخارج مانع صلوٰۃ نہیں — لیکن مانع اقتداء نہ ہونے پر ان کی کوئی دلالت نہیں۔ رہی یہ بات کہ مقتدی کے حق میں موانع کی چاروں صورتیں کیسے پائی جا سکتی ہیں؟

تو اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ لفظ "فقط" کے دو معانی ہیں "بشرط" اور "لا بشرط"۔ "بشرط" اخص ہے اور "لا بشرط" اعم ——— اور یہاں "لا بشرط" ہی مراد ہے

دوسری بات یہ ہے کہ بحث "مفسد صلوٰۃ فقط" میں نہیں ہے بلکہ "صلوٰۃ" و "فقط" کے درمیان لفظ "بالذات" کے اضافہ کے ساتھ "مفسد صلوٰۃ بالذات فقط" میں بحث ہے

جس میں دو پہلو ہیں۔

(۱) لفظ "فقط" صلوٰۃ کی قید ہو۔ اس تقدیر پر اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ بالذات صرف نماز کو فاسد کرے، بالذات اقتداء کو فاسد نہ کرے۔ خواہ بالواسطہ اقتداء کو بھی فاسد کرے جیسے مقتدی کا کلام کرنا — یا — بالواسطہ اقتداء کو فاسد نہ کرے جیسے امام و منفرد کا کلام کرنا — اس صورت میں مفسدات کی پہلی قسم دوسری قسم سے عام ہوگی۔

(۲) لفظ "فقط" بالذات کی قید ہو۔ اس تقدیر پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ بالذات ہی نماز کو فاسد کرے بالواسطہ نماز کو فاسد نہ کرے جیسے امام یا منفرد کا کلام کرنا — اس صورت میں مفسدات کی پہلی قسم دوسری اور تیسری دونوں قسموں سے اعم ہوگی یعنی اعم الاعم —— اور یہ مسلمہ ہے کہ جب اخص کا تحقق ہوگا تو اعم کا بھی تحقق ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی عالم و فاضل ہوجائے اور انسان نہ ہو

لہٰذا جہاں مفسدات کی دوسری قسم پائی جائے گی وہاں دونوں ہی تقدیر پر مفسدات کی پہلی قسم پائی جائے گی۔ اور جہاں مفسدات کی تیسری قسم پائی جائے گی وہاں صرف دوسری تقدیر پر مفسدات کی پہلی قسم پائی جائے گی۔ اس لئے جہاں مقتدی کی نماز میں مفسدات کی تیسری قسم پائی جائے گی وہاں دوسری تقدیر پر مفسدات کی پہلی قسم بھی پائی جائے گی اور جہاں مقتدی کی نماز میں مفسدات کی دوسری قسم پائی جائے گی وہاں دونوں ہی تقدیر پر مفسدات کی پہلی قسم پائی جائے گی۔

پتہ نہیں مولینا نظام الدین صاحب کی نگاہ سے تہذیب و شرح تہذیب کی یہ عبارتیں کیوں اوجھل رہیں جبکہ انہوں نے اپنے مقالہ میں تہذیب کا حوالہ بھی دیا ہے۔

صاحب تہذیب فرماتے ہیں:

ان حکم فیہا بتنافی النسبتین اولا تنافیہما ...... صدقا فقط فمانعۃ الجمع اوکذبا فقط فمانعۃ الخلو

شارح لکھتے ہیں:

قولہ او صدقا فقط ای لا فی الکذب او مع قطع النظر عن الکذب حتی جاز ان یجتمع النسبتان فی الکذب وان لا یجتمعا و یقال للمعنی الاول مانعۃ الجمع بالمعنی الاخص والثانی مانعۃ الجمع بالمعنی الاعم ص ۲۳۲،۲۳۳

فقیر کے ان معروضات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ارشاد فرمودہ دلیل کے دونوں ہی مقدموں کی بنیادیں اس قدر مضبوط و مستحکم ہیں کہ ان کی کوئی اینٹ تو کہیں سے کھسکائی نہیں جاسکتی البتہ اس کوشش میں اپنی طاقت و قوت کو ضائع اور وقت کو رائیگاں کیا جاسکتا ہے ــــ اس لئے ہند و پاک کے وہ تمام اکابر علماء جنہوں نے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی اس دلیل کو ملاحظہ فرمایا سب نے بیک قلم لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر فساد اقتدار کا فتوٰی دیا۔ ہاں بعض وہ علماء جن کو حضور قبلہ گاہی کی اس دلیل پر اطلاع نہ ہو سکی یا وہ کما حقہٗ غور و فکر نہ کر سکے، ان سے اس نظر و فکر میں لغزش ہوئی

جمہور اہل سنّت کی طرف غلط انتساب:۔ پہلے تو مولانا نظام الدین صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ارشاد اور پیش فرمودہ دلیل کو اپنے زعم باطل میں غلط و بے بنیاد قرار دیا ــــ مگر جب جمہور اہلسنت اور اکابر ملت سرکار مفتی اعظم ہند، صدر الشریعۃ، محدث اعظم، برہان ملت، شیر بیشہ سنیت، حافظ ملت، مجاہد ملت اور حضرت مفتی اجمل شاہ صاحب و حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب وغیرہم علیہم الرحمۃ والرضوان کے بالمقابل اپنی حیثیت شرعی کا احساس ہوا کہ اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ وافتوا بھا۔

تو بظاہر تطبیق و توفیق کی راہ اپنانے کی کوشش کی۔ اور

[اکابر اہلسنت نے عدم جواز کا فتوٰی کیوں دیا؟]

کا عنوان قائم کر کے صفحہ ۶۶ سے صفحہ ۶۹ تک کئی صفحات میں یہ ارشاد فرمایا۔

[(۱) درمختار، قنیہ اور شرح قدوری میں "اتباع خارج" کو مفسد نماز قرار دیا گیا ہے مگر علامہ طحطاوی، علامہ شرنبلالی، علامہ شامی، اور امام احمد رضا علیہم الرحمۃ نے اتباع خارج

کو غیر مفسد نماز بتایا ہے۔

(۲) شروع ہی سے ارباب سائنس کے درمیان اختلاف ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی آواز ہے یا نہیں، جو لوگ اس کو متکلم کی آواز نہیں مانتے ہیں ان کی دلیل مضبوط نظر آرہی تھی خود حضور مفتی اعظم ہند اور دوسرے علماء کی ذاتی تحقیق یہی تھی اس لئے اس تقدیر پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہ اقتداء کرنے کی صورت میں اتباع خارج لازم آرہا تھا جو صاحب درمختار، صاحب قنیہ اور شارح قدوری کے نزدیک مفسد صلاۃ ہے۔ اور علامہ طحطاوی، علامہ شامی، علامہ شرنبلالی اور امام احمد رضا کے نزدیک مفسد صلاۃ نہیں ـــ تو حضور مفتی اعظم ہند وغیرہ نے برنائے احتیاط اول الذکر فقہاء کے مسلک کو اپنایا اور نماز کے فساد کا حکم دیا۔ ملخصًا

لیکن قارئین کو حیرت ہوگی کہ مولانا موصوف کی محض جرأت بے جا ہے کہ انہوں نے علامہ طحطاوی، علامہ شامی، علامہ شرنبلالی اور امام احمد رضا علیہم الرحمۃ کی طرف اتباع وتلقن من الخارج کے جواز و غیر مفسد نماز قرار دینے کی نسبت، اور حضور مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ محدث اعظم، برہان الملت، شیر بیشۂ سنت، حافظ ملت، مجاہد ملت اور حضرت مفتی محمد اجمل شاہ صاحب و حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان کی طرف اول الذکر فقہاء کے اتباع میں عدم جواز کا فتوای دینے اور مفسد نماز ٹھہرانے کا انتساب کردیا۔ یعنی حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب، حضرت مفتی محمد اجمل شاہ صاحب حضرت مجاہد ملت، حضرت حافظ ملت، حضرت شیر بیشۂ سنت، حضرت برہان الملت، حضرت محدث اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان نے علامہ طحطاوی، علامہ شامی، علامہ شرنبلالی حتی کہ امام احمد رضا علیہم الرحمۃ کی مخالفت کی اور ان کے مسلک کے برخلاف فتوی دیا۔

تحقیق وتطبیق :۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان معنوی طور پر کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ جن فقہاء نے مذکورہ جزئیات میں فساد نماز کا حکم دیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ امتثال لغیر اللہ یعنی تلقن من الخارج ہو تو نماز فاسد

ہوجائیگی ـــــ اور جن فقہاء نے صحت نماز کا حکم دیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ امتثال امر شارع یعنی حکم شرع کی تعمیل منشاء ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی ـــــ اور دونوں ہی حق ہے۔ یقیناً اگر غیر نمازی کی بات ماننے کے ارادہ سے نمازی صف میں جگہ بنا دے۔ یا آگے بڑھ جائے تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی ـــــ اور ـــــ حکم شریعت کی تعمیل کے ارادہ سے ایسا کرے تو بالاتفاق نماز ہو جائے گی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تحقیق منقح اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نماز میں جس طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے سوا دوسرے سے کلام کرنا مفسد ہے۔ یونہی اللہ و رسول کے سوا کسی کا کہنا ماننا جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پس اگر ایک شخص نے کسی نمازی کو پیچھے کھینچا۔ یا آگے بڑھنے کو کہا، اور وہ اس کا حکم مان کر ہٹا نماز جاتی رہی۔ اور اگر اس کے حکم سے کام نہ رکھا بلکہ مسئلہ شرع کے لحاظ سے حرکت کی تو نماز میں کچھ خلل نہیں اگرچہ اس کہنے والے نے نیت نہ باندھی ہو قال ط لو قیل بالتفصیل بین کونہ امتثل امر الشارع فلا تفسد وبین کونہ امتثل امر الداخل مراعاۃ لخاطرہ من غیر نظر لامر الشارع فتفسد لکان حسنا اھ ما فی رد المحتار اقول ھذا التفصیل کما تری من الحسن بمکان بل ھو المحمل لکلمات العلماء وبہ یحصل التوفیق وباللہ التوفیق

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر یہ تفصیل بہتر ہوگی کہ اگر نمازی صاحب شرع کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے آگے بڑھے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور نماز میں داخل ہونے والے کی خاطر اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے آگے بڑھے تو فاسد ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو یہ تفصیل حسن و خوبی کے ایک عظیم مقام پر ہے بلکہ علماء کرام کے کلمات و ارشادات کا یہی محمل ہے اور اسی سے تطبیق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ توفیق محض خدائے ذوالجلال کی طرف سے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۴۹،۳۲۳ بحوالہ لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم ص ۵۸ و ۵۹۔)

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حکم شرعی کی تعمیل کے ارادہ کی صورت میں بالاتفاق

نماز ہوجائے گی۔ اور خارج نماز کی بات ماننے کے ارادہ کی صورت میں بالاتفاق نماز نہیں ہوگی۔ تو اب اگر یہ مانا جائے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صورت میں بھی حکم شارع موجود ہے جس کی تعمیل ہو رہی ہے۔ تو بالاتفاق نماز کی صحت کا حکم ہونا چاہیئے تھا ——

اور یہ مانا جائے کہ حکم شارع موجود نہیں ہے اس لئے خارج نماز کی بات ماننے کی صورت متحقق ہوتی ہے تو بالاتفاق نماز فاسد ہونی چاہیئے تھی —— اس لئے یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت صدر الشریعۃ، حضرت برہان الملّت، حضرت محدث اعظم حضرت شیر بیشۂ سنّت، حضرت حافظ ملّت، حضرت مجاہد ملّت؛ حضرت مفتی محمد اجمل شاہ صاحب حضرت مفتی محمد مظہر اللہ وغیرہ اکابر ملّت وجمہور اہلسنت نے حکم شارع موجود رہنے کے باوجود اس کی تعمیل کی صورت میں بھی نماز کو فاسد قرار دیا —یا— خارج نماز سے تلقن کی صورت میں بھی علامہ طحطاوی، علامہ شامی، علامہ شرنبلالی اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے صحت نماز کا فتوی دے دیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

میں مولانا نظام الدین صاحب سے تو کیا عرض کروں؟ البتہ ارباب علم کی توجہ ضرور اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ مولانا موصوف نے یہ تطبیق و توفیق کی راہ اپنائی ہے یا تعارض و تضاد دکھایا ہے۔؟

حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ اور آپ کے ساتھ جمہور اہل سنت نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہ فساد اقتدار کا جو فتوی دیا ہے وہ مذہب احناف کے تمام فقہاء کے اجماعی مسلک کے مطابق ہے۔ اس میں کسی فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں۔

ماتم تو یہ ہے کہ مولانا موصوف نے ان فقہاء کرام پر افتراء اور ان کے ارشادات میں تضاد دکھانے کی اس جرأت بے جا کی تعبیر میں اپنی طرف سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے ان الفاظ کو نقل کر دیا ہے۔

[هذا التفصيل كما ترى من الحسن بمكان، بل هو المحمل لكلمات العلماء. وبالله يحصل التوفيق منه]

پھر مولانا نظام الدین صاحب "جواز کا موقف اختیار کرنے کا سبب" کے تحت لکھتے ہیں:

(۱) عصر حاضر کے ممتاز ماہرین طبیعیات کے حوالے سے اوائل کتاب میں یہ ثبوت فراہم کردیا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز بولنے والے کی اصل آواز ہے۔ (۲) اگر کوئی اسے اصل آواز تسلیم نہ کرے تو پھر سائنس دانوں کے آراء و نظریات میں تعارض کی وجہ سے اصلی و نقلی ہونے کے متعلق ان کے دونوں نظریے ساقط ہوں گے۔ (۳) سائنسی نظریات پر حکم شرعی کی بنیاد رکھنا مناسب نہیں (۴) شرعی اصولوں سے اس بات کا ثبوت فراہم ہو چکا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز متکلم ہی کی اصل آواز ہے ـــــ اس لئے لاؤڈ اسپیکر پر اقتدار کا جواز واضح ہے ص ۶۹۔۷۰

جہاں تک ماہرین طبعیات کے حوالہ سے عینیت ثابت کرنے کی بات ہے تو قارئین پر واضح ہو چکا ہے کہ نماز میں جس معنیٰ کے اعتبار سے آواز کی عینیت مطلوب ہے اس معنیٰ کے اعتبار سے کوئی بھی سائنسداں اس آواز کو متکلم کی عین آواز نہیں قرار دے رہا ہے بلکہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر سے ملائمتکیف کی وہ ہیئت خاص کاپی در کاپی ہوتی ہوئی ہمارے کانوں تک نہیں پہونچتی ہے۔

کیا سائنسی نظریہ پر حکم شرعی کی بنیاد رکھنا صحیح ہے؟

رہی سائنسی نظریات پر حکم شرعی کی بنیاد رکھنے کی بات۔ تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ حس و شرع میں تبائن کی نسبت نہیں بلکہ عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ اس لئے جہاں حس و شرع کا اتفاق ہو وہاں حکم شرعی کی بنیاد حس پہ ہونا غلط نہیں، صحیح ہے۔ کیونکہ یہ درحقیقت امر حسی پر بنیاد رکھنا نہیں بلکہ امر شرعی ہی پر بنیاد رکھنا ہے۔ جیسے روزہ فاسد ہونے کا تعلق معدہ یا دماغ میں کھانے، پینے والی چیزوں کے براہ راست پہونچنے سے ہے۔ اور کھانے پینے والی چیزوں کا براہ راست دماغ یا معدہ میں پہونچنا جس طرح امر حسی ہے اسی طرح امر شرعی بھی ہے تو یقیناً روزہ فاسد ہونے کی بنیاد اسی امر پر ہوگی کہ یہ چیزیں معدہ یا دماغ میں براہ راست پہونچیں یا نہیں۔ پہونچنے کی صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا اور نہ پہونچنے کی صورت میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔

ھدایہ میں ہے:

ولوافطر فی احلیلہ لم یفطر عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و قال ابو یوسف یفطر و قول محمد مضطرب فیہ لانہ وقع عند ابی یوسف ان بینہ و بین الجوف منفذ ولھذا یخرج عنہ البول ووقع عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان المثانۃ بینھما حائل والبول یترشح منہ وھذا لیس من باب الفقہ۔

کفایہ میں ہے:

قولہ ھذا لیس من باب الفقہ ای فقہ الشرعیۃ بل یرجع الی معرفۃ فقہ الطب ولھذا اضطرب قول محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یعنی روزہ فاسد ہونے کا مدار درحقیقت اس بات پر ہے کہ احلیل میں ڈالا ہوا قطرہ معدہ تک پہونچ جاتا ہے یا نہیں — امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وہ قطرہ معدہ تک پہونچ جاتا ہے کیونکہ وہاں سے معدہ تک براہ راست منفذ ہے اور جب قطرہ براہ راست پہونچ جاتا ہے تو یقینی طور پر روزہ فاسد ہوجائے گا۔ لیکن امام اعظم فرماتے ہیں کہ وہ قطرہ براہ راست معدہ تک نہیں پہونچتا ہے کیونکہ وہاں سے معدہ تک منفذ نہیں ہے بلکہ درمیان میں مثانہ حائل ہے — رہا پیشاب کا باہر آنا، تو یہ منفذ سے نہیں ہے بلکہ مثانہ سے چھن کر آتا ہے اور جب قطرہ براہ راست معدہ تک نہیں پہونچتا ہے تو روزہ فاسد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا — امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ میں کوئی حتمی بات نہیں کہی ہے کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق براہ راست فقہ سے نہیں علم طب سے ہے تو امام ابو یوسف اور امام اعظم نے اپنی اپنی طبی تحقیق کے مطابق فتوی دیا۔ امام محمد کو چونکہ اس طبی امر کی کوئی تحقیق نہ ہوسکی اس لئے انہوں نے کوئی حتمی فیصلہ نہیں فرمایا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

"بہت اجزاء حکمت مثل ریاضی، ہندسہ، جبر ومقابلہ، ارثما طیقی، مساحت ومرایا ومناظر وجر ثقیل، علم مثلث کروی، ومثلث مسطح، سیاست مدن، تدبیر منزل، مکائد حروب فراست

وطب وتشریح بیطرہ دبیزرہ وعلم زیجات اصطرلابیہ وآلات رصدیہ ومواقیت۔ معادن ونباتات وحیوانات وکائنات الجو وجغرافیہ وغیرہا بھی شریعت مطہرہ سے مضادت نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلا واسطہ وبعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع ومعین ۔۔۔۔۔۔ فرائض کے لئے ضروری حساب۔ اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقات طلوع فجر کاذب وصادق وشمس ونصف النہار وانتصاف شب و استواء وظل ثانی، غایت الارتفاع ومثل اول وثانی وغروب شمس وشفق احمر وابیض کہ نماز وسحری وافطار وغیرہا امور دینیہ ومسائل شرعیہ میں ان کی سخت حاجت۔ عامہ کو بر وجہ تحقیق بقدر قوت بشری بے علم زیجات یا آلات رصدیہ ناممکن و نامتصور۔ ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ زید وعمرو پدر وپسر ایک تاریخ معین میں دو مختلف شہروں میں ٹھیک طلوع شمس کے ساتھ انتقال کیا۔ ناواقف فرائض داں بخیال اتحاد وقت موت مطلقاً حکم عدم توریث کریگا اور واقف اطوال وعروض بلاد دقائق مرئیہ قطر شمس ومطالع بلدیہ مردج ومستخرجہ عندتقارب الامر خصوصاً دقت وقوع کسور بدرجات عروض و درج سوار جمیعاً کما ہو الغالب بحر دتعدیل ما بین السطرین کے لحاظ سے حکم صحیح دے گا۔ جامع الرموز میں ہے: انہم قالوا لومات زید وقت طلوع من اول رمضان مثلا بالعین کانت ترکتہ لاخیہ عمرو قد مات فیہ سمرقند مع انہما لوماتا معالم یرث احدہما عن الآخر کما لوغرقا۔ یونہی بعض مسائل حیض ونفاس وعدت وغیرہا میں بھی ان علوم کی حاجت مثلاً عورت ٹھیک وقت غروب شمس حائضہ ہوئی، پھر سفر کیا دسویں دن وہاں ٹھیک وقت غروب دم منقطع ہوا۔ ناواقف مطلقاً اسے عشرۂ کاملہ حیض جان کر انقطاع للاکثر کے احکام جاری کرے گا۔ اور واقف بلحاظ امور معلومہ کبھی انقطاع للاقل کہے گا۔ کبھی زیادت علی العشرہ پر آگاہ ہوکر عادت سے جو ان زائد ہوئے انہیں استحاضہ مانے گا ۔ یونہی اگر شہر دیگر میں تیسرے دن وقت غروب انقطاع ہوا۔ ناواقف مطلقاً حیض۔ اور واقف کبھی استحاضہ جانے گا کہ تقادیر حیض میں ایسی ہی تدقیق معتبر ہے۔ غور کیجئے کتنا تفاوت احکام ہوگیا۔ اور تعلیقات میں تو ہزاروں تیں نکلیں گی جن کا حکم ان علوم کے بغیر ہرگز نہ کھلے گا۔ اور فقیہ کو ان کی طرف رجوع سے چارہ

نہ ملے گا۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی حظ منہا"

لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صحت و فساد کا مدار اسی آواز کی عینیت وغیریت پر ہے اور عینیت وغیریت کا مدار ملأ متکیف کی ہیئت مخصوصہ اور شکل خاص کا کاپی در کاپی ہوتے ہوئے کانوں تک پہونچنے پر — جس کا علم سائنس سے ہوتا ہے اور شریعت اس سے انکار نہیں کرتی ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صحت و فساد کی بنیاد یقیناً سائنس پر رکھی جائے گی۔

معلوم نہیں وہ کونسے شرعی اصول ہیں جن سے مولانا موصوف کو اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز متکلم کی اصل آواز ہے — اگر ان کی مراد "الیقین لا یزول بالشک"۔ اور "من ساعدہ الظاہر فالقول قولہ" — یا۔ ان کے پیش کردہ "ضابطۂ انتساب" سے ہے تو قارئین پر ان کی حقیقت واضح ہو چکی ہے۔

پھر مولانا موصوف نے صفحہ ۱۷ پر "مری منتہائے نگارش یہی ہے" کے عنوان سے ایک استخراجی مسئلہ کے سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے حسب ذیل الفاظ کو اپنی طرف سے پیش کیا ہے:

> اس رسالہ میں جو کچھ ہے جہد المقل ہے۔ یعنی ایک بے نوا محتاج کی اپنی طاقت بھر کوشش۔ اگر حق ہے تو محض میرے مولیٰ پھر اسی کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اور اسی کے وجہہ کریم کے لئے حمد اور اس کے فضل سے امید ہے کہ انشاء اللہ حق ہے — اور اگر یہاں شاید علم الٰہی میں کوئی دقیقہ ایسا ہے جس تک نہ میری نظر پہونچی نہ علماء کرام کی تو میں اپنے رب عز وجل کی طرف انابت کرتا اور مسئلہ میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں جو اس کے نزدیک حق ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی وہ طاقت بھر کوشش ضرور حق ہے۔ لیکن مولانا نظام الدین صاحب کی یہ طاقت بھر کوشش حق نہیں، بلکہ صراحۃً باطل ہے جیسا گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے قارئین پر ظاہر ہو چکا ہے —

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مجتہد فیہ مسائل میں اختلاف مجتہدین ضرور رحمت ہے کہ ان میں حق دائر ہے۔ ہر ہر فریق اپنے کو حق پر یقین کرتا ہے — مگر دوسرے مذہب کو غلط و باطل نہیں کہہ سکتا۔ اپنے مذہب کو صواب جانیگا محتمل خطا۔ دوسرے مذہب کو محتمل صواب اور ہر ایک دوسرے کو مثاب۔ ایسے مسائل (جیسے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کی صحت وفساد کا مسئلہ) جن میں ایک (یعنی نماز کا فاسد ہو جانا) صحیح۔ دوسرا (نماز کا درست ہونا) یقیناً غلط و باطل — یہ اختلاف رحمت نہیں، نرا زحمت ہے (التفصیل الانور فی حکم لاؤڈ اسپیکر ص ۲۴)

مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے مدعا پر جس قدر دلیلیں قائم کی تھیں گذشتہ اوراق میں ان سب کا بطلان واضح ہو چکا اور یہ ثابت ہو گیا کہ لاؤڈ اسپیکر پر جواز اقتداء کی کوئی صورت نہیں — جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ اور جمہور اہلسنت نے عدم جواز کا جو فتویٰ صادر فرمایا ہے بلاشبہ صحیح و درست ہے۔ اور حق و صواب اسی میں منحصر ہے۔ ———

مولانا نظام الدین صاحب نے خلاصۂ مباحثہ یا دوسرے عنوانات سے جو کچھ لکھا ہے اب ان تفصیلات کے بعد اس پر مزید گفتگو کی کوئی خاص ضرورت نہیں رہی۔ لیکن پھر بھی جا بجا ان کے ان مباحث کا بھی جائزہ لے لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

اس لئے ورق الٹے اور ملاحظہ فرمائیے!

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے:

"لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی اصلی آواز نہیں ہے"

اس بات کی وضاحت و ثبوت کے لئے نمائندۂ مجلس کے رکن قابل احترام بزرگ نے فرمایا تھا۔

"امام احمد رضا فرماتے ہیں" آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قرع یا قلع ہے اور الفاظ و کلمات کا ظاہری و عادی سبب قریب، زبان و گلوئے متکلم کی حرکت قرعی و قلعی ہے آواز و الفاظ سننے کا ظاہری و عادی سبب کان کے اندر جو ہوا ہے اس کا آواز و الفاظ سے متشکل ہونا ہے۔ اور اس کے تشکل کا سبب کان کے باہر کی ہوائے متشکل کا اسے قرع کرنا ہے اور اس قرع کا سبب بذریعۂ تموج ہرکت کا وہاں تک پہونچنا ہے۔"

جب تک تشکل باقی ہے آواز باقی ہے خواہ تموج نہ ہونے کے باعث سننے میں نہ آئے۔ تموج خود آواز نہیں بلکہ آواز سننے کا ذریعہ ہے۔ ان تشکلات و کیفیات کا سلسلہ جب تک باقی ہے اور ان کی کاپیوں کا سلسلہ جب تک جاری ہے سلسلہ آواز باقی ہے اور آواز وہی پہلی آواز ہے۔ البتہ سلسلہ (تکیف و تشکل) ٹوٹا آواز ختم۔ پھر اگر اس کے بعد ویسے ہی (یعنی اس کے مشابہ) تشکلات کا نیا سلسلہ چلا اور آواز مسموع ہوئی تو دوسری آواز ہوگی۔

لاؤڈ اسپیکر کیا کرتا ہے، اس کا طریقۂ عمل کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے اس کی ساخت جاننا ضروری ہے — لاؤڈ اسپیکر میں بنیادی تین ٹکڑے ہوتے ہیں (۱) مائک (۲) ایمپلی فائر (۳) اسپیکر — ان تینوں کے مابین تار کا رابطہ ہوتا ہے۔ آواز (پیدا ہونے) کے لئے طول و عرض میں پھیلا ہوا لچک دار جسم ہونا ضروری ہے تاکہ اس کے ذریعہ صوتی لہریں بن سکیں اس لئے مائک اور ہارن میں اسی قسم کا پردہ لگا رہتا ہے۔ جب انسان بولتا ہے تو اس کی آواز سے مائک کے پردہ میں حسب الفاظ مختلف درجہ کا کم و بیش دباؤ پڑتا ہے جس سے اس میں ارتعاش ہوتا ہے۔ مائک کے پردہ میں کم و بیش دباؤ کی وجہ سے پردہ سے منسلک تار کے اندر روان برقی کی مقدار میں کمی بیشی اور رفتار میں ناموزونی پیدا ہوتی

ہے اور اس سے بجلی کے جھٹکے کم وبیش ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کم وبیش جھٹکے دار بجلی جب تار کے راستہ سے ہارن کی طرف بڑھتی ہے تو آخر میں ایک مقناطیسی دھات پر اثر کرتی ہے اور اپنے کم وبیش جھٹکے کی وجہ سے اس برقی مقناطیسی دھات پر مختلف درجہ کم وبیش جذب و کشش رکھتی ہے۔ ہارن کا لچک دار پردہ چونکہ لوہے کا ہوتا ہے اور مقناطیسی دھات سے بہت قریب ہوتا ہے اس لئے اس کے کم وبیش جذب و کشش کی وجہ سے وہ پردہ کبھی کم کبھی زیادہ کھنچتا ہے اس کم وبیش کھنچاؤ کی وجہ سے اس میں بالکل ویسا ہی ارتعاش پیدا ہوجاتا ہے جیسا کہ مائک کے پردہ میں ارتعاش ہوتا ہے۔ پھر ہارن کے پردہ کے ارتعاش سے اس کے متصل ہواؤں میں ارتعاش اور کیفیت تشکلی پیدا ہوجاتی ہے......... لاؤڈ اسپیکر کی ساخت اور عمل سے ظاہر ہے کہ وہ کیفیت تشکلی جسے آواز کہتے ہیں اس کا سلسلہ دہن متکلم سے شروع ہوکر مائک کے پردہ پر ختم ہوجاتا ہے۔ پھر وہاں سے بجلی کے جھٹکے اور ان جھٹکوں سے مقناطیسی اثر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ہارن کے پردہ (سے ہوا) میں کیفیت تشکلی پیدا ہوجاتی ہے۔ مائک اور ہارن کے مابین نہ کوئی لچکیلی سطح ہے نہ کوئی پردہ اور نہ کوئی تشکل و تکیف بلکہ تار کے اندر فقط بجلی رواں ہے جو بولنے سے پہلے بھی تھی اور بعد میں بھی رہتی ہے۔ البتہ اس بجلی کے جھٹکے الگ الگ ہیں مگر یہ جھٹکے مائک کے پردہ کی کیفیت تشکلی جیسے نہیں کہ انہیں بعینہ متکلم کی آواز کہیں کیفیت تشکلی ہمیشہ جسم میں ہوتی ہے .... ہارن کے پردہ سے پیشتر مقناطیس دھات کے اندر کم وبیش جذب و کشش الگ چیز ہے اور کیفیت تشکلی الگ چیز۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مقناطیس میں جذب و کشش تو ہوتی ہے لیکن کیفیت تشکلی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ متکلم کی آواز مائک کے پردہ پر ختم ہوجاتی ہے اور اور اس کا سلسلہ جس کی وجہ سے تجدد امثال تھا ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر ہارن کے پردہ سے ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

لاؤڈ اسپیکر میں مائک کے پردہ اور ہارن کے پردہ کے درمیانی تار میں کیفیت تشکلی منقطع ہے۔ یہاں صرف جھٹکے دار بجلی یا مقناطیسی جذب و کشش ہے۔ اس لئے درمیان

میں آواز ختم ہے اور ہارن سے نیا صوتی سلسلہ قائم ہوا ہے۔ اس لئے یہ نہ متکلم کی آواز بعینہ ہے اور نہ اس کی صدا و آواز بازگشت۔ ہاں لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کے لئے متکلم کی اصلی آواز سبب بعید ہے۔ یہاں منطقی استدلال نہیں کہ احتمالات پیدا ہوں بلکہ اصول ایجاد یہ بتاتا ہے کہ مائک کے پردہ سے لے کر ہارن کے پردہ تک عملی سلسلہ یوں قائم ہے کہ مائک کا پردہ اپنے ارتعاش کی وجہ سے رواں بجلی میں عامل ہے۔ رواں بجلی اپنی ناموزوں چال کی وجہ سے برقی مقناطیسی دھات میں عامل ہے۔ اور مقناطیسی دھات اپنے کم و بیش جذب وکشش کی وجہ سے ہارن کے پردہ کے اندر عامل ہے۔ رہا وہ تار، تو اس سلسلہ میں نہ عامل ہے اور نہ معمول۔ بلکہ فقط وہ بجلی کی گذرگاہ ہے۔ اس لئے یہاں یہ احتمال ہی سرے سے ختم ہو جاتا ہے کہ ممکن ہے تشکلات کی کاپیاں تار کے اندر پیدا ہو رہی ہوں۔ تاہم اگر یہ بات ہوتی تو اگر امپلی فائر کے بعد تار کو ہارن سے منسلک کئے بغیر ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو چاہیئے کہ تار اور ہوا کے درمیان اتصال اور ہوا کے نرم و تر ہونے کی وجہ سے ان تشکلات کی کاپیاں ہوا میں اتر جائیں اور ہوائی موجی سلسلہ کی وجہ سے مسموع ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

اگر تار میں وہی تشکل کی کاپی بھی تسلیم کر لی جائے تو برقی مقناطیسی دھات میں مختلف درجہ کا جذب وکشش ہے اور تشکلات وہاں نہیں تو یہاں آکر تشکلات کا سلسلہ ٹوٹ گیا البتہ یہ مختلف درجہ کا جذب وکشش بذریعہ تحریک آواز پیدا کرتی ہے جیسے ہمارے زبان وگلو بذریعۂ تحریک ہوا میں آواز پیدا کرتے ہیں۔ لیکن زبان وگلو کی خود تحریک کا نام آواز نہیں یونہی بجلی کے جھٹکے اور مقناطیس کے جذب وکشش خود آواز نہیں ...... جیسے لوہے کی ایک چھڑی کا ایک سرا آگ میں اور دوسرا سرا بارود کے ڈھیر میں رکھ دیا جائے، تو جوں ہی اس چھڑی کے واسطہ سے آگ کی حرارت بارود والے سرے پر پہونچے گی فوراً وہاں آگ بھڑک اٹھے گی۔ یہاں ایسا نہیں کہ وہی آگ بھڑک اٹھی بلکہ یہ دوسری آگ ہے جو بوجہ حرارت پیدا ہوئی ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کا اصول ایجاد بتاتا ہے کہ آواز مائک کے ڈائفرام میں مختلف درجہ کے

ختم ہو جاتی ہے۔ مائک میں واقع معدنی کوئلے کے ذرات جو بجلی کے حق میں مزاحمت پیدا کرتے ہیں وہ ڈائفرام کے ارتعاش کی وجہ سے مختلف درجہ کا ارتعاش پیدا کر کے دباؤ کی وجہ سے دب اور ابھر کر مزاحمت کا عمل شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے بجلی کے کرنٹ کو یکساں برابر راہ نہیں مل پاتی۔ نتیجہ میں بجلی کی روانی اپنی موزونیت کھو دیتی ہے اور اس کے جھٹکے کم وبیش ہونے لگتے ہیں۔ آگے چل کر یہ بجلی برقی مقناطیس (آرمیچر) کے اندر اپنی ناموزوں چال کی وجہ سے اس کے قریب لچکدار آہنی دھات میں مختلف درجہ کا کھنچاؤ اور ارتعاش پیدا ہوتا ہے یہ ارتعاش ان مسلسل عمل کی وجہ سے بالکل مائک کے ڈائفرام کے ارتعاش کی طرح ہوتا ہے اس لئے اس سے متصل ہوا میں اسی جیسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسی آواز نے ڈائفرام میں اپنی دباؤ سے ارتعاش پیدا کیا تھا متکلم کی آواز اپنے کم وبیش دباؤ سے ڈائفرام پر عامل، ڈائفرام معدنی کوئلے کے ذرات کی مزاحمت کے ساتھ بجلی پر عامل، بجلی برقی مقناطیس پر اور مقناطیس دھات لچکدار آہنی پردہ پر عامل۔ اور یہ متصل ہوا میں ارتعاش پیدا کرتا ہے اور آواز سنائی دیتی ہے آواز کی مختلف سریں باہم مل کر لفظ میں ڈھل جاتا ہے ——— اصول ایجاد کے اس بیان اور لاؤڈ اسپیکر کے ترکیبی اجزاء کے اعمال سے صاف ظاہر ہے کہ اب سنی جانے والی آواز نئی آواز ہے جو آہنی لچکدار پردہ کے ارتعاش سے ہوا میں پیدا ہوئی۔"

مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے دوسرے مقالہ میں اس پر دو اعتراضات کئے تھے۔

> (۱) جب آواز مائک کے پردہ پر ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد ہارن تک آواز نام کی کوئی چیز نہیں رہتی ہے، صرف بجلی کے الگ الگ جھٹکے ہی ہوتے ہیں تو دوبارہ اسی بولنے انسان کی قابل شناخت آواز کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ آواز ختم ہو جانے کے بعد بجلی میں اسی کے جیسے جھٹکے بھی نہیں پیدا ہوتے تو انسانی کلام کا کوئی اثر باقی نہ رہا ...... آواز کا سلسلہ دہن متکلم سے شروع ہو کر مائک کے پردہ پر ختم ہو جاتا ہے اور اس کا وہ سلسلہ جس کی وجہ سے تجدد امثال تھا ٹوٹ جاتا ہے تو حیرت ہے کہ

ان سب کے باوجود لاؤڈ اسپیکر سے ہمیں انسان کی آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ ملخصاً
(۲) یہ بات مسلمات سے ہے کہ نطق یا کلام خدائے پاک کے ناطق بندوں کے ساتھ خاص ہے اور جمادات سے اس کا وقوع خرق عادت ومحال ہے...... امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں "قدرت کاملہ نے کلام کو اپنے ناطق بندوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور یہ غیر ناطق سے عادۃ ممکن نہیں (الکشف شافیا)...... آخر جب لاؤڈ اسپیکر ایک جماد ہے اور جماد سے کلام خرق عادت، مافوق الفطرت اور ناممکن ومحال ہے تو پھر اس سے کلام کا حیرت انگیز وتعجب خیز کرشمہ، یہ ساری دنیا شب وروز کیا مشاہدہ کر رہی ہے؟ کیا پوری دنیا کے کانوں پر کسی ساحر نے جادو کر دیا ہے؟؟ ملخصاً

ان اعتراضات کے جواب میں اس فقیر رضوی نے اپنے تیسرے مقالہ میں عرض کیا تھا:

پہلے اعتراض کا جواب:۔ متکلم کی آواز کا کوئی اثر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نہیں ہوتا ہے تو وہ آواز بولنے والے کی آواز سے اس قدر مشابہ کیسے ہو جاتی ہے کہ دونوں میں امتیاز تک نہیں ہو پاتا اور بلا تامل بولنے والے کی شناخت ہو جاتی ہے؟ اس سوال کا جواب مذکورہ بالا مقالہ میں اس قدر وضاحت سے دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص پورا مقالہ نہ پڑھ سکے۔ صرف منقولہ عبارتیں ہی پڑھ لے تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے گی ـــــ کیا مقالہ میں اس بات کی وضاحت نہیں کر دی گئی ہے کہ انسان کی آواز مائک کے پردہ پر عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے بجلی کی روانی میں تغیر آجاتا ہے اور پھر اس تغیر کی وجہ سے مقناطیسی دھات کے جذب وکشش میں اختلاف رونما ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ہارن کے پردہ میں انسانی گلو وزبان کی طرح قرع وقلع ہوتا ہے اور آواز معرض وجود میں آتی ہے۔ تو بالواسطہ انسانی آواز ہی لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے معرض وجود میں آنے کا سبب ہوئی۔

دوسرے اعتراض کا جواب (الف) کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کا صدور

متکلم کے قصد وارادہ سے ہو۔ اگر قصد وارادہ کے بغیر اس کا صدور ہوا ہے تو وہ جمہور کے نزدیک کلام ہی نہیں ہے۔ اشباہ ونظائر میں ہے۔

قال سیبویہ والجمہور باشتراط القصد فیہ فلا یسمی کلاما نطق بہ النائم والساھی وما تحکیہ الحیوانات المعلمۃ ص۹۸

اور ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کا صدور لاؤڈ اسپیکر کے قصد وارادہ سے نہیں ہوتا ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز کلام ہی نہیں ہوئی ——— اور جب یہ آواز کلام نہیں ہوئی تو اس سے انسانی خاصہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔

اگر جمہور کے برخلاف کلام کے لئے قصد وارادہ کو ضروری نہ مانئے تو اس کلام کا انسانی خاصہ ہونا ہی تسلیم نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں سکھائے ہوئے جانوروں کے الفاظ کو بھی کلام کہا جائے گا ——— لہٰذا اگر اس دوسرے معنی کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو کلام قرار دیا جائے تو انسانی خاصہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ انسانی خاصہ کلام بالمعنی الاوّل نہ کہ کلام بالمعنی الثانی۔

(ب). جمادات سے کلام بالمعنی الاوّل کا صدور محال عادی ہے نہ کہ کلام بالمعنی الثانی کا صدور ———

پھر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کلام بالمعنی الثانی کا صدور بھی محال ہے، تو یہ محال سبب عادی کے اعتبار سے محال ہے عقلاً محال نہیں کہ اس کا وقوع نہ ہو سکے ——— اسباب وآلات مہیا ہوں تو محال عادی، محال نہیں رہ جاتا کیونکہ اس کا محال ہونا ہی فقدان اسباب کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ ورنہ اسباب کی موجودگی میں وہ محال ہی نہیں ہوتا۔ اس کا انکار تو بداہت کا انکار ہوگا۔ انسان کا ہواؤں کے دوش پہ اڑنا، چاند کی دھرتی پہ قدم رکھنا، منٹوں میں ساری دنیا کے حالات سے باخبر ہو جانا، یہ سب چیزیں اسباب وآلات کے بغیر محال عادی ہی تو ہیں۔

فقہ کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ ہے کہ کسی نے پتھر کو سونا کر دینے کی قسم کھائی تو ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک قسم صحیح ہے مگر امام زفر کے نزدیک قسم صحیح نہیں۔ وہ فرماتے ہیں

لان تقلیب الحجر ذھبا مستحیل عادۃ — پتھر کو سونا بنا دینا محال عادی ہے۔

مگر اس کے باوجود آلات و اسباب کے ذریعہ اہل کیمیا بسا اوقات ایسا کر لیتے ہیں عمدۃ الرعایہ میں ہے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرماتے ہیں:

واهل صنعة الكيميا يفعلون ذلك ولا دليل على عدم امكانه ص۲۳۹ ج۴

اسی طرح تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ جو شخص تین شبانہ روز کی مسافت کا قصد کر کے سفر کرے گا، وہ شخص از روئے شرع مسافر ہوگا۔ اس پر حاشیہ ہدایہ میں ہے

اخذ الليالى اشارة الى اعتبار الاستراحات اللتى فى خلال السفر لانه على الدوام ممتنع عادة ص۱۲۵ ج۱ ۔ یعنی تین دن تین راتیں مسلسل سفر کرنا محال عادی ہے۔

حالانکہ تین شبانہ روز چہ معنی؟ اب تو لوگ ایک ایک ہفتہ کا لگاتار سفر کر کے ریکارڈ بنانے اور انعامات حاصل کرنے لگے ہیں۔

اس فقیر رضوی کے علاوہ خود ان قابل احترام رکن مجلس نے فرمایا تھا:

"خود باری تعالیٰ کیسے کلام فرماتا ہے جب کہ یہ ناطق بندوں کے ساتھ خاص ہے۔"

یعنی جس معنیٰ کے اعتبار سے کلام ناطق بندوں کے ساتھ خاص ہے اس معنی کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کلام نہیں ہے۔ جیسے خدا کا کلام اس معنی کے اعتبار سے کلام نہیں ہے جس معنی کے اعتبار سے بندوں کا کلام، کلام ہے —— تو لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز اگر کلام معلوم ہو تو یہ اعتراض نہیں پڑے گا کہ جب کلام بندوں کے ساتھ خاص ہے تو لاؤڈ اسپیکر سے کس طرح مسموع ہو جاتا ہے؟ کیونکہ جو کلام بندوں کے ساتھ خاص ہے اس کی حقیقت کچھ اور ہے۔ اور جو کلام خدا کا کلام ہے اس کی حقیقت کچھ اور —— اسی طرح جو کلام لاؤڈ اسپیکر سے مسموع ہو رہا ہے اس کی حقیقت بھی کچھ اور ہے —— غرض کہ تینوں کلام میں اشتراک لفظی کی وجہ سے مولانا نظام الدین صاحب کو اشتباہ ہو رہا ہے

یہ جوابات اس قدر واضح تھے کہ پھر اس کے بعد کوئی منصف مزاج آدمی ان سوالوں کو زبان پر نہیں لاتا مگر داد دیجئے، مولانا کے منصب افتاء اور جرأت علمی کو کہ وہ خاموش نہیں ہوئے

اور اپنی اس کتاب میں بھی ان سوالوں کو دھرایا۔ —— لیکن اسے انصاف و دیانت کا خون کرنا نہیں تو اور کیا کہیئے کہ وہ میرے معروضات کو نقل کر کے قارئین کی عدالت میں پیش تو کیا کرتے۔ اشارہ وکنایہ کی زبان میں بھی کوئی تذکرہ نہیں فرمایا۔

مولانا نے صفحہ ۵، پر

"خود باری تعالیٰ کیسے کلام فرماتا ہے جبکہ یہ ناطق بندوں کے ساتھ خاص ہے"

اس کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے:

> اس مقام پر میری بلکہ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی فکر کا دائرہ مخلوقات ومشاہدات تک محدود ہے۔ میں مجیب کی پرواز فکر کی داد دیتا ہوں کہ غیب الغیب خالق کائنات تک اس کی رسائی ہو گئی سچ ہے
>
> رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک ۔:۔ خرد والے نہ پہونچیں گے وہاں تک
>
> مخلوقات پر خالق کا قیاس اور مشاہدات پر غیب الغیب کا قیاس فاضل محقق کی شان علم کے قطعی مناسب نہیں۔ شرح عقائد میں ہے: قیاس الغائب علی الشاہد فاسد ص۵، ۴

میں عرض کر چکا ہوں کہ ان قابل احترام رکن مجلس نے مشاہد پر غائب کا قیاس نہیں کیا ہے بلکہ اپنے اس ارشاد سے یہ بتانا چاہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنی دوسرا ہے اور بندوں کے کلام کا معنی دوسرا۔ اس لئے کلام ناطق بندوں کے ساتھ خاص ہونے کے باوجود، جس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام فرمانے سے کلام کے انسانی خاصہ ہونے پر فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کلام محسوس ہو، تو اس سے کلام کے انسانی خاصہ ہونے پر اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اس سے مسموع آواز کا کلام ہونا بھی دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے۔

پھر مولانا لکھتے ہیں:

> کاتب انسان کا خاصہ ہے تو کیا اس پر یہ اعتراض بجا ہوگا کہ فرشتے کیسے کتابت کرتے ہیں؟ دیکھئے خاصہ دو طرح کا ہوتا ہے حقیقی واضافی، کاتب و ناطق والے مسئلہ میں خاصۂ اضافی مراد ہے جو محتاج بیان نہیں اور خاصۂ اضافی پر اس طرح اعتراض نہیں کئے جاتے ص۶

اگر کوئی خاصۂ اضافی کے خاصہ ہونے پر اعتراض کرے تو یقیناً بے جا ہوگا ــــــ
لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کتابت انسان کا خاصہ ہے پھر بھی فرشتے کتابت کرتے ہیں تو انسان کی کتابت کا معنی دوسرا ہے اور فرشتوں کی کتابت کا معنی دوسرا ــــــ لہٰذا اگر کمپیوٹر یا دوسرا کوئی آلہ کتابت کرے تو جس طرح فرشتے کے کتابت کرنے سے کتابت کے انسانی خاصہ ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اسی طرح کمپیوٹر یا دوسرے آلہ کے کتابت کرنے سے بھی کتابت کے انسانی خاصہ ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ کمپیوٹر یا اس آلہ کے کتابت کرنے کا معنی ہی دوسرا ہے ــــــ تو ان کا یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا بلکہ اسے بے جا کہنا ہی بے جا ہوگا۔

میں کیا عرض کروں کہ الفاظ کی یادداشت یا کثرت مطالعہ دوسری چیز ہے اور معنی مراد کی سمجھ دوسری چیز

پھر مولانا فرماتے ہیں:

> بلکہ اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو واضح ہوگا کہ یہ خاصہ واقع میں خاصۂ حقیقی ہے۔ بلاشبہ خدائے پاک کلام فرماتا ہے اور بندہ بھی کلام کرتا ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اللہ عزوجل کا کلام اس کی صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ وہ حروف واصوات وتحرک آلات سے پاک، ازلی وقدیم ہے۔ لیکن اس کے برخلاف بندے کا کلام حروف واصوات کا مجموعہ، تحرک آلات (گلو ودہن) کا نتیجہ حادث، غیر قدیم ہے نیز وہ بندے کی صفت نہیں ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو۔ بندے کے صفت تو ایجاد کلام ہے اور اسی لحاظ سے کوئی کلام اس کی طرف منسوب بھی ہوتا ہے۔ تو بندے کا کلام بلاشبہ اس کا خاصۂ حقیقی ہے جس سے خدائے برتر وتوانا کی شان منزہ وبالا ہے ــــــ اور باری تعالیٰ کا کلام اس کا خاصۂ حقیقی (صفت) ہے جس کا صدور بندوں سے یقیناً محال وناممکن ہے ص ۱۴۶،۱۴۵

عرض ہے کہ جس طرح اللہ عزوجل کے کلام کا معنی دوسرا ہے اور انسان کے کلام کا معنی دوسرا

اسی طرح اگر لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کو بھی کلام کہا جائے تو اس کے کلام ہونے کا معنی بھی دوسرا ہوگا۔ لہٰذا جب کلام کے معانی تینوں جگہ الگ الگ ہو گئے، تو کسی ایک معنی کے اعتبار سے ایک نوع کے خاصہ ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے اگر کلام اپنے کسی ایک مخصوص معنی کے اعتبار سے انسانی خاصہ ہے تو بھی اس مسموع آواز کو دوسرے مخصوص معنی کے اعتبار سے اس آلہ کا کلام کہا جاسکتا ہے اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ خود مولانا نے فرمایا ہے کہ:

> امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جس کلام کو ناطق بندوں کے ساتھ خاص بتایا ہے، اس سے یہی کلام حادث غیر قدیم مراد ہے تو پھر اس ذات کمالات سے اعتراض کرنا کیسے بجا ہوگا؟ ص۲۲

جب انسانی کلام پر کلام خداوندی سے اعتراض بے جا ہے تو یقیناً لاؤڈ اسپیکر کے کلام پر بھی انسانی کلام سے اعتراض بے جا ہوگا کیونکہ لاؤڈ اسپیکر سے آواز کلامی اس کے قصد وارادہ سے صادر نہیں ہوتی ہے بلکہ انسانی کلام کے زیر اثر آلہ کے توسط سے صادر ہوتی ہے۔ اور انسانی کلام، خود اس کے قصد وارادہ سے آلۂ خارجیہ کے توسط کے بغیر صادر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا کلام لفظی کسب عبد کے توسط کے بغیر ہوتا ہے اور انسانی کلام اس کے کسب سے صادر ہوتا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ مولانا کا یہ اعتراض درحقیقت خاصہ اور کلام کے مختلف معانی سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔

پھر مولانا موصوف لکھتے ہیں:

> لاؤڈ اسپیکر سے کلمات وحروف پر مشتمل آواز مسموع ہوتی ہے اور امام احمد رضا قدس سرہٗ کی صراحت کے مطابق غیر ناطق سے اشکال حرفیہ کا صدور بھی ناممکن ہے عبارت یہ ہے: صدمۂ جبل نے ہوا کو روک لیا۔ اور وہ تشکل جاتا رہا تو اب اگر (ہوا) کسی محرک سے پلٹے گی بھی، اشکال حرفیہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک

غیر ناطق سے ناممکن ہیں حشٔ

سوال یہ کہ امام احمد رضا نے تحریک غیر ناطق سے اشکال حرفیہ کے صدور کو عقلاً ناممکن قرار دیا ہے یا عادۃً؟ عقلاً ناممکن ہونے کی بات تو کوئی معمولی عقل والا آدمی بھی نہیں کہہ سکتا۔ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ عادۃً ناممکن قرار دیا ہے ـــــ اور عادۃً ناممکن چیز کے واقع ہو جانے پر ہم گذشتہ اوراق میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

نیز امام احمد رضا کی اس عبارت سے واضح ہے کہ انہوں نے جماد کی طرف تحریک کی اضافت کی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جماد کا بنفسہ محرک ہونا بھی محال عادی ہی ہے ـــــ تو جس طرح جماد کی بنفسہ تحریک محال ہونے کے باوجود امام احمد رضا کا اسے تجوزاً محرک قرار دینا محال عادی کے خلاف نہیں ـــــــــ اسی طرح اگر غیر ناطق سے اشکال حرفیہ کا صدور محال عادی ہے تو غیر ناطق سے مسموع آواز پر تجوزاً کلمات وحروف کے اطلاق سے محال عادی کا خلاف ہونا لازم نہیں آتا ہے جیسے سکھائے ہوئے جانوروں کی آواز کو حروف وکلمات کہدینا ـــــ یہی وجہ ہے کہ ہم لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو حقیقۃً کلام نہیں کہتے ہیں بلکہ کلام انسانی کے مشابہ آواز کہتے ہیں۔ جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند ارشاد فرماتے ہیں

"لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں مماثل آواز امام ہے۔ التفصیل الانور ص۲۲"

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز درحقیقت کلام ہی نہیں خارج صلوٰۃ کی آواز غیر کلامی ہے تو اس سے جو تکبیر تحریمہ مسموع ہوگی وہ درحقیقت تکبیر تحریمہ نہیں بلکہ خارج نماز شئ کی ایک آواز غیر کلامی ہوگی تو اس پر اقتدار کرنا تکبیر تحریمہ سن کر اقتدار کرنا نہیں ہوگا بلکہ خارج نماز شئ کی آواز غیر کلامی سن کر اقتدار کرنا ہوگا جو بالاتفاق مانع اقتدا و مفسد صلوٰۃ ہے اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔

نمائندہ مجلس کے ان قابل احترام رکن نے ارشاد فرمایا تھا:

"کسی شئ کے لئے کسی امر کے محال عادی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے صدور کے لئے کچھ حالات و آلات درکار ہیں اور یہ شئ ان حالات و آلات سے عاری ہے اس لئے

عادۃً اس امر کا صدور اس شئی سے محال عادی ہے لیکن اگر شئی میں وہی حالات وآلات پیدا کر دئے جائیں تو یہ محال عادی نہیں.......... لوہا یا کسی بھی دھات کا اڑنا محال علوی ہے لیکن ان میں اگر مختلف قسم کے آلات لگادئے جائیں تو یہی لوہا وغیرہ کبھی جہاز کبھی راکٹ بن کر اڑ جاتا ہے حاصل کلام یہ کہ آلات معدہ اور حالات مساعدہ اور اسباب موجبہ اور علل موجدہ بہم پہونچ جانے کے بعد محال عادی محال نہیں رہتا بنا بریں لاؤڈ اسپیکر میں بجلی برقی مقناطیسی دھات میں عامل ہوتا ہے برقی مقناطیسی دھات اپنے کم وبیش جذب وکشش کی وجہ سے طول وعرض میں پھیلے ہوئے آہنی جھلی میں اسی جیسا ارتعاش پیدا کرتی ہے جیسا کہ آواز کی دباؤ کی وجہ سے ڈائی فرام میں ارتعاش پیدا ہوا تھا تو یہاں حالات وآلات نے اس محال عادی کو محال عادی کے میدان سے خارج کر دیا یہ امام احمد رضا کے فرمان کے خلاف ہرگز نہیں خود (مولینا) کو یہ اعتراف ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے گھوں گھاں کی آواز نکل سکتی ہے جب ایسا ہے تو آلات کے ذریعہ ض ر ب کے سر بھی نکل سکتے ہیں اب اگر یہ تینوں سُر بڑی تیزی کے ساتھ آپس میں مل جائیں تو کیا ضَرَبَ کا لفظ مسموع نہ ہوگا"

ایک عجیب وغریب استدلال:۔ اس کے جواب میں مولینا فرماتے ہیں

> پھر اس کا تقاضہ یہ ہے کہ کسی بھی ذریعہ سے پردۂ بارن میں جب ارتعاش پیدا کر دیا جائے تو اس سے کلام کا صدور ہونے لگے. حالانکہ ہاتھ کی تھپکی اور پھونک کی زد وغیرہ سے جو ارتعاش پیدا ہوتا ہے اس سے کلام مسموع نہیں ہوتا ہے ص۹۷۸

یقیناً لاؤڈ اسپیکر میں کلام کے مشابہ آواز پیدا کرنے کے اسباب موجود ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہوچکا ہے۔ اور جب ان اسباب سے کام لیا جاتا ہے[ع] تو لاؤڈ اسپیکر سے مخصوص آواز کا صدور بھی ہوتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اسباب سے کام لئے بغیر بھی اس مخصوص آواز کا صدور ہو۔ کلام کے مشابہ آواز پیدا کرنے کے لئے پردۂ بارن سے خاص قسم کا قرع وقلع پیدا کرنا ضروری ہے اگر مستقبل میں سائنسی تجربات وایجادات کے نتیجہ میں وہ مخصوص قرع و

ع جن میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ مائک کے ڈائی فرام میں آواز کلامی کا دباؤ ڈالا جائے ۱۲

وقلع ہاتھ کی تھپکی یا پھونک کی زد سے پیدا کر دیا جانا ممکن ہو تو اس سے کلام کے مشابہ آواز پیدا ہونے لگے گی مگر چونکہ وہ مخصوص قرع وقلع ابھی تک ہاتھ کی تھپکی اور پھونک کی زد سے پیدا نہیں کیا جا سکا ہے اس لئے اس سے کلام کے مشابہ آواز پیدا نہیں ہوتی ہے۔ ہاں مائک کے ڈائی فرام میں آواز کلامی کا دباؤ ڈال کر درمیانی مراحل کو مختلف انداز سے ٹکراتے ہوئے ہارن کے پردے سے وہ مخصوص قرع وقلع پیدا کر دیا جاتا ہے اس لئے اس مخصوص صورت میں اس سے کلام کے مشابہ آواز کا صدور ہوتا ہے۔

قارئین فیصلہ فرمائیں کہ بات تھی ہارن کے پردہ کے مخصوص ارتعاش کی اور مولانا نے کس چابک دستی سے اس کو مطلق ارتعاش سے بدل کر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ مطلق ارتعاش عام ہے اور مخصوص ارتعاش خاص۔ عام کے ثبوت سے خاص کا ثبوت ضروری نہیں جیسا کہ ہم قطبی اور عنایہ کے حوالوں سے ثابت کر آئے ہیں۔ اس لئے عام کے تحقق کی کسی صورت میں کسی چیز کا تحقق نہ ہو، تو ضروری نہیں کہ خاص کے تحقق کی صورت میں بھی اس چیز کا تحقق نہ ہو سکے۔ مثلاً حیوان عام ہے اور انسان خاص۔ حیوان جب جانور کی صورت میں متحقق ہو اور کتابت کا تحقق نہ ہو، تو اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ حیوان کا تحقق جب انسان کی صورت میں ہو تو بھی کتابت کا تحقق نہ ہو سکے ____________

مولانا کا یہ اعتراض تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ حیوان ناطق کا تحقق ہو گا تو کتابت کا بھی تحقق ہو گا۔ اس پر مولانا فرمائیں کہ حیوان ناطق چونکہ حیوان ہے اور جانور میں حیوان کا تحقق ہے مگر کتابت کا تحقق نہیں۔ اس لئے حیوان ناطق کے تحقق کی صورت میں بھی کتابت کا تحقق نہیں ہو گا ____ یا ____ جیسے کوئی یہ کہے کہ بیوی سے مخصوص الفاظ مثلاً "تم پر طلاق" کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ اس پر مولانا فتویٰ صادر فرمائیں کہ پھر تو اس کا تقاضہ یہ ہوا کہ جب بھی کوئی شخص بیوی سے کچھ کہے، طلاق واقع ہو جائے حالانکہ آدمی دن بھر بات کرتا ہے مگر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے "تم پر طلاق" کہنے سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی ____ اس قسم کے فتویٰ کی کیا اہمیت و وقعت ہو سکتی ہے وہ ارباب علم و دانش سے

مخفی نہیں۔

مولانا نظام الدین صاحب لکھتے ہیں:

> غور فرمائے انسانی کلام کی آواز ہو یا پھونک کی زد، بلبل کی چہک ہو یا کسی کی چیخ یا بادل کے گرج کی، بہر حال آواز مائک کے پردہ پر ختم ہوگئی اور اس کے بعد ہارن تک آواز نام کی کوئی چیز نہ رہی۔ ہاں بجلی کے کچھ جھٹکے ہیں وہ بھی آواز کے جیسے نہیں۔ الغرض ہارن تک کسی بھی آواز کا کوئی باقی نہ رہا صفحہ

پتہ نہیں مولانا نے کیسے سمجھ لیا کہ ہارن تک کسی بھی آواز کا کوئی اثر باقی نہ رہا جبکہ مذکورہ بالا مقالہ کی منقولہ عبارتوں ہی سے صاف واضح ہے کہ ہارن سے مسموع آواز متکلم کی آواز کے دباؤ کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ ہاں متکلم کی آواز لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے لئے سبب قریب نہیں، سبب بعید ہے مذکورہ بالا مقالہ سے اس سلسلہ میں کئی عبارتیں قارئین گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں ایک عبارت اور ملاحظہ فرمائیں۔

"بے جان لاؤڈ اسپیکر کے ڈائفرام پر جب جب آواز کا دباؤ ہوتا ہے تو اس دباؤ کے اختلاف کی وجہ سے بجلی کے جھٹکے مختلف ہو جاتے ہیں اور پھر مقناطیسی دھات میں جذب و کشش کے درجہ مختلف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہارن کے پردہ میں کم و بیش کپکپاؤ کی وجہ سے ارتعاش اور اس ارتعاش سے آواز پیدا ہوتی ہے جو آواز خود اس پردہ کی ہوتی ہے متکلم کی نہیں۔ (مقالہ ثانیہ صہ)"

کہیں ایسا تو نہیں کہ مقالہ میں چونکہ اثر کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ مسلسل سبب اور وجہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جس سے مولانا کو یہ وہم ہو رہا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے لئے انسانی آواز اگرچہ سبب بعید یا وجہ بعید ہے اور لاؤڈ اسپیکر سے آواز پیدا کرنے میں انسانی آواز اگرچہ بالواسطہ عمل کر رہی ہے مگر پھر بھی لاؤڈ اسپیکر سے آواز پیدا ہونے میں انسانی آواز کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ گویا کہ ان کی سمجھ کے مطابق وجہ یا سبب بننا اور عمل کرنا دوسری چیز ہے اور اثر کرنا دوسری چیز۔

پھر لکھتے ہیں

> الغرض ہارن تک کسی بھی آموانز کا کوئی اثر باقی نہ رہا اب بجلی کے جھٹکے سے پردۂ ہارن میں ارتعاش پیدا ہو رہا ہے یعنی اس کے متکلم ہونے کے تمام اسباب مہیا ہو گئے، تو پھر لازم ہو گیا کہ وہ بولے اس سے کلام کا صدور ہو کیونکہ جن آلات واسباب کے فقدان کے باعث اس سے تکلم محال تھا وہ فقدان نہ رہا۔ یہاں تو سارے آلات واسباب فراہم ہیں لیکن ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہ کبھی گدھے کی طرح چیختا ہے۔ کبھی بجلی کی طرح کڑکتا ہے اور بادل کی طرح گرجتا ہے........ اس کے متکلم ہونے کا حال تو جب کھلے کہ بجلی کڑکتی تو بھی بولتا، چمکی پڑتی تو بھی بولتا اور پھونک کی زد پڑتی بھی کلام کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ص۸۰

ہم نے عرض کیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے انسانی کلام کے مشابہ آواز پیدا ہونے کے لیے جملہ اسباب وحالات میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ مائک کے ڈائفرام میں انسانی کلام کا دباؤ پڑے۔ تو جہاں یہ تمام اسباب و حالات فراہم ہوتے ہیں۔ یقیناً لاؤڈ اسپیکر سے انسانی کلام کے مشابہ آواز پیدا ہوتی ہے اور دنیا محسوس کرتی ہے ـــ لیکن اگر مولانا کو کسی ایسے لاؤڈ اسپیکر کا تجربہ ہو جس میں دوسرے اسباب کے ساتھ ہمارے بیان کردہ اس سبب کے تحقق کے باوجود بھی گدھے کی چیخ سنائی دیتی ہو تو اور بات ہے

اس کے بعد لکھتے ہیں:

> دیکھئے بات وہی ہے جو پروفیسر اسرار احمد نے کہی ہے الخ

ایسا لگتا ہے کہ پروفیسر اسرار احمد صاحب نے جو بات کہہ دی اور مولانا نے اپنے مزعوم کے مطابق اس کا جو مطلب سمجھ لیا وہ گویا پتھر کی لکیر ہو گئی۔ اب اس کے خلاف کتنے ہی دلائل وشواہد فراہم کر دیے جائیں ان کا اعتبار نہیں ہوگا ـــ یا ـــ خود پروفیسر اسرار احمد صاحب ہی کیوں نہ بتا دیں کہ سائنس کی اصطلاح میں عینیت کا معنی کچھ اور ہے اور مسئلۂ مجوزہ میں عینیت کسی اور معنی کے اعتبار سے مطلوب ہے۔

نمائندہ مجلس کے رکن قابل احترام بزرگ نے فرمایا تھا:

"خود (مولانا) کو یہ اعتراف ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے گھوں ، گھاں کی آواز نکل سکتی ہے جب ایسا ہے تو آلات کے ذریعہ ضَ ، رَ ، بَ کے شُر بھی نکل سکتے ہیں۔ اب اگر یہ تینوں شُر بڑی تیزی کے ساتھ آپس میں مل جائیں تو کیا ضَرَبَ کا لفظ مسموع نہ ہوگا؟"

اس پر مولانا نظام الدین صاحب فرماتے ہیں:

[ضرور مسموع ہوگا اور یقیناً اس کی بے تکی آوازوں سے ضَ ، رَ ، بَ کے شُر بھی نکل سکتے ہیں۔ تو کیا اس کی وجہ سے یہ آلات قادر الکلام ہو جائیں گے ص۱۱]

میں سمجھتا ہوں کہ معمولی عقل و خرد والا آدمی بھی اس بزرگ رکن کی عبارت سے یہی سمجھیگا کہ انہوں نے ضَرَبَ وغیرہ الفاظ کے مسموع ہونے کی بات کہی ہے لاؤڈ اسپیکر کے قادر الکلام ہونے کی بات نہیں کہی ہے۔ اور جب انہوں نے لاؤڈ اسپیکر کے قادر الکلام ہونے کی بات نہیں کہی ہے۔ تو پھر مولانا کے اس سوال کا کیا محل رہا؟ اور اگر مولانا کی مراد یہ ہے کہ ضَرَبَ کلام ہے اور اس کا صدور لاؤڈ اسپیکر سے ہوا ہے تو لاؤڈ اسپیکر کا قادر الکلام ہونا لازم آیا۔ تو عرض ہے کہ بزرگ موصوف تو پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع ضرب کلام نہیں۔ کلام کے مشابہ آواز ہے — یا اس معنی کے اعتبار سے کلام نہیں جس معنی کے اعتبار سے انسان کا تکلم کردہ لفظ ضَرَبَ کلام ہے۔

پھر علی سبیل التنزل اسے کلام بھی تسلیم کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ لاؤڈ اسپیکر کا متکلم ہونا لازم آئے گا۔ قادر الکلام ہونا نہیں۔ قدرت کے لئے ارادہ لازم ہے تو قادر اسے کہیں گے جو بالارادہ کام کو انجام دے۔ بالقسر کام انجام دینے والے کو قادر نہیں کہیں گے جیسے امام احمد رضا قدس سرہ نے جمادات کی طرف تحریک کی نسبت کی ہے تو جمادات کا محرک ہونا لازم آیا، قادر علی التحریک ہونا نہیں۔

مولانا لکھتے ہیں:

دیکھئے آلات کی آوازیں اتفاقیہ کلمات وحروف کی شکل اختیار کر لیتی ہیں یہاں ان کے

> لیے لازم نہیں ہے ـــــ اور جس وقت خطیب لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرتا ہے تو اس کے تمام تر کلمات کی آواز کا کلمات ہونا لازم ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے کلمات کبھی بے تکی آواز مثلاً گھوں گھاں وغیرہ ہو جائیں......... بغیر انسان کے بولے آلات کی آوازوں کا بسا اوقات اتفاقیہ کلمات وحروف ہو جانا اور بات ہے اور انسان کے بولنے کی صورت میں لاؤڈ اسپیکر سے لازمی طور پر متعین کلمات کا ادا ہونا اور بات۔ اگر غیر انسان کے بولنے کی صورت میں بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز لزوماً متعین ومعہود کلمات وحروف ہی ہوتے تو انسان کے بولنے کی تقدیر پر بھی یہ کہا جا سکتا کہ یہ لاؤڈ اسپیکر کا کلام ہے۔ لیکن یہ تو سرتاسر خلاف واقعہ ہے۔ اس لیے انسان کے بولنے کی صورت میں جب لاؤڈ اسپیکر سے بطور لزوم کلمات ہی مسموع ہوتے ہیں تو وہ متکلم انسان ہی کے کلمات ہوتے نہ کہ لاؤڈ اسپیکر کے ص ۸۱، ۸۲

اگر اسی کا نام استدلال ہے تو مولانا ہی کی زبان میں یہ کہنا بجا ہو گا کہ دیکھیے آلات کی تحریریں اتفاقیہ کلمات والفاظ کے نقوش کی شکل اختیار کر لیتی ہیں یہ ان کے لیے لازم نہیں ہے۔ اور جس وقت قلمکار قلم سے تحریر کر رہا ہے تو اس کے تمام تر کلمات کے نقوش کا کلمات ہونا لازم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے کلمات کے نقوش کبھی بے تکی تحریریں مثلاً [illegible] وغیرہ ہو جائیں....... بغیر آلات کے لکھے آلات کی تحریروں کا بسا اوقات اتفاقیہ کلمات وحروف کے نقوش ہو جانا اور بات ہے اور انسان کے لکھنے کی صورت میں قلم سے متعین کلمات کے نقوش کا لکھا جانا اور بات ـــــ اگر غیر انسان کے لکھنے کی صورت میں بھی قلم کی تحریر لزوماً متعین ومعہود کلمات کے نقوش ہی ہوتے تو انسان کے لکھنے کی تقدیر پر بھی یہ کہا جا سکتا کہ یہ قلم کے نقوش ہیں لیکن یہ تو سرتاسر خلاف واقعہ ہے۔ اس لیے انسان کے لکھنے کی صورت میں جب قلم سے بطور لزوم کلمات کے نقوش ہی مشاہدہ ہوتے ہیں تو وہ لکھنے والے انسان ہی کے نقوش ہوتے۔ نہ کہ قلم کے

یا یہ کہ

آلات کی حرکتیں اتفاقیہ رو ڈ پر ہو جاتی ہیں ۔ یہ ان کے لئے لازم نہیں ہے ۔
اور جس وقت آلات کو دھکیل کر حرکت دینے والے آلات کو رو ڈ پر دھکیلتے ہیں تو ان کی تمام تر حرکتوں کا رو ڈ پر ہونا لازم ہے ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی حرکتیں کبھی بے تکی مثلاً رو ڈ سے دائیں، بائیں وغیرہ ہو جائیں...... انسان کے دھکیلے بغیر آلات کی حرکتوں کا بسا اوقات اتفاقیہ رو ڈ پر ہو جانا اور بات ہے ۔ اور انسان کے دھکیلنے کی صورت میں ٹھیلے سے لازمی طور پر حرکتوں کا رو ڈ پہ ہونا اور بات ـــــ اگر غیر انسانی کے دھکیلنے کی صورت میں بھی ٹھیلے کی حرکتیں لزوماً رو ڈ ہی پر ہوتیں تو انسان کے دھکیلنے کی تقدیر پر بھی یہ کہا جا سکتا کہ یہ ٹھیلے کی حرکت ہے لیکن یہ تو سرتاسر خلاف واقعہ ہے اس لئے انسان کے دھکیلنے کی صورت میں جب ٹھیلے سے بطور لزوم حرکتیں رو ڈ پر ہوتی ہیں تو وہ ٹھیلے کو دھکیلنے والی ہی حرکتیں ہوئیں نہ کہ ٹھیلے کی ۔

نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ مولانا نے استدلال کی دنیا میں ایک ایسے نئے طرز کی بنیاد ڈال دی جس کے مطابق اب نہ تو کلمات والفاظ کے نقوش قلم کی تحریر قرار پاتے ہیں اور نہ ہی رو ڈ پہ دھکیلے جانے والے ٹھیلے کی حرکتیں اس کی حرکت قرار پاتی ہے ـــــ بتایئے! ہمارے مذہبی مخالفین جب مولانا کے اس طرز استدلال سے واقف ہوں گے تو علماء اہلسنت کے علمی واستدلالی تعلق سے ان کا کیا تصور ہوگا ۔

حضرت مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ نے لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کی عینیت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام احمد رضا نے فونوگراف سے مسموع آواز کو متکلم کی عین آواز قرار دیا ہے ـــ اور جس طرح فونوگرام سے آواز مسموع ہوتی ہے اسی طرح سے لاؤڈ اسپیکر سے بھی مسموع ہوتی ہے تو لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز بھی متکلم کی عین آواز ہوئی ۔

اس پر منع پیش کرتے ہوئے قابل احترام رکن نے فرمایا تھا :

فونوگراف کی پلیٹوں میں آواز منضبط ہوتی ہے ":۔ فونو میں وہی کیفیت تشکلی (آواز) موجود ہے جو متکلم کے حلقوم وزبان کے قرع وقلع سے پیدا ہوئی تھی

رکارڈ پر یہ کیفیت تشکلی محسوس و مبصر ہے۔ اس کا سلسلہ کہیں پر منقطع نہیں۔ لیکن لاؤڈ اسپیکر میں یہ بات نہیں۔"

اس پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے دوسرے مقالہ میں لکھا تھا

> فونو میں وہی کیفیت تشکل جو متکلم کے حلقوم و زبان سے پیدا ہوئی تھی محفوظ ہے اور محسوس و مبصر ہے۔ یہ معمہ میری فہم سے بالاتر ہے۔ الخ

اس کے جواب میں فقیر نے لکھا تھا۔

معلوم نہیں اشکال حرفیہ کے محسوس و مبصر ہونے کا انکار مولانا کیسے کر رہے ہیں؟ جبکہ انہوں نے خود بھی اپنے پہلے مقالہ میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے۔

> اس آلہ یعنی پلیٹوں پر ارتسام اشکال (حرفیہ و صوتیہ) معلوم و مشاہد ہے اور ان سے خالی کر کے دوسرے الفاظ بھر سکتے ہیں جس طرح لکھی ہوئی تختی دھو کر دوبارہ لکھ سکتے ہیں۔

مگر اس کے باوجود مولانا اپنی اس کتاب میں فرماتے ہیں۔

> فونو میں وہ شکل خاص ہرگز نہیں جو متکلم کے گلے و زبان کی تحریک سے ہوا میں پیدا ہوئی تھی ص۴۳

میں اس مقام پر یہ فیصلہ قارئین کے ذمہ چھوڑتا ہوں کہ مولانا کا رکارڈ میں خطوط سے قائم شدہ ہیئت خاص اور شکل مخصوص (آواز) کو موجود نہ ماننا صحیح ہے۔ یا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا محفوظ ماننا اور اسے معلوم و مشاہد قرار دینا؟

پھر اگر فونوگراف کی پلیٹوں میں وہ مخصوص ہیئت و شکل خاص (آواز) موجود نہ ہو تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ارشاد غلط ہوگا، رکن موصوف کا فرمانا نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی بات نہیں کہی ہے، امام احمد رضا کے ارشاد کی ترجمانی کی ہے۔ رکن موصوف یا یہ فقیر رضوی امام احمد رضا کے ارشاد کی ترجمانی تو کر سکتا ہے تغلیط نہیں۔ البتہ مولانا اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھ رہے ہوں تو کوئی بات نہیں۔

ایک اشکال:- پھر جہاں تک امام احمد رضا کے فونوگراف کی پلیٹوں میں ہیئت مخصوص اور شکل خاص (آواز) کو محفوظ ماننے پر اشکال کی بات ہے کہ:-

> آواز کروی شکل میں پھیلتی ہے۔ مثلاً یوں ○ اب اگر کرہ سے فونوگرام کی پلیٹ پر ٹھپہ پڑے تو دائرہ بن جائے گا اور ہر ایک آواز کے لئے الگ الگ دائرے ہونگے اس لئے پلیٹ کے پورے ایک دائرہ پر سوئی گھوم جائے تب ایک لفظ مسموع ہونا چاہیئے حالانکہ یہ خلاف مشاہدہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ریکارڈ کے ایک دائرے سے پچاسوں الفاظ مسموع ہوتے ہیں اس لئے ریکارڈ کے اندر وہ ہیئت مخصوص اور شکل خاص (آواز) محفوظ نہیں ہے بلکہ ان دائرے نما خطوط میں تبدیلی ہوگئی ہے۔ اور جب وہ ہیئت مخصوص اور شکل خاص (آواز) خطوط کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے تو اگر ریکارڈ پر خطوط دائرہ نما نہ ہوں بلکہ یوں۔ ہو جائیں اور اس پر سوئی گردش کرے تو بھی وہی آواز مسموع ہوگی ریکارڈ کے خطوط تو دائرہ نما اس لئے ہوتے ہیں کہ پلیٹ گول گھومتی ہے ورنہ اگر پلیٹ سیدھی چلتی تو نشان بھی سیدھا بنتا۔ اس سے واضح ہوا کہ ریکارڈ میں وہ مخصوص ہیئت اور شکل خاص (آواز) محفوظ نہیں ہے بلکہ خطوط کی شکل میں تبدیلی ہوگئی ہے اور اب ہم انہیں تبدیلی شدہ خطوط کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ ملخصاً ص۸۴

حل اشکال:- تو عرض کرونگا کہ آواز کی شکل کروی ہو، تو ظاہر ہے کہ وہ شکل کروی آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے تمام جہتوں کو محیط ہوگی ــــ اور جب تمام جہتوں کو محیط ہو اور موضع وصول میں اس کے ارتسام کے لئے پورے کرہ سے ٹھپہ پڑنا ضروری تو کسی جہت میں بھی کوئی شخص آواز نہیں سن سکے گا۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ موضع وصول میں پورے کرہ سے ٹھپہ نہیں پڑتا ہے بلکہ کرہ کے صرف اس جز سے ٹھپہ پڑتا ہے جو جز موضع وصول کے محاذی ہوتا ہے۔ جیسے  موضع وصول (کان) ــــ اسی طرح آواز کی شکل مخروطی ہو جس کا قاعدہ متکلم کے پاس اور راس موضع وصول میں ہو اور راس کا ٹھپہ پڑے جیسے



تو ظاہر ہے کہ سامع کے پاس صرف ایک نقطہ کی شکل ہوگی دائرہ کی نہیں اور جب نقطہ کی شکل ہوگی تو ہر ایک نقطہ کے لیے ایک ایک نقطہ ہوگا اور ان نقطوں کے مجموعہ سے خط بن جائے گا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں:

• یہ تموج ایک مخروطی شکل پر ہوتا ہے جس کا قاعدہ اس متحرک و محرک اول کی طرف ہے اور راس اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان ہوتے ہیں ایک ایک ٹھپہ سب تک پہونچے گا سب اس آواز و کلام کو سنیں گے (الکشف شافیا)

استدل العلامة الحسن چلپی فی حواشی شرح المواقف علی کون الهواء المتموج مخروطیا لا علی هیئة اسطوانة مستدیرة بانك اذا صوتت فی موضع من الارض و بلغ صوتك کل جانب مثلا نصف فرسخ فالهواء المتموج من جوانبك علی هیئة دائرة قطرها فرسخ مرکزها فی موضعك ولا شك ان مبلغ الصوت من جهة العلو ایضا نصف فرسخ فلو کان کاسطوانة مایلی السماء ایضا دائرة قطرها فرسخ موازیة للدائرة اللتی عندك ولیس کذلك لان البعد بینك وبین محیط تلك الدائرة ازید من نصف فرسخ هو وتر حادة الواصل بینك وبین محیط العلیا وتر قائمة فتعین الهواء المتموج علی هیئة مخروط اھ ملخصا اقول نعم انتفت الاسطوانة لکن لم یتعین المخروط لما لا یکون علی هیئة کرة ان کان المصوت فی مکان عال او نصف کرة ان کان ملتصقا بسطح الارض لان البعد بها یتساوی فی کل جانب بخلاف المخروط فان رأسه ابعد منك بالنسبة الی سائر اجزائه بل الوجه فیه علی ما اقول ان اثر القرع یکون علی کمال قوته عند سطح المقروع ثم لا یزال یضعف حتی ینتهی وهذا هو السبب فی تفاوت ادراك الصوت

کلما کان اقوی کان انتشار الهواء تموجا و بعدا و القرع اکثر ولا یزال یقل فیما بعد الی ان ینتهی الی نقطة و هذا هو المعنی المخروط ولولا ذلک اعنی وهن الاثر شیئا فشیئا لکان التموج علی صورة کرة کما قلنا هذا و لعلک تقول یلزم علی هذا ان یسمع بعض دون بعض مع تساوی المسافة بل یسمع الا بعد دون الاقرب لان فی خلال کل مخروطین فرجا لم تتکیف اهویتها بالصوت ومعلوم ان ما حاذی منها رؤس المخاریط مساوی لمسافة لها وما کان دونها فهو اقرب منها بل هو لازم علی مخروط واحد ایضا ولا مخلص الا بالکرویة لان ما حول المخروط هو اقرب الیک من راسه فلا یسمع لخروجه عن المخروط و یسمع من بالراس اقول نعم ولا غرو فلیس قدر المسافة سببا للسماع بل وصول الهواء وقد وصل الی هؤلاء بما هؤلاء الا تری ان الصوت یسمع فی جهة مهب الریح الی مسافة اکثر من مسافة جهته خلافه فی تلک الجهة یسمع لان الریح اوصلت الیه لا قرب فی الجهة الاخری لا یسمع لان الریح البعدت منه. والله تعالیٰ اعلم" (حاشیۃ الکشف شافیا)

اب اگر پلیٹ سیدھی چلتی تو اس پر سوئی کی خراش بھی سیدھی ہوتی مگر چونکہ پلیٹ گول گھومتی ہے اس لئے پلیٹ میں خراشیں دائرہ نما ہو جاتی ہیں اور ان خراشوں سے پلیٹ کی جو ہیئت معلوم و مشاہد ہوتی ہے وہی ہیئت متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی ہوا کی مخصوص ہیئت اور شکل خاص (آواز) ہے جو پلیٹ میں مرتسم ہو گئی ہے اس لئے پلیٹ میں خراشوں کا جو دائرہ آواز کے جتنے نقطوں کے مجموعہ کے برابر ہے اس دائرہ پر سوئی گھومنے سے اتنے ہی الفاظ مسموع ہوتے ہیں۔

ہمارے ان معروضات سے آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہو گیا کہ متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی ہوا کی وہ ہیئت مخصوص اور شکل خاص (آواز) ہی فونوگراف کی پلیٹوں میں

مرتسم ہوکر خراشوں سے قائم ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس لئے امام احمد رضا کا یہ ارشاد حق ہے کہ پلیٹوں پر ارتسام اشکال معلوم و مشاہد ہے ـــــ اور مولینا نظام الدین صاحب کا فونوگراف کی پلیٹوں میں ان اشکال کو محفوظ اور معلوم و مشاہد نہ ماننا اور اس پر اعتراض کرنا آواز کی ماہیت اور کاپی در کاپی ہوتے ہوئے پلیٹوں میں اس کے مرتسم ہونے کی حقیقت سے ناواقفی کے نتیجہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے ارشاد کو غلط بتانا ہے۔

امام احمد رضا کی اس تحقیق انیق کی روشنی میں نمائندہ مجلس کے قابل احترام رکن نے یہ فرمایا تھا کہ فونوگراف کی پلیٹ پر آواز کا ٹھپہ پڑتا ہے۔

اس پر مولانا نظام الدین صاحب اپنی اس کتاب میں فرماتے ہیں:

> مجھے حیرت ہے ایک محقق نے یہ بات کیسے کہہ دی شاید انھیں معلوم نہیں کہ گراموفون کی پلیٹوں پر آواز کا ٹھپہ نہیں پڑتا بلکہ سوئی کے ذریعہ اس کا ایک نشان بن جاتا ہے جسے میں نے خط کے لفظ سے تعبیر کیا ہے بلکہ انہیں اپنے اصل مقالہ کی یہ بات یاد نہ رہی کہ ریکارڈ پر سوئی کے ذریعہ خراشیں ڈالی جاتی ہیں ظاہر ہے کہ خراش اور چیز ہے اور ٹھپہ اور چیز۔ ص ۸۴

آواز کا ٹھپہ پڑنے کا مطلب طبع اور قرع و قلع کا اثر ہے ـــــ اب اگر فونوگراف کی پلیٹوں پر آواز کا ٹھپہ نہ پڑے تو ظاہر ہے کہ ان میں آواز محفوظ ہو ہی نہیں سکتی۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

"عالم اسباب میں آواز کا سبب عادی یہ قرع و قلع ہے اور اس کے سننے کا وہ تموج و تجدد قرع و قلع تا ہوائے جوف سماع ہے۔ متحرک اول کے قرع سے ملا مجاور میں جو شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی، تو وہی الفاظ و کلمات تھے نہ اور قسم کی آواز۔ اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو بھی جنبش دی۔ اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی ٹھپہ کہ اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا۔ یوں ہی آواز

کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج وقرع میں ضعف آتا جاتا اور ٹھپہ ہلکا پڑتا ہے ولہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے صـ۱۳۰

رہی یہ بات کہ پلیٹوں پر آواز کا ٹھپہ خراشوں سے ہی متعین ہوتا ہے خراشوں کے بغیر ہم اس کا احساس وادراک نہیں کر سکتے تو کیسے تسلیم کرلیں کہ انسان کے منہ سے نکلی ہوئی ہوا کی ہیئت مخصوص اور شکل خاص فونوگراف کی پلیٹوں میں مرتسم ہوئی ہے۔

____ تو عرض کروں گا کہ جیسے ایک آرٹسٹ کاغذ پر پہلے باریک پنسل سے ایسے نقش ونگار مرتسم کرتا ہے جس سے کاغذ میں ایک مخصوص ہیئت اور شکل بنتی ہے جو نمایاں نہیں ہوتی پھر اس کے بعد وہ آرٹسٹ پنسل کی لکیروں کے مطابق رنگ بھرتا ہے جس سے کاغذ کی وہ مخصوص ہیئت اور شکل خاص نمایاں ہوکر معلوم ومشاہد ہوتی ہے۔

____ اسی طرح گراموفون کی پلیٹوں پر آواز کے بنفسہ غیر مرئی ٹھپے پڑتے ہیں جس سے پلیٹوں میں وہی مخصوص ہیئت اور شکل خاص اتر جاتی ہے مگر اس وقت وہ نظر نہیں آتی مگر پھر اسی کے مطابق پلیٹوں میں سوئی کے ذریعہ خراشیں ڈالی جاتی ہیں تو اس سے پلیٹوں میں قائم شدہ آواز کی وہ مخصوص ہیئت اور شکل خاص متعین طور پر معلوم ومشاہد ہوجاتی ہے۔

الغرض جب یہ بات واضح ہوگئی کہ گراموفون کی پلیٹوں میں آواز کا ٹھپہ پڑتا ہے جس کے مطابق سوئی سے خراشیں ڈالی جاتی ہیں۔ تو اب مولٰینا موصوف کے یہ کہنے کی کوئی قدر وقیمت نہیں رہ جاتی ہے کہ

> گراموفون کی پلیٹوں پر آواز کا ٹھپہ نہیں پڑتا بلکہ سوئی کے ذریعہ اس کا ایک نشان بن جاتا ہے ظاہر ہے کہ خراشں (نشان) اور چیز ہے ٹھپہ اور چیز صـ۸۴

فونوگراف کی پلیٹوں پر سوئی کی خراشیں متکلم کی آواز کے ٹھپہ کے مطابق نہ ہوں تو اس سے متکلم کی عین آواز کبھی بھی مسموع نہیں ہوسکتی ____ ہاں اسی طرح کی خراشیں ہوں تو اس آواز کی مشابہ دوسری آواز ہوسکتی ہے۔

ٹیپ کے فیتے میں آواز کی کیفیت:۔ رہا مولانا کا یہ فرمانا:

> جس طرح فونو گراف کی پلیٹوں میں متکلم کی آواز محفوظ رہتی ہے اس طرح ٹیپ کے فیتے میں بھی محفوظ رہتی ہے۔ اور جس طرح فونو گراف کی پلیٹ میں آواز کے نشان کا دائرہ نما ہونا ضروری نہیں اسی طرح ٹیپ کے فیتے میں بھی ضروری نہیں۔ ہاں چونکہ پلیٹ گول گھومتی ہے اس لیے خطوط بھی دائرہ نما ہو جاتے ہیں۔ اگر ریکارڈ سیدھا چلتا تو نشان بھی سیدھا ہی بنتا یہی وجہ ہے کہ ٹیپ کے فیتے میں دائرہ نہیں ہوتا۔ ملخصاً ص ۸۴

تو عرض کروں گا کہ شاید مولانا کو معلوم نہیں کہ ٹیپ کے فیتوں میں دائرے ہوں یا نہ ہوں متکلم کی آواز بعینہ محفوظ نہیں ہوتی ہے بلکہ متکلم کی آواز پہلے برقی انرجی میں تبدیل ہوتی ہے پھر مقناطیسی انرجی میں بدل کر فیتوں میں محفوظ ہوتی ہے۔ حضرت امام علم و فن نے "ٹی۔ وی کی تحقیق" میں ٹیپ ریکارڈر کی آواز سے متعلق موجدین و ماہرین کی تحقیقات کا خلاصہ ان لفظوں میں ارقام فرمایا ہے

"ٹیپ ریکارڈ کے کیسٹ میں نرم پلاسٹک کا بنا ہوا فیتا ہوتا ہے اس پر سائندہ آہنی ذرات کا لیپ چڑھا دیا جاتا ہے۔ اور جب متکلم گفتگو کرتا ہے۔ تو کچھ مخصوص آلات کے ذریعہ جو ٹیپ ریکارڈ میں موجود رہتے ہیں۔ اس کے ساونڈ انرجی کو مذکورہ بالا سائنسی نظریہ کے مطابق برقی انرجی اور پھر برقی انرجی کو مقناطیسی انرجی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کیسٹ کا فیتہ چونکہ آہنی ذرات سے لیا ہوا ہوتا ہے اس لئے فوراً یہ مقناطیسی انرجی اس سے لپٹ کر منجذب ہو جاتی ہے۔ اور جب آواز سننا مقصود ہوتا ہے تو الٹی چال کے ذریعہ پھر آواز پیدا کر لی جاتی ہے۔ ص ۱۲۶"

تمام سائنسدانوں کے ساتھ، ساتھ خود علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب جن کی تصدیق سے مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی اس کتاب کو مزین کیا ہے۔ "ٹیلیویژن و وی کا شرعی استعمال" میں لاؤڈ اسپیکر کے تعلق سے بھی یہی فرماتے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے:

" ایک انرجی کا دوسری میں بدل جانا اہل علم کے نزدیک ایک معروف ومتعارف حقیقت ہے۔ مثلاً آپ کی آواز ایک انرجی ہے یونہی روشنی ایک انرجی ہے اسی طرح میگنٹ ایک انرجی ہے وغیرہ وغیرہ تو جب آپ آواز نکالتے ہیں اور مائک سے ٹکراتی ہے تو فوراً الکٹرانک انرجی میں بدل جاتی ہے اور پھر یہی جب اسپیکر سے باہر ہوتی ہے تو فوراً ہی ساؤنڈ انرجی میں تبدیل ہو جاتی ہے ص۲۹۴ "

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ٹیپ ریکارڈر سے سنی جانے والی آواز ہو یا لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز اس میں وحدت نوعیہ برقرار نہیں رہتی ہے۔ بلکہ پہلے وہ آواز الکٹرانک انرجی میں تبدیل ہوتی ہے پھر الکٹرانک انرجی سے میگنٹ میں بدل جاتی ہے۔ اس کے بعد میگنٹ انرجی سے ساؤنڈ انرجی میں تبدیل ہو کر ہمیں سنائی دیتی ہے۔ تو وہ آواز درحقیقت متکلم کی اصل آواز نہیں ہوئی۔ اور جب وہ آواز درحقیقت متکلم کی آواز نہیں بلکہ اس کی غیر ہوئی تو اس آواز پر اقتداء کرنا حقیقۃً غیر آواز متکلم پر اقتداء کرنا ہوا۔ اور غیر آواز متکلم پر اقتداء کرنا بالاتفاق مفسد نماز ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء سے نماز نہیں ہوگی۔

کیا گراموفون پر لاؤڈ اسپیکر کا قیاس درست ہے؟

فونوگراف کی پلیٹوں میں متکلم کی آواز سلسلہ بسلسلہ کاپی ہوتے ہوئے محفوظ ہوتی ہے جس کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ان احکام میں جن کا تعلق نفس سماع سے ہے وحدت نوعی کے طور پر متکلم کی عین آواز قرار دیا ہے ـــــ اس کے پیش نظر حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ نے خیال کیا تھا کہ

" آواز خواہ کسی واسطے سے سننے میں آئے وہ بعینہٖ متکلم کی ہی آواز ہے۔ نہ کہ امثال ونظیر اور حکایت وتصویر۔ اس لئے لاؤڈ اسپیکر سے جو الفاظ وکلمات سنے جاتے ہیں وہ بعینہٖ لاؤڈ اسپیکر پر بولنے والے ہی کے الفاظ وکلمات ہیں۔ نہ کہ لاؤڈ اسپیکر کے الفاظ وکلمات کیونکہ آواز کے حدوث کا سبب قرع وقلع ہیں اور وہ متکلم کی صفت ہیں۔

نہ کہ لاؤڈ اسپیکر کی صفت جیسے گراموفون سے جو آواز سننے میں آتی ہے وہ بعینہ اسی کی آواز ہے جس کی صوت (آواز) اس میں بھری گئی۔ گراموفون سے جو آواز سنی جاتی ہے وہ بعینہ آواز متکلم ہے تو لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز سنی جاتی ہے وہ بھی بعینہ آواز متکلم ہے"۔ لاسپیکر صـ ۲۱)

مطلب یہ ہوا کہ فونوگراف سے سنی جانے والی آواز کو متکلم کی اصل آواز ماننے کی علت یہ ہے کہ اس کے معرض وجود میں آنے کا سبب متکلم ہی کے قرع و قلع ہیں درمیانی مراحل میں اس آواز کا سلسلہ کہیں منقطع نہیں ہوا ہے کہ وہ آواز ختم ہو کر نئے قرع و قلع سے دوسری آواز پیدا ہوئی ہو ــــــــ اور یہ علت لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اس کے معرض وجود میں آنے کا سبب بھی متکلم ہی کے قرع و قلع ہیں۔ درمیانی مراحل میں اس آواز کا سلسلہ بھی کہیں منقطع نہیں ہوتا ہے کہ یہ آواز ختم ہو کر کسی نئے قرع و قلع سے دوسری آواز پیدا ہوتی ہو ــــ تو لامحالا لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز بھی متکلم کی اصل آواز ہوگی ــــ

لیکن غور کیجیے تو انکشاف ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز میں متکلم کی اصل آواز ہونے کی علت نہیں پائی جاتی ہے کیونکہ آواز کی وحدت نوعی برقرار رہنے اور سلسلہ بسلسلہ اس کی شکل خاص کی کاپی ہونے کے لئے ملاً متکیف ضروری ہے جو مائک اور ہارن کے درمیان موجود نہیں ہے ــــ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ درمیانی مراحل میں آواز کا سلسلہ باقی نہیں رہا، نئے قرع و قلع سے دوسری آواز پیدا ہوئی ــــ اور جب آواز کا سلسلہ باقی نہیں رہا نئے قرع و قلع سے دوسری آواز پیدا ہوئی تو لامحالہ وہ متکلم کی اصل آواز نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں اصول ایجاد اور سائنسدانوں کی تصریحات سے بھی واضح ہے کہ درمیانی مراحل میں آواز کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل کے ساتھ عرض کیا جا چکا ہے تو ماننا ہوگا کہ فونوگراف سے سنی جانے والی آواز متکلم

کی اصل آواز تو ہے مگر لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز متکلم کی اصل آواز نہیں۔
خلاصہ یہ کہ آواز کی وحدت کا مدار کیفیت تشکلی کے تسلسل اور قرع وقلع کی وحدت پر ہے۔ حضرت مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ سے تسامح ہوا کہ انہوں نے لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز میں بھی کیفیت تشکلی کا تسلسل اور قرع وقلع کی وحدت خیال فرمالیا حالانکہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز میں کیفیت تشکلی کا تسلسل اور قرع وقلع کی وحدت برقرار نہیں رہتی ہے۔ کما مرّ

اس کو اس مثال سے آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے کہ عکسی تصویروں میں مضاہات خلق اللہ میں مرآۃ ملاحظہ کے لئے بنائی ہوئی صورت حیوانی موجود ہوتی ہے۔ جس کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے جاندار کی تصویر قرار دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

"بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس معنی میں داخل ہے تو سب مضاہات میں ہیں (فتاوی رضویہ دہم نصف آخر ص۶۰)"

ومن ههنا علم حرمة العمل الجاري في عهد النصارى المسمى بالتصوير العكسي لجريان التعليل والله تعالیٰ اعلم وبه علم حرمة ان يأمر هؤلاء بان يطبعوا عكسه على قرطاس مثلا، اذ ما حرم فعله حرم الامر به ايضا (جد الممتار ص۳۱۱ ج۱)

تو جاندار کی تصویر ہونے کا مدار مضاہات خلق اللہ میں مرآۃ ملاحظہ کے لئے صورت حیوانی بنانے پر ہوئی —— اب کسی کو تسامح ہو اور وہ یہ خیال کرے کہ آئینہ اور پانی میں بھی مضاہات خلق اللہ میں مرآۃ ملاحظہ کے لئے بنائی ہوئی صورت حیوانی "موجود ہوتی ہے اس لئے آئینہ اور پانی میں نظر آنے والی صورت بھی جاندار کی تصویر ہوئی —— تو ان سے کہا جائے گا کہ تصویر جاندار ہونے کی علت عکسی تصویروں میں تو پائی جاتی

ہے مگر آئینہ اور پانی میں نظر آنے والی صورتوں میں نہیں پائی جاتی کیونکہ آئینہ اور پانی کے اندر مضاہات خلق اللہ میں مرآۃ ملاحظہ کے لئے صورت بنائی نہیں جاتی ہے بلکہ ان سے بطور انعکاس ذو الصورۃ ہی نظر آتا ہے اس لیے جاندار کی عکسی تصویریں تو تصویر جاندار ہیں مگر آئینہ اور پانی میں نظر آنے والی صورتیں تصویر جاندار نہیں۔

الغرض آواز کی عینیت کا مدار ہیئت مخصوصہ اور شکل خاص کی بقا اور قرع و قلع کی وحدت پر ہے۔ مگر مولانا نظام الدین صاحب کی نادر تحقیق یہ ہے کہ:

گراموفون کی پلیٹوں میں منہ سے نکلی ہوئی شکل خاص محفوظ نہیں رہتی ہے بلکہ وہ نشان کی شکل میں بدل جاتی ہے۔ پھر بھی وہ متکلم ہی کی اصل آواز ہوتی ہے اور نشان کی شکل میں وہی محسوس و مبصر مانی جاتی ہے۔ ص۸۲

یعنی مولانا اپنی اس نادر تحقیق کے مطابق ریکارڈ کے خطوط کو آواز کی بدلی ہوئی شکل سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ ریکارڈ کے یہ خطوط نہ تو آواز ہیں اور نہ ہی آواز کی بدلی ہوئی شکل بلکہ ان خطوط سے ریکارڈ کی جو ہیئت مخصوص اور شکل خاص مشاہد ہوتی ہے وہ آواز ہے۔ اور یہ شکل و ہیئت بعینہ وہی ہے جو متکلم کے قرع و قلع سے منہ کے اندر بھری ہوئی ہوا میں پیدا ہوئی تھی

بہر حال فونوگراف کی پلیٹوں میں جو آواز محفوظ ہوتی ہے اور جسے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے متکلم کی اصل آواز قرار دیا ہے مولانا کے نزدیک درحقیقت وہ متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی شکل خاص (آواز) نہیں ہوتی ہے بلکہ نشان کی شکل میں بدلی ہوئی شئی ہوتی ہے

آواز کی حرمت سے عینیت پر استدلال درست نہیں: کوئی شخص مائک پر طبلہ بجا رہا ہو تو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اس آواز کا سننا بالاتفاق حرام ہے اور امام احمد رضا نے گراموفون سے طبلہ کی آواز کو عین آواز ثابت کر کے اس کے سننے پر حرمت کا حکم صادر فرمایا ہے تو کوئی معلول سے علت پر استدلال کرتے ہوئے کہہ سکتا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی متکلم کی عین آواز ہوگی۔ یعنی حرام ہونے

ص دیکھئے ص ۶۳

کی علت چونکہ عین آواز ہونا ہے اس لئے جہاں، جہاں حرمت ہو گی۔ عین آواز بھی
پائی جائے گی۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں بھی حکم حرمت موجود ہے تو لامحالہ یہ آواز بھی
عین آواز ہو گی۔

اس شبہ کے ازالہ کے لئے رکن موصوف نے فرمایا تھا:

"بلا آلہ یا بواسطہ آلہ مسموع آواز حقیقۃً آواز ہی ہے خواہ انسان کی پیدا کردہ
ہو یا آلہ سے پیدا کردہ۔ یا صدائے بازگشت سے مسموع ہو۔ اس لیے جس آواز کا سننا
حرام ہے وہ ہر حال میں حرام ہے۔ خواہ وہ کسی صورت سے پیدا ہو۔ اور کسی طرح
سے مسموع ہو۔ اور جس آواز کا سُننا مباح ہے وہ ہر حال میں مباح ہے
الغرض حرمت وحلت کا تعلق آواز حقیقی سے ہے اس میں اضافت الی المتکلم معتبر نہیں
لہٰذا دھوکا نہ ہو کہ امام احمد رضا نے بواسطہ آلہ پیدا شدہ آواز پر احکام شرع صادر فرمائے
ہیں۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم ہی کی آواز ہے۔ نماز میں حقیقۃً آواز ہونا ہی
کافی نہیں بلکہ اس کا من جانب مصلیؔ ہونا شرط ہے" (مقالہ اولیٰ ص۱۶)

یعنی لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کی حرمت سے اس کی عینیت
پر استدلال کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہاں حرمت کی علت عین ہونا یعنی تشخص نہیں
ہے بلکہ علت مخصوص نوع آواز ہے۔ جس کا تحقق اپنے ایک فرد عین ہونے کے ضمن
میں ہے۔ اس لیے کہ بذریعہ آلہ مسموع آواز طبلہ کی عین آواز ہو تو بھی اس کا سننا
حرام ہے۔ جیسا کہ امام احمد رضا نے فونوگراف سے طبلہ کی مسموع آواز کو عین آواز
ثابت کرکے بھی حرمت کا حکم دیا ہے ——— اور عین آواز نہ ہو تو بھی اس آواز کا
سننا حرام ہے۔ جیسا کہ امام احمد رضا ہی نے ارشاد فرمایا ہے:

"بالجملہ شرع مطہر نے اس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تموج بلکہ تشخص
تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اس میں دخل نہیں الخ ص۱۷"

لہٰذا لاؤڈ اسپیکر سے طبلہ کی آواز سننا ناجائز وحرام ہے تو اس سے اس

آواز کا عین ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

اس کے رد میں مولانا نے اپنے دوسرے مقالہ میں یہ فرمایا تھا۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ آواز کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو نوع آواز دوسرے کسی خاص شخص یا کسی خاص چیز کی آواز........ کے خیال میں امام احمد رضا قدس سرہٗ نے احکام شرع نوع آواز پر صادر فرمائے ہیں کسی خاص شخص یا خاص چیز کی آواز سے ان احکام کا تعلق نہیں ہے ـــــ اور نماز کا تعلق آواز سے نہیں بلکہ ایک خاص شخص (امام) کی آواز سے ہے۔ اس لئے لاؤڈ اسپیکر کو گراموفون پر قیاس کرنا صحیح نہیں ـــــ بلاشبہ یہ نکتہ آفرینی قابل صد رشک ہوتی اگر خود امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصریح اس کے خلاف نہ ہوتی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف الکشف شافیا میں پہلے اس بات پر مختلف حیثیتوں سے زور ڈالا ہے کہ گراموفون میں جو آواز بھری گئی ہے۔ وہ عین اس شئی یا شخص کی آواز ہے جس کی آواز اس میں بھری گئی۔ تو جو حکم اس شئی کی آواز کا ہوگا۔ وہی حکم گراموفون سے بھی سننے کا ہوگا۔ کہ اس میں محفوظ آواز عین اس شئی کی آواز ہے مثلاً اگر طبلہ، سارنگی، ڈھولک، ستار کی آواز اس میں محفوظ ہے۔ تو اس آلے سے سننا خود طبلہ وغیرہ ہی کی آواز کا سننا ہے۔ لہٰذا بلا واسطہ طبلہ کی آواز کا جو حکم ہے وہی حکم بواسطۂ آلہ اس کی آواز کا ہے ـــــ پھر دوسرے نمبر پر بطور فرض علی سبیل التنزل امام موصوف علیہ الرحمۃ نے وہ بات لکھی ہے جسے صاحب مقالہ نے پیش کیا ہے ـــــ اور اب ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ صاحب مقالہ نے جو ارشاد فرمایا کہ دھوکا نہ ہو ـــــ یہ دھوکا ہم کو ہے یا ان کو؟ ـــــ ممکن ہے کہ یہ دھوکا اس عاجز راقم الحروف کو ہو لیکن امام احمد رضا قدس سرہٗ کے کلام سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز متکلم کی اصل آواز ہے ص۴۲

اس لئے رکن موصوف نے ارشاد فرمایا۔

تنقید نگار (مولانا نظام الدین صاحب) نے اپنی لمبی چوڑی تقریر کر کے جو عبارت نقل کی ہے وہ سراسر ہماری حمایت میں ہے۔ جانے تنقید نگار نے کہاں سے یہ سمجھا کہ یہ خلاف میں ہے اس کا ثبوت اس کے ذمہ ہے (مقالۂ ثانیہ ص۱۳)

مگر مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی اس کتاب میں پھر اسی سوال کو دھراتے ہوئے لکھا ہے:

> (۱) آپ الکشف شافیا پڑھ لیجئے۔ پھر انصاف کیجئے کہ اس کی کسی بھی سطر، حرف یا شوشے نقطے سے کیا یہ اشارہ ملتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اضافت الی المتکلم کا اعتبار نہیں کیا ہے؟ (۲) اس کتاب کا تو موضوع ہی یہی ہے کہ آلہ سے مسموع آواز بولنے والے کی اصل آواز ہے اور پوری کتاب میں مختلف دلائل سے اسی کو ثابت کیا گیا ہے۔ (۳) اگر حکم شرعی کے نفاذ کے لئے "متکلم کی طرف نسبت" معتبر نہ ہوتی تو اس کے اثبات کے لئے ایک مبسوط رسالہ کی تصنیف کی کیا حاجت تھی۔ کیا مجدد اسلام نے ایک لغو و عبث کام میں اپنے وقت عزیز کو ضائع کیا؟ ص۵۸

(۱) ابھی چند سطر پہلے ہم فتاوی رضویہ کی یہ عبارت نقل کر چکے ہیں کہ:

"بالجملہ شرع مطہر نے اس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے، تشخص تموج بلکہ تشخص تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اس میں دخل نہیں۔"

جس سے آشکارا ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی عبارت سے تنصیص فرما دی ہے کہ حکم حرمت کے لئے اضافت الی المتکلم کی ضرورت نہیں ہے، جس نوع آواز کا سننا حرام ہے، وہ براہ راست سننے میں آئے یا کسی آلہ سے سننے میں آئے، انسان کی ہو یا جمادات کی، اس کا سننا بہرحال حرام ہے ـــــ لیکن اس کے باوجود اگر مولانا کو اس کی کسی سطر، حرف، شوشہ یا نقطہ سے اشارہ نہ مل رہا ہو تو یہ رکن موصوف کی تنبیہ کا قصور ہے اور نہ ہی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی عبارت کا ـــــ یہ اور بات

فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ حادثہ میں کلام سے پہلے ایک مبحث جلیل کی تمہید ضروری جس پر انکشاف احکام مقصودہ ص۱۱ — پھر یہ تحقیق فرمائی ہے
کہ "فونوگراف سے مسموع آواز متکلم کی اصل آواز ہوتی ہے" — اس کے بعد احکام مقصودہ کے بیان کا آغاز ان لفظوں سے کیا ہے
"جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا تو اب بتوفیقہ تعالیٰ تنقیح مسئلہ کی طرف چلیے ص۴۲" — اور ہر تعلیم یافتہ تو یہی جانتا ہے کہ مبادی اور تمہید و مقدمہ
مقصود (موضوع کے عوارض ذاتیہ کا بیان) سے خارج ہوتا ہے — جس سے واضح ہے کہ "آلہ سے مسموع آواز" الکشف شافیا کا موضوع نہیں ہے — "آلہ
سے مسموع آواز بولنے والے کی اصل آواز ہے" کو من حیث المعنی لیجیے۔ یا "آلہ سے مسموع آواز کا بولنے والے کی اصل آواز ہونا" —
یا "آلہ سے مسموع آواز" — یہ کسی طرح بھی رسالہ الکشف شافیا کا موضوع نہیں

(۳) معلوم نہیں، مولانا یہ کیسے فراموش کر گئے کہ اصل مقصود (موضوع کے عوارض ذاتیہ کا بیان) سے زائد کوئی فائدہ مندرہات ہو، تو وہ لغو اور عبث نہیں کہلاتی ہے — عام طور پر مضامین و مقالات میں تمہید اور کتابوں میں مقدمہ لکھا جاتا ہے بلکہ خود مولانا نے بھی اپنی اس کتاب میں صفحہ ۶ سے صفحہ ۲۰ تک بہت ہی طویل تمہید تحریر فرمائی ہے۔ تو کیا تمام مضامین نگار، مقالہ نویس، اور کتابوں کے مصنفین کے ساتھ ساتھ خود مولانا نے بھی لغو اور عبث کام میں وقت ضائع کیا ہے؟

رہا یہ اعتراض کہ فتاوی رضویہ میں احکام شرع نوع آواز پر صادر فرمائے گئے ہیں کسی خاص شخص یا خاص چیز کی آواز سے حکم حلت و حرمت کا تعلق نہیں ہے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے یہ بات بطور فرض علی سبیل التنزل ارشاد فرمائی ہے۔ اور بطور فرض علی سبیل التنزل کہی ہوئی بات سے استدلال درست نہیں۔

تو عرض کروں گا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے بطور فرض علی سبیل التنزل یہ بات نہیں کہی ہے بلکہ فونوگراف سے مسموع آواز کے اصلی نہ ہونے کو بطور فرض علی سبیل التنزل تسلیم فرمایا ہے اور رکن موصوف کی پیش کردہ بات کو حلت و حرمت کی اصل بنیاد قرار دیا ہے مگر چونکہ بعض حضرات نے یہ کہا تھا کہ فونوگراف سے مسموع آواز متکلم کی اصلی آواز نہیں ہے بلکہ نقلی آواز ہے۔ اور اصلی و نقلی کا حکم ایک نہیں ہوتا ہے اس لیے طبلہ کی اصل آواز کا سننا حرام ہونے کے باوجود بھی فونوگراف سے اس کے سننے میں حرمت نہیں ہوگی —— تو اس کے

جواب میں امام احمد رضا نے فرمایا ہے کہ اولاً تو فونوگراف سے مسموع آواز اصل آواز ہی ہے۔ اس لئے آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ اس سے طبلہ کی آواز سننا حرام ہے۔ لیکن اگر آپ کے بقول تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ اصل آواز نہیں ہے تو بھی حکم حرمت برقرار رہے گا کیونکہ حرمت کی علت اصل آواز ہونا نہیں ہے بلکہ اس نوع آواز کا ہونا ہے اور نوع آواز کا فرد فونوگراف سے مسموع آواز بھی ہے تولامحالہ اس آواز کا سننا بھی حرام ہوگا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں:

"بالجملہ کوئی شک نہیں کہ جو کچھ فونو سے سنی گئی وہی طبلہ کی آواز ہے اسی کو شرع مطہر نے حرام فرمایا تھا اور اسے خیال ومثال کہنا محض بے اصل خیال تھا اور بفرض غلط ایسا ہوتا تو بھی مجوز کے لئے کیا باعث خوشی تھا بالجملہ شرع مطہر نے اس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تموج، تشخص تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اس میں دخل نہیں۔ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے آواز ملاہی کی علت تحریم وہ تشخصات نہیں بلکہ یہ کہ وہ لہو ہیں۔ کما ینبی ولیشیر الیہ قولہ تعالیٰ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل لہواء المومن باطل وفی روایۃ حرام الا فی ثلث ــــــ وہ دل کو خیر سے پھیر کر شہوات ہفوات کی طرف لے جاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر ان کے رنگ چڑھ کر مہر ہو جاتی ہے پھر حق نہ سنے نہ سمجھے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔ غرض ان آوازوں میں بالطبع یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ فتنہ کی طرف کھینچیں اور قدم ثبات کو لغزش دیں وذلک قولہ تعالیٰ واستفزز من استطعت منہم بصوتک ہر عاقل جانتا ہے کہ اس میں خصوصیت صورت آلہ کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے پیدا ہوں اپنا رنگ لائیں گی۔ تو علت حرمت قطعاً حاصل ہے پھر حکم حرمت کیونکر زائل ص ۱۷"

تو ثابت ہوا کہ رکن موصوف کا یہ فرمانا کہ آواز سننے کی حلت وحرمت میں اضافت الی المتکلم کا اعتبار نہیں ہے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تحقیق، ارشاد نبوی اور فرمان خداوندی کے عین مطابق ہے

حضور مفتی اعظم ہند کا ارشاد

جانشین امام احمد رضا تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا تھا

"صدائے بازگشت سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن کر اقتدار کرنا کیسے درست ہوگا؟"

جس کی توضیح رکن موصوف نے یہ کی تھی:

"عبادت محضہ کا (نفس) وجوب غیر (دوسرے انسان) کے افعال سے بھی ہوتا ہے اور (جس پر وجوب ہو رہا ہے اس کے) بلاقصد وارادہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی (کی صحت) نہ تو افعال غیر سے ہوتی ہے اور نہ بلاقصد وارادہ۔ یعنی مَایَتعلّقُ بِالواجِب کی بہ نسبت مَایَتعلّقُ بِالادَا میں شدت رعایت اور غایت اہتمام ہوتا ہے۔ مَایثبُتُ بِالواجِبُ کے لئے ادنیٰ درجہ کافی ہے۔ برخلاف مَایتعلّقُ بِالاَدَا کے، کہ اس کے لئے ادنیٰ درجہ کافی نہیں بلکہ مَایَسعُ فیہ الاَدَا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وجوب صلوٰۃ کا سبب وقت کامل ہو تو ادا وقت ناقص میں نہیں کر سکتے —— اس تمہید کے بعد بحسن وخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جنس آواز کی جو نوع مایتعلق بالوجوب نہیں ہو سکتی وہ نوع مایتعلق بالادا کیونکر ہو سکتی ہے۔ مایتعلق بالادا کے لئے مایتعلق بالوجوب کے کم از کم مساوی ہونا ضروری ہے اس کی بہ نسبت اسوء حال میں نہیں ہونا چاہیئے۔ سجدۂ تلاوت اور نماز ادائیگی کے اعتبار سے جملہ شرائط وموانع میں یکساں حکم رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس کا حکم حکم صلوٰۃ ہے۔ اس لئے جو آواز اس میں موجب نہیں اس آواز سے اس کی ادائیگی بھی درست نہیں —— صدائے بازگشت سے جب سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا تو اس پر اقتدار کر کے نماز کی ادائیگی کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ الغرض جو چیز عبادت محضہ کے اندر باب وجوب میں شرعاً معتبر نہیں۔ وہ باب ادا میں بھی شرعاً معتبر نہیں۔ کیونکہ ایجاب کی بہ نسبت ادا میں زیادہ رعایت واہتمام ملحوظ ہے" ——

یعنی عبادت غیر محضہ (جیسے وضو) کے وجوب کے بعد اس کی ادائیگی کے لئے

صرف فعل ہی کافی ہے۔ مزید اور کسی چیز کا اہتمام ضروری نہیں۔ یہاں تک کہ وہ فعل غیر ارادی طور پر ہو جائے تو بھی ادائیگی متحقق ہو جائے گی۔ جیسے قصد و ارادہ کے بغیر چہرہ، ہاتھ، پیر دھل جائیں۔ اور سر پر بھیگا ہوا ہاتھ پھر جائے تو بھی وضو ہو جائے گا لیکن عبادت محضہ میں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ نفس وجوب کے بعد ادائیگی کے لئے فعل کے علاوہ بھی بعض دوسری چیزوں کا اہتمام و رعایت ضروری ہے۔ جن کا لحاظ نفس وجوب میں نہ تھا۔ جیسے دوسرے کے تلاوت کرنے سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے بعد اس کی ادائیگی کے لئے قصد و ارادہ کے ساتھ اپنے فعل کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ وجوب کے وقت نہ تو سننے والے کا فعل تھا اور نہ ہی قصد و ارادہ ــــــ

اسی طرح بعض وہ چیزیں جو وجوب کی منافی نہیں ہیں۔ مگر ادا کی منافی ہیں تو ادائیگی میں یہ لحاظ بھی ضروری ہے کہ وہ منافی چیزیں موجود نہ ہوں۔ جیسے کوئی چلتی ٹرین پر ہو اور وقت ہو جائے تو نماز واجب ہو گی مگر اس حالت میں اس کی ادائیگی صحیح نہیں۔ کوئی غیر قبلہ کی طرف رخ کرکے ہو تو وقت آنے سے نماز واجب ہو جائے گی مگر اسی حالت میں اس کی ادائیگی صحیح نہیں وغیرہ ذلک من الامثال۔

یونہی وجوب کے وقت جو حالت تھی ادائیگی کے وقت اس سے اچھی یا برابر حالت کا لحاظ و اہتمام ضروری ہے۔ جیسے سواری پر آیت سجدۂ تلاوت کی تو زمین کے علاوہ سواری پر بھی سجدہ ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر زمین پر آیت سجدۂ تلاوت کی تو سواری پر سجدہ ادا نہیں ہوگا

ایسے ہی کسی چیز کا تعلق عبادت محضہ کے "وجوب" اور "ادا" دونوں سے ہو تو وجوب سے متعلق ہوتے وقت اس میں جتنی قوت ضروری ہے "ادا" سے متعلق ہوتے وقت بھی کم سے کم اسی کے برابر قوت کا لحاظ و اہتمام ضروری ہے جیسے وقت کا تعلق نماز کے وجوب سے بھی ہے اور ادائیگی سے بھی کیونکہ وجوب کے لئے سبب ہے اور ادائیگی کے لئے شرط

ـــــ تواگر وجوب کا وقت ناقص ہو تو وقت ناقص میں بھی ادا ہو سکتی ہے۔
مگر وجوب کا وقت کامل ہو تو ناقص وقت میں ادا نہیں ہو سکتی۔

اب آواز کو دیکھئے تو اس کا تعلق جس طرح عبادت محضہ کے وجوب سے ہے
ر دوسرے کی قرأت سے آیت سجدہ سننے کی صورت میں سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا
ے اسی طرح آواز کا تعلق عبادت محضہ کی ادائیگی سے بھی ہے کہ مقتدی امام یا مکبر
ے تکبیر کی آواز سن کر تحریمہ باندھتا ہے۔ رکوع و سجود کرتا ہے۔

اس لیے اس ضابطہ کے مطابق وجوب کے تعلق سے آواز کی جو حالت درکار
ہوگی ادائیگی کے تعلق سے اس سے اچھی یا برابر حالت ضرور درکار ہوگی۔ اس سے کمزور
حالت ہو تو ادائیگی نہیں ہو سکتی ـــــ صدائے بازگشت اپنی اصل حالت سے انحطاط
پذیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت کے وجوب سے متعلق نہیں ہو پاتی ہے۔ تو ظاہر
ہے کہ اگر اس کا تعلق سجدہ کی ادائیگی سے ہوتا تو اس سے بھی متعلق نہیں ہو پاتی ـــــ
اور جب صدائے بازگشت اپنی اصلی حالت سے انحطاط پذیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت
کی ادائیگی سے متعلق نہیں ہو پاتی تو نماز، جو ادائیگی کے سلسلہ میں سجدۂ تلاوت کی طرح ہے
اس سے بھی متعلق نہیں ہو پائے گی ـــــ اور جب صدائے بازگشت ہی نماز کی ادائیگی
سے متعلق نہیں ہو پائے گی تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز جو صدا بھی نہیں، بالکلیہ دوسری آواز
ہے وہ نماز کی ادائیگی سے کس طرح متعلق ہو پائے گی ـــــ؟

اس لیے ثابت ہوا کہ جانشین امام رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ
ارشاد بالکل حق و بجا ہے کہ "صدائے بازگشت سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا
ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن کر اقتدار کرنا کیسے صحیح ہوگا۔؟"

ہمارے ان معروضات سے واضح ہے کہ یہ ضابطہ کسی کا من گڑھت یا اختراعی
نہیں بلکہ اصول شرعیہ اور قواعدِ فقہیہ سے مستنبط ہے۔ یونہی یہ بھی واضح ہو گیا کہ مندرجہ
ذیل باتیں یعنی

(الف) عبادت محضہ کا وجوب غیر کے افعال سے بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی غیر کے افعال سے نہیں ہوتی

(ب) یہ وجوب بلا قصد وارادہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ادائیگی بلا قصد وارادہ نہیں ہوتی۔

مندرجہ بالا ضابطہ کی بنیاد نہیں بلکہ مظہر وکاشف ہیں۔

گذشتہ بالا سطور کے مطالعہ سے اب یہ بات مخفی نہیں رہی کہ نفس وجوب کا سبب ہونے کے لئے نہ تو یہ ضروری ہے کہ وہ سبب مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کے علاوہ دوسرے شخص کا فعل نہ ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ اس فعل میں مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا قصد وارادہ شامل ہو ـــــ لیکن صحت ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ خود مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا فعل قصد وارادہ کے ساتھ ہو ـــــ جب نفس وجوب کا سبب ہونے کے لئے مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کے علاوہ دوسرے شخص کا فعل نہ ہونا۔ یا ۔ مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا قصد وارادہ ہونا ضروری نہ ہوا۔ اور صحت ادائیگی کے لئے خود مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا فعل اور قصد وارادہ ضروری ہے تو نفس وجوب کی بہ نسبت ادائیگی کے لئے زیادہ قوت کی ضرورت ہوئی۔ اور نفس وجوب کی بہ نسبت ادائیگی میں زیادہ اہتمام مطلوب ہوا۔

دوسرے کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت (عبادت محضہ) کا واجب ہوجانا معلوم و مشہور ہے۔ جس میں سننے والے کا فعل مؤثر ہے نہ قصد وارادہ۔ موجب صرف تلاوت کرنے والے کا فعل ہے جو بالبداہتہ فعل غیر ہے

سامع کے حق میں سجدۂ تلاوت کے وجوب کا اصل سبب:۔

بعض فقہاء نے اگرچہ یہ فرمایا ہے کہ سامع کے حق میں سجدۂ تلاوت کے وجوب کا سبب سماع ہے۔ قاری یا سامع کا فعل نہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ سننے والے کے لئے سجدہ واجب ہونے کا اصل سبب قاری کی تلاوت ہی ہے۔

وفی الکافی الاصل ان التلاوۃ سبب بالاجماع لان السجدۃ یضاف الیھا ویتکرر بتکرارھا وفی السماع خلاف

عہ جس پر واجب ہے۔

نقیل انہ سبب لما رویناوالصحیح ان السبب فی حق السامع ھو التلاوۃ لکن السماع شرط عمل التلاوۃ فی حقہ ولیس فی الحدیث بیان السبب بل فیہ بیان الوجوب علی السامع (کفایہ شرح ہدایہ ص ۴۶۶ ج ۱)

الصحیح ان السبب فی حق السامع التلاوۃ لا السماع وانما السماع شرط (فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۴۶۶ ج ۱)

سبب التلاوۃ علی التالی اتفاقا وعلی السامع فی الصحیح والسماع شرط عمل التلاوۃ فی حقہ (نور الایضاح ومراقی الفلاح ص ۲۶۰)

المختار ان السبب التلاوۃ فقط (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۶۰)

قول البعض ان السبب ھو السماع وقول الجمھور ان السبب التلاوۃ لان الحکم یضاف الی السبب وھو التلاوۃ لا الی الشرط وھو السماع وھذا ھو ما علیہ الجمھور لان الصحیح ان فی حق السامع ھو التلاوۃ کالتالی والسماع شرط عمل التلاوۃ فی حق السامع الخ (ایضا ص ۲۷۰ ملخصا)

قد رجح فی الکافی ان السبب انما ھو التلاوۃ وان السماع فی حق السامع انما ھو شرط فقط نعم ذھب صاحب الھدایۃ الی ان السماع سبب ایضا فاعتذر عنہ شراحھا بما مر اہ ومافی الکافی صححہ فی المحیط کما فی تتارخانیہ وصححہ فی الظھیریۃ۔ (منحۃ الخالق للشامی ص ۱۱۸ ج ۱)

مگر عبادت محضہ کا دوسرے کے فعل سے۔ یا۔ بغیر نیت کے اپنے ہی فعل سے ادا ہونا ظاہر و باہر ہے۔ کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح اصول فقہ میں بتایا گیا ہے کہ قدرت کی دو قسمیں ہیں (۱) قدرت ممکنہ

(۲) قدرت میسرہ ــــــ پھر قدرت ممکنہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(الف) متحققہ (ب) متوہمہ ــــــ عبادت محضہ کے نفس وجوب کے لئے تو قدرت میسرہ یا قدرت ممکنہ کا تحقق لازم نہیں۔ قدرت ممکنہ کا توہم ہی کافی ہے ــــ لیکن صحت ادائیگی کے لئے خارج میں متحقق ہونا ضروری ہے صرف توہم کافی نہیں۔ جیسے کوئی شخص ایسے وقت مسلمان یا بالغ ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے بعد وقت باقی نہ رہے گا تو بھی نفس وجوب کا تحقق ہو جائے گا۔ خواہ اس کی ادائیگی پر قادر ہو یا نہ ہو ــــ لیکن اس وقت ادا کرے تو صحت ادا نہ ہوگی۔ اور جیسے عورت پر حیض کی حالت میں روزہ کا نفس وجوب ہے مگر اس کی ادائیگی صحیح نہیں۔ کیونکہ صحت ادا کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط ہے ــــ تو ثابت ہوا کہ نفس وجوب کے بعد کبھی ادائیگی کے لئے مزید چیزوں کی رعایت اور اہتمام مطلوب ہوتا ہے۔

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں لیکن پڑھ لے تو ادا درست ہے ــــ

کیونکہ نفس وجوب، وجوب ادا اور صحت ادا تینوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہماری گفتگو نفس وجوب اور صحت ادا میں ہے ــــ نفس وجوب جمعہ کا سبب، مسافر کے لئے بھی وقت جمعہ ہی ہے تو نفس وجوب اس کے لیے بھی متحقق ہے۔ مگر وجوب ادا متحقق نہیں کیونکہ وجوب ادا کا سبب مشروط بالاقامہ ہے تو مسافر کے حق میں وجوب ادا کا تحقق نہ ہوا ــــ نہ یہ کہ نفس وجوب ہی متحقق نہیں۔ ــــ غرض کہ وجوب ادا کے بغیر صحت ادا تو ہو سکتی ہے مگر نفس وجوب کے بغیر صحت ادا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں سبب کے بغیر مسبب کا وجود لازم آئے گا۔ جو باطل ہے۔ جیسے کوئی مقدار نصاب مال کا مالک نہ ہو اور زکاۃ ادا کر دے یا شعبان ہی کے مہینے میں رمضان کا روزہ رکھ لے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ رمضان کا روزہ صحیح نہ ہوگا۔

تردید کا نیا انداز: گفتگو یہ تھی کہ کبھی کسی عبادت محضہ کا وجوب

دوسرے شخص کے فعل سے مَن وَجَبَ عَلَیہِ کے قصد وارادہ کے بغیر بھی ہوجاتا ہے
مگر مولانا نظام الدین صاحب لکھتے ہیں۔

ان امور کو ادا میں غایت اہتمام کی بنیاد بنانا صحیح نہیں کیونکہ ان کا کھلا ہوا
مطلب یہ ہے کہ عبادت کا وجوب اگر اپنے فعل اور قصد وارادہ سے ہو تو اس کا اہتمام
اس عبادت سے زیادہ ہوگا جس کا وجوب غیر کے فعل سے ہوجاتا ہو اور
بلا قصد وارادہ بھی۔ ص۱۹

دیکھ رہے ہیں آپ! بات تھی نفس وجوب کے بالمقابل صحت ادائیگی کی کہ نفس وجوب
کی بہ نسبت ادا میں زیادہ اہتمام درکار ہوتا ہے۔ لیکن مولانا نے تردید کے لئے اس کو بدل کر
اس طرح کر لیا کہ جس عبادت کا وجوب اپنے فعل وارادہ سے ہو وہ زیادہ اہم ہے۔ از جس
عبادت کا وجوب اپنے قصد وارادہ کے بغیر ہو اس عبادت کی اہمیت کم ہے۔
یہ مولانا کا اپنا مزعوم تو ہے مگر مذکورہ بالا عبارت کا مفاد نہیں۔ اس لیے اس کے
بعد مولانا نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے مزعوم ہی کے رد میں لکھا ہے ——— پھر اپنے
مزعوم کے رد میں بھی جو کارستانی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

تو لازم آئے گا کہ تمام نوافل اور نذر میں واجب بعینہ کی بہ نسبت زیادہ رعایت
واہتمام ہو کیونکہ واجب بعینہ مثلاً نماز پنجگانہ وجمعہ کا وجوب اپنے فعل اور قصد
وارادہ سے نہیں ہوتا جبکہ نوافل کا وجوب بالقصد شروع کرنے اور نذر کا وجوب
بالقصد[ؔ] منت ماننے سے ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں واجب لغیرہ ہیں۔ جن میں
بلاشبہ وہ اہتمام نہیں ہوتا جو واجب لعینہ میں ہوتا ہے۔ دیکھئے نفلی روزہ

ؔ پتہ نہیں مولانا نے منت کے لیے قصد کی قید کیسے لگا دی ہے جبکہ اس کے لیے قصد وارادہ ضروری نہیں
شامی ص۱۳۴ میں ہے سواء قصدہ ما تلفظ بہ اولا ولہذا قال فی الولو الجیہ رجل اراد ان یقول للّٰہ
علی صوم یوم فجری علی لسانہ صوم شہر کان علیہ صوم شہر بحر اھ وکذا لو اراد ان یقول
کلاما فجری علی لسانہ النذر لزمہ لان ھزل النذر کالجد کالطلاق فتح ۱۲

> توڑنے سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ اور فرض روزہ کے توڑنے سے کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ فرض نماز جماعت کے ساتھ واجب اور نفل نماز کی جماعت نہ صرف یہ کہ غیر واجب بلکہ تداعی کے ساتھ مکروہ ہے .... نوافل زندگی بھر نہ پڑھیں کوئی گناہ نہیں اور فرائض بلا عذر صرف اپنے وقت سے فوت ہوجائیں تو گناہ کبیرہ .... اب ایک طرف فرائض پنجگانہ وجمعہ کا یہ بلند مقام دیکھئے کہ وہ رکن دین وبنیاد اسلام ہیں۔ ایمان وتصحیح عقائد کے بعد تمام اعمال میں سب سے زیادہ عظیم الشان ہیں۔ ان کا اہتمام نوافل سے نہ صرف زیادہ بلکہ بدرجہا زیادہ ہے۔ ص۹۱

نماز پنجگانہ (واجب لعینہ) کا وجوب اگر اپنے فعل وقصد سے نہیں ہوتا ہے تو غیر کے فعل سے بھی نہیں۔ اس لیے اس کے غیر اہم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ بالا ضابطہ کے مطابق نہ سہی۔ مولاناؒ کے مزعوم ہی کے مطابق بھی گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ جس عبادت کا نفس وجوب دوسرے شخص کے فعل سے اپنے قصد و ارادہ کے بغیر ہوجائے اس عبادت کی اہمیت کم ہے ـــــ اور نماز پنجگانہ وجمعہ کا نفس وجوب دوسرے شخص کے فعل سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اوقات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو نماز پنجگانہ وجمعہ کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ اس لیے نوافل ونذور کے بالمقابل ان کو پیش کرنا اپنے مزعوم سے بھی دور ہٹ جانا ہے۔

ہاں تلاوت کرنے والے کے حق میں وجوب سجدہ یا نذر یا نوافل شروع کر لینے کے بعد نوافل ـــــ اور آیت سجدہ سننے والے کے حق میں وجوب سجدہ کے درمیان یہ تقابل دکھایا جاتا کہ مقدم الذکر صورتوں میں وجوب اپنے فعل اور قصد و ارادہ سے ہوتا ہے اور مؤخر الذکر صورت میں وجوب دوسرے شخص کے فعل سے

ـــہ مذکورہ بالا ضابطہ یہ ہے کہ نفس وجوب کے لیے کم اہتمام درکار ہے اور ادا کے لئے زیادہ اہتمام۔ مگر مولانا کا مزعوم یہ ہے کہ جس عبادت کا وجوب اپنے فعل وارادہ سے ہو وہ عبادت زیادہ اہم ہوتی ہے۔ اور جس عبادت کا وجوب دوسرے کے فعل سے ہو وہ کم اہم ہوتی ہے ۱۲

اپنے قصد وارادہ کے بغیر ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود مقدم الذکر صورتوں میں وجوب کی اہمیت کم ہے۔ اور مؤخر الذکر صورت میں وجوب کی اہمیت زیادہ ہے ــــــ تو ایک بات ہوتی۔

مگر ایسا نہیں ہے کہ مقدم الذکر صورتوں میں وجوب کی اہمیت کم ہو اور مؤخر الذکر صورت میں وجوب کی اہمیت زیادہ۔ تو ظاہر ہو گیا کہ مولانا کے اپنے مزعوم کے مطابق بھی ان مثالوں سے مناقضہ غلط ہے۔ اور بسا اوقات مولانا خود اپنا لکھا ہوا بھی بھول جاتے ہیں۔

پھر مولانا نے گناہ ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں نوافل کی مثال دے کر قلت تامل کی انتہا کر دی ہے۔ نوافل شروع کرنے سے پہلے واجب ہی نہیں ہوتے ہیں۔ تو اس کے نہ پڑھنے پر گناہ نہ ہونے کی بحث ہی بے جا ہے۔ کیونکہ گفتگو تو عبادت محضہ کے نفس وجوب میں ہو رہی ہے تو پھر غیر واجب سے تقابل کا کیا معنیٰ؟

الغرض سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا فعل وارادہ ضروری نہیں۔ دوسرے کے فعل سے بھی وہ واجب ہو جاتا ہے مگر ادائیگی کے لئے ادا کرنے والے کا فعل وارادہ ضروری ہے۔ اگر اس کا فعل اور قصد وارادہ نہ ہو تو ادا نہیں ہو سکتا جس سے واضح ہوا کہ نفس وجوب کے لئے من وجب علیہ کا فعل وقصد ضروری نہیں۔ لیکن ادا کے لئے فعل وقصد ضروری ہے۔ تو وجوب کی بہ نسبت ادا کی اہمیت زیادہ ہوئی ــــــ اب اس کے بعد مولانا نظام الدین صاحب کا یہ کہنا کہ

> اختراعی ضابطہ کی وہ بنیاد ملاحظہ کیجئے اور غور فرمایئے کہ اگر اسے واقعی غایت اہتمام کی بنیاد مان لیا جائے تو اسلام کے نظریات سے کس قدر تصادم ہوگا اور ارشادات نبوی بلکہ فرامین خداوندی سے کتنی دوری ہوگی۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ غایت اہتمام کا وہ نظریہ اور اس کی بنیاد تسلیم کر لینے کے بعد مذکورہ بالا فرائض اسلام کا سارا اہتمام ختم ہو کر رہ جائے گا۔ ص ۹۱، ۹۲

یقیناً اپنے ہی مزعوم کا رد کرنا اور اس کے مطابق ان خرابیوں کا لزوم دکھانا ہے۔

نفس الامر میں نہ تو اس ضابطہ کا رد ہے اور نہ ہی اس کے مطابق ان خرابیوں کا لزوم کیونکہ رکن موصوف نے جس اہتمام کی بات کہی ہے اس اہتمام کے خلاف نہ تو اسلام کا کوئی نظریہ ہے اور نہ ہی فرامین نبوی وارشاد خداوندی — بھلا اسلام کا کوئی نظریہ یا فرمان نبوی اور ارشاد خداوندی اس اہتمام کے معارض کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اہتمام کی یہ شدت خود شریعت ہی کا منشا ہے کیا معاذ اللہ اسلام کا نظریہ یا فرمان نبوی یا ارشاد خداوندی منشاء شریعت کے خلاف ہوگا۔؟

خلاصہ:۔ بالجملہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ نفس وجوب کی بہ نسبت صحت ادا میں غایت اہتمام ملحوظ ہوتا ہے یعنی جہاں عبادت محضہ کا وجوب دوسرے کے فعل سے ہو وہاں مایتعلق بہ الوجوب کی بہ نسبت مایتعلق بہ الادا میں شدت رعایت ملحوظ ہوگی۔ اور جہاں ایسا نہ ہو وہاں کم سے کم مساوات ضرور ہوگی۔ جیسا کہ اخیر میں مولانا نے بھی اعتراف کرلیا ہے وہ لکھتے ہیں:

[دونوں میں کھلی ہوئی مساوات ہے ص۹۳ اس حیثیت سے بھی دونوں میں مساوات ہے ص۹۳ اب بھی دونوں میں مساوات پائی جاتی ہے ص۹۴]

تو اب یہ تسلیم کرلینے سے مفر نہیں کہ جس چیز سے نفس وجوب نہ ہو سکے اس چیز سے صحت ادا بھی نہ ہوگی ——— اور یہ مسلمہ ہے کہ صدائے بازگشت سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔ تو اگر آواز سے سجدہ کی ادائیگی متعلق ہوتی تو وہ بھی درست نہ ہوتی ——— اور ادائیگی کے سلسلہ میں سجدۂ تلاوت و نماز کا حکم یکساں ہے۔ تو جس طرح صدائے بازگشت سے سجدۂ تلاوت متعلق ہوتا تو اس کی ادائیگی درست نہ ہوتی اسی طرح نماز کی ادائیگی آواز سے متعلق ہے تو وہ بھی درست نہ ہوگی

الحمدللہ کہ رکن موصوف کی طرف سے حضور مفتی اعظم ہند کے فتوی کی اس توضیح اور فقیر کے معروضات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ صدا سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے تو اس پر اقتداء بھی درست نہ ہوگی ——— اور جب صدا سے اقتداء

درست نہ ہوئی تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے بدرجہ اولی درست نہ ہوگی کیونکہ صدا تو متکلم ہی کی انعکاس پذیر آواز ہے جبکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز ہی نہیں۔ نو پیدا دوسری آواز ہے۔ کما مر

"عبادت محضہ کا وجوب بلا قصد و ارادہ بھی ہو جاتا ہے" ——— اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد مولانا موصوف رقم طراز ہیں:

> اس سے ادا میں غایت اہتمام کا ثبوت نہیں ہوتا ہے کیونکہ دیکھیے ایک شی ہے ایجاب ادا، اور ایک شئ ہے ادا۔ ایجاب کا تعلق خدائے برتر و توانا کی ذات پاک سے ہے اور ادا کا تعلق اس کے عاقل و بالغ بندوں سے اور ساری دنیا جانتی ہے کہ جو فعل جس کا ہو اس کے صدور کیلئے اسی کے ارادہ کی حاجت ہے تو وجوب نفاذ یا ایجاب کے تحقق کے لئے محض خدائے وحدہ لاشریک کا ارادہ چاہئے یہاں بندوں کے ارادہ کی قطعی حاجت نہیں۔ ہاں ادا بندے کا فعل ہے لہذا اسکے تحقق کیلئے بندہ کا ارادہ ضروری ہے

خلط مبحث: بات تھی نفس وجوب اور صحت ادا کی مگر پتہ نہیں کیوں مولانا نے اس کو ایجاب ادا اور ادا سے بدل دیا؟ ——— میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ نفس وجوب، وجوب ادا اور ادا، تینوں الگ الگ چیزیں ہیں ——— نفس وجوب کا سبب وہ امارات و علامات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے متعین فرمایا ہے جیسے وجوب روزہ کے لئے ماہ رمضان۔ وجوب نماز کے لئے ان کے اوقات، وجوب زکوٰۃ کے لئے مقدار نصاب مال نامی کا مالک ہونا۔ کہ جب جب ماہ رمضان آئے روزہ فرض ہوگا۔ جب جب نماز کے اوقات ہوں گے نماز فرض ہوگی۔ آدمی جب جب مقدار نصاب مال نامی کا مالک ہوگا زکوٰۃ فرض ہوگی ——— انہیں اسباب وجوب کے تعدد سے مسببات میں تعدد ہوتا ہے اور ان کی وحدت سے وحدت ——— وجوب ادا کا سبب شریعت کی طرف سے ان چیزوں کا مطالبہ ہے ——— ادا بندے کا فعل ہے یعنی تسلیم عین الواجب بالامر ———

ایجاب ادا فعل شارع ہے اس لئے اس میں شارع ہی کا ارادہ ہوگا ——— ایجاب نفس شی بھی اگرچہ حقیقۃ فعل شارع ہی ہے مگر کہیں تو اس نے اس کے لئے علامات مقرر کر رکھے

ہیں اور کہیں یہ ایجاب فعل عبد کے توسط سے ہوتا ہے جیسے منت میں ایجاب اگرچہ درحقیقت فعل شارع ہی ہے مگر یہ ایجاب فعل عبد کے واسطہ سے ہے۔

لان ایجاب العبد (فی النذر) معتبر بایجاب اللہ تعالیٰ (نور الانوار ص۵۶ بمنایہ مجتبائی)

الغرض ایجاب نفس شئ کبھی بنفسہ فعل شارع ہوتا ہے جیسے نمازوں کے اوقات کا وجود میں آجانا اور کبھی فعل عبد کے توسط سے ہوتا ہے۔ مگر جب فعل عبد کے توسط سے ہو تو کبھی وہ فعل خود مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا ہوتا ہے جیسے آیت سجدہ کے تلاوت کرنے سے سجدہ واجب ہونا اور کبھی مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کے علاوہ دوسرے شخص کا، جیسے زید نے آیت سجدہ تلاوت کی اور عمرو کے کانوں میں آواز پہونچ گئی تو اس پر سجدہ واجب ہے جس میں ایجاب درحقیقت شارع کی طرف سے ہے مگر تلاوت کرنے والے کے فعل کے واسطہ سے ——— جب دوسرے شخص کا فعل واسطہ ہو تو وجوب کے لئے من وجب علیہ کا قصد وارادہ ضروری نہیں۔ جبکہ ادا کے لئے مَنْ وَجَبَ عَلَیْہِ کا فعل اور قصد وارادہ ضروری ہے اس سے ثابت ہوا کہ وجوب کی بہ نسبت ادا میں زیادہ اہتمام ہوتا ہے اور یہی مدعا ہے

اس لئے واضح ہوا کہ رکن موصوف کی توضیح اور اس فقیر کی تشریح کے مطابق جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا آواز بازگشت سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہونے کو مستدل بنا کر، لاؤڈ اسپیکر پر فساد نماز کا فتویٰ دینا اصول شرع کے مطابق حق اور بجا ہے اور مولانا نظام الدین صاحب کا اس کی حقیقت سے واقف ہوئے بغیر خواہ مخواہ کا اعتراض کرکے اسے غلط و باطل ٹھہرانے کی کوشش کرنا سورج پر گرد ڈال نے کے مرادف ہے

عبادت اور نیت: پھر مولانا نظام الدین صاحب لکھتے ہیں:

> علاوہ ازیں سجدۂ تلاوت کا درج ذیل مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت محضہ کی ادائیگی بلا قصد بھی درست ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کرلیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کرکے

سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا (بہار شریعت ص۶۹ ج۴)

وتودی بسجودھا کذلک ای علی الفور وان لم ینو بالاجماع اھ

(الدر المختار ص۵۱۹ ج۱) اب اگر بالفرض مان لیا جائے کہ عبادت محضہ کا وجوب بلا قصد و ارادہ بھی ہوتا ہے تو بھی ادا میں وجوب سے زیادہ اہتمام نہیں ثابت ہوتا بلکہ اب بھی دونوں میں مساوات ہی پائی جا رہی ہے کیونکہ جیسے وجوب بسا اوقات بلا قصد و ارادہ ہوتا ہے یونہی اس کی ادائیگی بھی بلا قصد و ارادہ پائی جاتی ہے ص۹۴

مولانا کو یہ کون بتائے کہ فقہ و اصول کا یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ بہت سے احکام جو صراحتاً ثابت نہیں ہو پاتے ضمناً ثابت ہو جاتے ہیں۔

کم من شئی یثبت ضمناً ولا یثبت صریحاً (شرح وقایہ ص۳۱ ج۱ رضویہ ص۳۱ ج۱)

ذبیحہ کے سلسلہ میں کافر کی خبر قطعاً قابل اعتبار نہیں مگر معاملات کے ضمن میں ہو تو مقبول ہو گی جیسے کافر ملازم گوشت لا کر یہ کہے کہ فلاں مسلم نے ذبح کیا ہے تو اس کی بات نہیں مانی جائیگی اور اس گوشت کا کھانا حرام ہو گا ـــــ مگر یہ کہے کہ فلاں مسلمان کی دکان سے خریدا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی اور گوشت کھانا حلال ہو گا

من ارسل اجیراً لہ مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریتہ من مسلم وسعہ اکلہ (شامی ص۳۱۹ ج۵، فتاوی عالمگیری ص۸۶ ج۴)

کافر گوشت لایا اور کہا مسلمان سے خریدا ہے بات اس کی مقبول اور گوشت حلال (حاشیہ فتاوی رضویہ ص۱۰۱ ج۲)

لان الشئی متی ثبت فی ضمن غیرہ لا یعطی لہ حکم نفسہ وانما یعطی لہ حکم المتضمن (کفایہ ص۳۷ ج۱)	کوئی شئی جب دوسرے کے ضمن میں ثابت ہو تو اس کے لئے خود اپنا حکم الگ سے نہیں ہو گا بلکہ متضمن کا حکم ہی اس کا بھی حکم ہو جائے گا۔

سجدہ نماز میں سجدۂ تلاوت کی ادائیگی ضمناً ہو رہی ہے تو سجدۂ تلاوت کے لئے الگ سے نیت نہیں ہو گی بلکہ سجدۂ نماز ہی کی نیت اس کی بھی نیت ہو جائے گی۔ بلفظ دیگر

سجدۂ تلاوت سجدۂ نماز کے ضمن میں ادا ہو رہا ہے اور سجدۂ نماز میں سجدہ کی نیت موجود ہے تو ضمناً سجدۂ تلاوت کی نیت بھی موجود ہو گئی ـــــ یہ نہیں کہ سجدۂ تلاوت بغیر نیت کے ادا ہو گیا ـــ اس لئے بہار شریعت اور درمختار کی عبارتوں کا مطلب یہ ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لئے نیت اصالۃً نہ ہو تو بھی نیت ضمنی سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ ھٰکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق۔

اور جب یہ بات واضح ہو گئی کہ سجدۂ نماز کے ضمن میں سجدۂ تلاوت ادا ہو تو بھی اس میں ادا کرنے والے کا قصد ضمنی موجود ہے تو اب مولانا کا یہ کہنا غلط ہو گیا کہ:

> جیسے وجوب بسا اوقات بلا قصد و ارادہ ہوتا ہے یونہی اس کی ادائیگی بھی بلا قصد و ارادہ پائی جاتی ہے ص ۹۴

اور جب مولانا کا یہ کہنا غلط ہو گیا تو ثابت ہوا کہ نفس وجوب کی بہ نسبت صحت ادائیگی میں شدت اہتمام ملحوظ ہوتی ہے ـــــ اس لئے ما یتعلق بہ الاداء، ما یتعلق بہ الوجوب سے قوی تر ہو گا یا مساوی، اس سے کمزور نہیں ہو سکتا ـــــ اور صدائے بازگشت سے سجدۂ تلاوت (عبادت محضہ) کا وجوب نہیں ہوتا ہے تو اگر ادائیگی سے بھی اس کا تعلق ہوتا تو ادائیگی بھی درست نہ ہوتی ـــــ اور جب صدائے بازگشت سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی درست نہ ہوتی تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز جو صدائے بازگشت کی طرح بھی نہیں، اس سے نماز کی ادائیگی بدرجہ اولیٰ درست نہیں ہو گی۔ کیونکہ ادائیگی کے سلسلہ میں سجدۂ تلاوت اور نماز دونوں کا حکم یکساں ہے۔

الحمد للہ کہ ہماری ان معروضات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنی فقہی بصیرت اور حقیقت بین نگاہ کی روشنی میں صدا سے آیت سجدہ سننے کی صورت میں سجدہ واجب نہ ہونے سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے اقتداء کے فساد پر جو استدلال فرمایا ہے وہ بالیقین حق و صواب ہے

کمال ہوشیاری: یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کسی چیز کا تعلق نفس وجو

اور ادائیگی دونوں سے ہو تو وجوب کے تعلق سے اس میں جس قدر قوت ضروری ہے، ادا کے تعلق سے اس سے زیادہ یا اس کی مساوی قوت ضروری ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ادا میں غایت اہتمام ملحوظ ہوتی ہے۔ مگر مولانا موصوف اس کو غلط ٹھہرانے کے لئے فرماتے ہیں کہ:

> سجدۂ تلاوت کے حکم کی علت اللہ عزوجل کی تعظیم یا متلو کا احترام ہے جس کی رعایت وجوب اور ادا ہر ایک میں اس کے اقتضاء کے مطابق پائی جاتی ہے' وجہ القیاس علی ما قال محمد ان معنی التعظیم فیهما (ای الرکوع والسجود) واحد فکانا فی حصول التعظیم بهما جنسا واحدا والحاجة الی تعظیم الله تعالیٰ اما اقتداء بمن عظمه واما مخالفة لمن استکبر فکان الظاهر هو الجواز اھ وجوب میں احترام یہ ہے کہ تالی و سامع ہر ایک پر سجدہ واجب ہو اور ادا میں احترام یہ ہے کہ ہر مامور بذات خود اسے بجالائے الخ صـ۹۴

مولانا کے اس استدلال پر میں اس کے سوا کیا عرض کروں کہ غالب نے کہا ہے:

ع: کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

کوئی ان سے پوچھے کہ یہاں وہ کونسی چیز ہے جس سے وجوب و ادا دونوں کا تعلق ہے مگر وجوب کے تعلق سے اس میں جس قدر قوت ہے' ادا کے تعلق سے اس قدر قوت نہیں ہے؟ تو پھر خواہ مخواہ کی عبارتیں نقل کرکے عام قارئین پر خارجی اثر ڈالنے کی کوشش سے کیا فائدہ؟ ——— پھر یہ کہ غائت اہتمام کے لئے تو مِنْ وَجْہٍ شدت و افضلیت بھی کافی ہے مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ ضروری نہیں۔ سواری پر سجدہ کی بہ نسبت زمین پر سجدہ کرنا قوی ہے خارج نماز سجدہ تلاوت کی بہ نسبت نماز میں سجدۂ تلاوت قوی ہے۔ تو اگر کسی صورت میں کسی ایک اعتبار سے قوت وضعف نہ پایا جائے تو اس سے غائت اہتمام

کے ضابطہ پر کیا اثر پڑے گا؟

مولانا کی کمال ہوشیاری دیکھئے کہ گفتگو تھی وجوب وادامیں۔ مگر وہ فرماتے ہیں کہ:

> سجدۂ تلاوت کے حکم کی علت اللہ عزوجل کی تعظیم ہے

تاکہ عام قارئین حکم سے وجوب سمجھ جائیں۔ حالانکہ وجوب کی علت تعظیم نہیں ہاں حکم بمعنی مشروعیت کی علت تعظیم ہے کما لایخفی علی من لہ ادنی تعلق من الفقہ والاصول۔

پھر مولانا فرماتے ہیں:

> حکم نماز کی علت شکر منعم و تعظیم باری ہے تو یہ علت اس امر کی مقتضی ہے کہ جب بھی سبب وجوب پایا جائے تو ہر فرد مکلف پر یہ شکر و تعظیم لازم ہو جائے۔[۹۵]

یعنی شکر منعم و تعظیم باری ہی علت و مقتضی ہے۔ اور شکر منعم و تعظیم باری ہی معلول و مقتضیٰ

اوقات کے اعتبار سے وجوب و ادا میں فرق کی وجہ:۔ مولانا نے صفحہ ۹۶ سے صفحہ ۹۷ تک مسلم الثبوت اور فواتح الرحموت کی عبارتیں نقل کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ

> "ماثبت بہ الوجوب کے لئے ادنی درجہ کا ہونا کافی تو ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس کی بہ نسبت ادا میں غائت اہتمام ملحوظ ہوتی ہو۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً وجوب نماز کا سبب پورے وقت کا ایک جزو غیر معین ہے جو جزو اخیر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس میں ادنی درجہ کا ہونا کافی ہے —— نیز اس ادنی درجہ کی کفایت سے بندوں پر حرج بھی لازم نہیں آتا جبکہ ادا میں ادنی درجہ کافی ہو تو حرج لازم آئے گا۔" ملخصاً

مولانا یہ فراموش کر گئے کہ گفتگو ما یتعلق بنفس الوجوب اور ما یتعلق بوجوب الادا میں نہیں بلکہ ما یتعلق بنفس الوجوب اور ما یتعلق بالادا میں ہو رہی ہے۔ لہٰذا ادا کے تعلق سے ادنی درجہ کافی ہو تو حرج یا تکلیف مالایطاق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اس صورت

میں وجوب کے بعد ادا کرے تو حکم صحت ہو گی۔
پھر صفحہ ۹۸ سے صفحہ ۱۰۲ تک قدرت ممکنہ اور میسرہ کے تعلق سے نور الانوار، بدائع
شامی وغیرہ کی عبارتیں نقل کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

عند التحقیق وجوب و ادا میں وقت کے اعتبار سے کمی بیشی نہیں ہوتی ہے۔ جزو اخیر میں وجوب کا مطلب یہ کہ نماز کا صرف ایک جزو واجب ہو پوری نماز نہیں مگر چونکہ نماز قابل تجزی نہیں ہے اس لئے پوری نماز واجب ہو جاتی ہے اگرچہ عارض کی وجہ سے پوری نماز واجب ہو مگر فی نفسہ پوری نماز واجب نہیں ہوئی لہذا اصالۃً جتنی نماز واجب ہوتی ہے اتنے وقت میں اس قدر نماز ادا بھی ہو سکتی ہے تو وجوب و ادا کے اعتبار سے وقت میں کمی زیادتی نہیں ہوئی۔ ملخصًا بالمعنی

سوال یہ کہ نماز کے عدم تجزی کی بنا پر ایک جزء کے وجوب سے پوری نماز واجب ہو گئی تو پھر اس مقدار وقت میں ایک جزء کی صحت ادا سے پوری نماز کی صحت ادا کیوں نہیں ہو جاتی؟ پوری نماز کیوں فاسد ہو جاتی ہے؟ ——کیا یہ اس بات کا مشیر نہیں کہ ادا میں غایت اہتمام ملحوظ ہے؟

بہرحال جب مولانا نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ما یتعلق بہ الوجوب اور ما یتعلق بہ الادا میں مساوات ہوتی ہے، جو چیز ما یتعلق بہ الوجوب نہیں ہو سکتی۔ اگر ادا کا تعلق اس سے ہو تو ادا بھی صحیح نہیں ہو سکتی

تو یہ ثابت ہو گیا کہ جب صدا کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے تو اگر سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا تعلق آواز سے ہوتا تو ادائیگی بھی صحیح نہیں ہوتی ——— اور نماز و سجدۂ تلاوت میں باعتبار ادا مساوات ہے تو یقیناً آواز بازگشت سے نماز کی ادائیگی بھی نہیں ہو سکتی ——— اور جب آواز بازگشت متکلم کی آواز ہونے کے باوجود اصلی حالت سے انحطاط پذیر ہونے کی وجہ سے اس سے نماز کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے نماز کی ادائیگی بدرجہ اولیٰ نہیں ہو گی۔ کیونکہ یہ تو سرے سے متکلم کی آواز ہی نہیں ہے بلکہ ایک نوپید آواز ہے

حضور مفتی اعظم ہند کا ارشاد:

جانشین امام احمد رضا تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا ہے کہ "امام جب مائکروفون میں آواز پہونچاتا ہو تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اگر آواز امام ڈالتا نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی"

مولینا کی طرف سے تردید اس کی تردید کرتے ہوئے مولانا نظام الدین صاحب نے اپنے دوسرے مقالہ میں لکھا تھا:

> ایک مسئلہ تو یہ مائکروفون میں آواز ڈالنے نہ ڈالنے کا ہے کہ آواز ڈالے گا تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔ دوسرا مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ آواز کے پہونچنے کے قصد کا ہے۔ یعنی مائکروفون میں آواز نہ ڈالے مگر ادائے عبادت کے ساتھ قصد یہ ہو کہ اس کے ذریعہ دور کے مقتدیوں تک آواز پہونچ جائے۔ ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر امام کے پاس اسی مقصد سے رکھا جاتا ہے اور امام کا بھی عبادت کی ادائیگی کے ساتھ یہی قصد ہوتا ہے کہ اس سے دور تک آواز پہونچے مگر اس قصد کے لئے امام کا منہ اٹھاکر مائکروفون میں آواز ڈالنا ضروری نہیں۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ آواز ڈالنا اور ہے اور یہ آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پہونچے اس کا قصد اور ہے ڈالنا فعل ہے اعضاء و جوارح کا اور قصد و ارادہ فعل ہے قلب کا۔ آواز امام ڈالتا نہیں ہے۔ ہاں ادائے عبادت کے ساتھ یہ قصد بھی ہوتا ہے کہ اس کی آواز مقتدیوں کو بذریعہ آلہ پہونچے۔ جب یہ قصد ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ کیونکہ ڈالنا نہیں پایا گیا ص ۳۶۔۳۸

اس کا جواب اس فقیر نے اپنے تیسرے مقالہ میں دے دیا تھا مگر مولانا نے یہاں بھی میرے جواب سے اعراض فرماکر انداز بدل کے پھر اسی سوال کو دہرایا ہے کہ:

> امام قرات اس لئے کرتا ہے کہ فرض قرات ادا ہوجائے یعنی اس کا مقصود

> نظام قرآنیہ کے تلفظ سے محض حکم الٰہی کا امتثال ہوتا ہے اور صرف جہر سے ذکر و اسماع مقتدی کے لئے یہ ارادہ ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے آواز دور تک پہنچے تو اس سے نماز میں کیا فساد؟ فتاوی رضویہ میں ہے، بالجملہ جبکہ لفظ بقصد مفسد نہ ہو تو مجرد رفع صوت سے کسی معنی زائد کا ارادہ مفسد نہیں ولہٰذا علامہ حموی نے رسالہ القول البلیغ فی حکم التبلیغ میں فرمایا فی کون الصیاح بما ھو ذکر ملحقا بالکلام نظر لان المفسد للصوت الملفوظ لا عزمۃ القلب نیز اسی میں شامی ج۱ ص۴۱۶ سے ہے جھر بالقراۃ لا تفسد لانہ قاصد للقراۃ و انما قصد الزجر والامر بمجرد رفع الصوت نامل قرأت میں آواز بلند کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی کہ اس کا قصد قرات کا ہے اور محض آواز کی بلندی سے جھڑکنا یا حکم دینا مقصود ہے ص۱۱۰

اس لئے مناسب ہے کہ میں بھی یہاں اپنے تیسرے مقالہ میں دیئے ہوئے جواب کو نقل کر دوں۔ میں نے عرض کیا تھا

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ارشاد گرامی "امام مائیکروفون میں آواز پہونچاتا ہو" کا معنی یہ نہیں ہے کہ منہ اٹھا کر مائیکروفون میں آواز ڈالتا ہو۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آواز پیدا کرنے کے ارادہ سے تکبیر کہتا ہو، قرات کرتا ہو۔ اور اس ارادہ سے تکبیر کہنا جس طرح فعل قلب ہے اسی طرح فعل جوارح بھی —— ہاں صرف ارادہ ہو تو فعل جوارح نہیں ہوگا جیسے نماز میں کسی سے خطاب کا صرف ارادہ ہو تو فعل قلب ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی مگر خطاب کے ارادہ سے قرات ہو تو فعل قلب کے ساتھ فعل جوارح بھی ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ان النیۃ اذا اقترنت بالعمل	نیت کے ساتھ جب عمل ہو تو لازمی طور پر
وجب اعتبارھا واذا تجردت عن	نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ ہاں صرف نیت ہو عمل
العمل لا یعتبر فیما یتعلق ثبوتہ	نہ ہو تو ان احکام میں جن کا تعلق افعال جوارح سے

بالجوارح (عنایة صـــــ ۱۲۴ ج ۲) ہے محض نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

اس لئے یہ کہنا کہ:

> اس قصد کے لئے امام کا منہ اٹھا کر مائیکروفون میں آواز ڈالنا ضروری نہیں آواز ڈالنا فعل ہے اعضاء جوارح کا اور قصد وارادہ فعل ہے قلب کا الخ۔

چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور مفتی اعظم ہند یہ نہیں جانتے تھے کہ فعل قلب کیا ہے اور فعل جوارح کیا ہے اور یہ کہ دور کے مقتدیوں تک آواز پہونچانے کے لئے منہ اٹھا کر مائیکروفون میں آواز نہیں ڈالی جاتی ہے؟۔

اور جب مائیکروفون میں آواز پہونچانے کا معنیٰ آواز پیدا کرنے کے ارادہ سے تکبیر کہنا ہوا اور یہ فعل قلب کے ساتھ فعل جوارح بھی ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ آواز پیدا کرنے کے ارادہ سے تکبیر کہنا کسی یحییٰ نامی شخص سے خطاب کی نیت کر کے آیت کریمہ یٰیَحْیٰی خذ الکتاب بقوۃ پڑھنے کی طرح منافی صلوٰۃ ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

> اگر نماز میں کسی یحییٰ نامی کو خطاب کی نیت سے یہ آیت کریمہ یٰیَحْیٰی خذ الکتاب بقوۃ پڑھی بالاتفاق نماز جاتی رہی۔ حالانکہ وہ حقیقۃً قرآن ہے صـــــ ۴۰۲ ج ۳

اصل یہ ہے کہ نمازی جس لفظ سے کسی ایسے معنیٰ کا افادہ کرے جو اعمال نماز سے نہیں وہ کلام ہو جاتا اور مفسد نماز قرار پاتا ہے۔ اگرچہ لفظ فی نفسہٖ ذکر الٰہی یا قرآن ہی ہو اگرچہ اپنے محل ہی میں ہو مثلاً کسی موسیٰ نامی شخص سے نمازی نے کہا ماتلك بیمینك یا موسیٰ نماز جاتی رہی اگرچہ یہ الفاظ آیت کریمہ ہیں صـــــ ۴۰۶

تبیین الحقائق میں ہے:

> ان ھذا اللفظ لما استعمل فی محل الجواب وفھم منہ ذلك صار من ھذا الوجہ کلام الناس وان لم یکن من حیث الصیغۃ ومثل ھذا جائز کمن قال لرجل اسمہ یحییٰ الخ (صـــــ ۲۳۵ ج ۱)

حضور مفتی اعظم ہند کا ارشاد

جانشین امام احمد رضا تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا ہے "صدائے بازگشت سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے تو لاؤڈاسپیکر کی آواز جو امام کی آواز نہیں مماثل آواز امام ہے اسے سن کر اقتدا کرنا کیسے درست ہوگا۔؟

حضور قبلہ گاہی کے اس اجمالی ارشاد کی تفصیل کے لئے رکن موصوف نے اپنے پہلے مقالہ میں فرمایا تھا:

" لاؤڈاسپیکر کی آواز غیر فطری ہے اور غیر فطری آواز عبادتِ مقصودہ میں شرعًا معتبر نہیں۔ اور جو آواز عبادت مقصودہ میں شرعًا معتبر نہیں اس پر اقتدا بھی درست نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ لاؤڈاسپیکر کی آواز پر اقتدا درست نہیں۔ صغریٰ کا ثبوت یہ ہے کہ اگر یہ آواز معتبر ہوتی تو اس سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا التالی باطل فالمقدم مثلہٗ۔ کبریٰ کا ثبوت یہ ہے کہ شرعًا غیر معتبر آواز پر اقتدا درست ہو تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا کہ وہ غیر معتبر بھی ہو اور اس پر اقتدا درست ہونے کی وجہ سے وہ معتبر بھی ہو

اس پر مولانا نے اپنے دوسرے مقالہ میں فرمایا تھا:

> یہاں قیاس میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ شکل اول کے انتاج کے لئے ایجابِ صغریٰ و کلیتِ کبریٰ ضروری ہے۔ یعنی صغریٰ کے موجبہ ہونے کے ساتھ ساتھ کبریٰ کلیہ ہو۔ صغریٰ میں لفظ "معتبر نہیں" اگر لیس بمعتبر کا معنیٰ ہے تو ایجاب صغریٰ بھی مفقود ہے

اس کا جواب اس فقیر نے اپنے تیسرے مقالہ میں یہ دیا تھا:

" لفظ معتبر نہیں کو "غیر معتبر" یا "لا معتبر" کے معنیٰ میں نہ لینے کی کوئی وجہ نہیں اور غیر معتبر یا لامعتبر کے معنیٰ میں لیا جائے تو قضیہ معدولہ موجبہ ہوگا نہ کہ سالبہ۔ اور جب قضیہ معدولہ موجبہ ہوا تو ایجابِ صغریٰ کس طرح مفقود ہوگا؟ لیکن اگر تسلیم کر لیا جائے کہ لیس بمعتبر ہی کے معنیٰ میں ہے تو اس صورت میں بھی ایجاب صغریٰ کیوں مفقود

ہوگا۔ کیا لفظ لیس معدولہ کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے؟

حضرت علامہ فضل امام خیرآبادی نے تو ایک قیاس فاسد کی مثال بعینہ اسی طرح دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

الھواء لیس بمبصر۔ وکل مالیس بمبصر لیس بجسم۔ مرقاۃ ص۳۸

جس میں فساد کی وجہ یہ ہے کہ مالیس بمبصر کا جسم نہ ہونا غلط ہے۔ یعنی کبریٰ صحیح نہیں، نہ یہ کہ صغریٰ ہی موجبہ نہیں ہے۔

حضرت علامہ محب اللہ بہاری علیہ الرحمہ نے مسلم الثبوت میں ایک قیاس صحیح کی مثال ا لیس ب۔ و کل ما لیس ب ج۔

سے دیکر یہ نتیجہ برآمد فرمایا ہے کہ ا ج۔

اور ایجاب صغریٰ کے سلسلے میں پیدا ہونے والے وہم کا جواب یہ دیا ہے:

ان السّلب من حیث ھو رفع محض وعقد الوضع فی الکبریٰ لا یخلو عن ملاحظتہ فی سالبۃ الصغریٰ فلا سلب بل ایجاب سلب ص۱۲

اس پر علامہ عبدالحق خیرآبادی لکھتے ہیں:

فصارت الصغریٰ موجبۃ سالبۃ المحمول لا سالبۃ فوجد ایجاب الصغریٰ مع کلیۃ الکبریٰ۔ ص۴۵

حضرت بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی علیہ الرحمہ فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

وصارت الصغریٰ معدولۃ ای سالبۃ المحمول [عہ] ص۱۲

تو اب اپنی اس کتاب میں سلبِ صغریٰ کی بات چھوڑ دی اور دوسرے اعتراضات کئے

پہلا اعتراض، عمومیت دعویٰ کی بحث:۔

عہ مرقات کی اردو شرح مصفات میں ہے بعض الحیوان لیس بانسان اس میں انسانیت کو بعض حیوان سے سلب نہیں کیا گیا ہے بلکہ لاانسانیت کو بعض حیوان کیلئے ثابت کیا گیا ہے ص۱۰۲

غیر فطری آواز شرعاً معتبر نہیں۔ یہ دعویٰ عام ہے کہ (الف) یہ آواز نہ تو کسی عبادتِ مقصودہ کے ایجاب میں معتبر ہے۔ (ب) اور نہ ہی اس کی ادا کے باب میں اس کا اعتبار ہے۔ لیکن اس دعویٰ کی دلیل خاص ہے ملاحظہ ہو۔ اگر یہ آواز معتبر ہوتی تو اس سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا التالی باطل فالمقدم مثلہٗ۔ اس دلیل سے دعویٰ کے صرف پہلے جز (الف) کی خاص عبادت سجدۂ تلاوت کے متعلق یہ ثابت ہوا کہ اس کا وجوب غیر فطری آواز سے نہ ہو گا۔ اور دوسرے جز (ب) پر تو اس کی سرے سے کوئی دلالت ہی نہیں تو دلیل خاص ہوئی اور ظاہر ہے کہ دلیل خاص سے دعویٰ عام کا ثبوت ہرگز نہ ہو گا۔ ص ۱۲۷

جواب:۔ مولانا کو یہ تسلیم ہے کہ غیر فطری آواز عبادت مقصودہ کے ایک فرد سجدۂ تلاوت کے سلسلے میں غیر معتبر ہے۔ لیکن غیر معتبر کیوں ہے؟ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اس کا جواب امام احمد رضا نے یہ عطا فرمایا ہے کہ قول ثانی پر یہ کہنا ہو گا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کے لئے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے۔ اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہو گی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو اور زبان تالی نے پیدا کی تھی۔ پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہوئی مختصر یہ کہ سجدہ سماع اول پر ہے نہ معاد پر۔

مگر سوال یہ کہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث میں منصوص نہیں فقہائے کرام کا مستخرجہ ہے جبکہ فرامین نبویہ میں اس طرح کی کوئی قید نہیں کہ تموج اول ہی سے سننے میں آئے یا تصادم کی قوت دافعہ شریک نہ ہو۔ تو پھر امام احمد رضا کا یہ فرمانا کیسے درست ہو گا؟ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ انہ محاکات ولیس بقراءۃ۔ (طحطاوی) فان ذلک لیس بتلاوۃ (بدائع ص ۱۸۶ ج ۱) یعنی غیر فطری طور پر مسموع آواز اگرچہ حقیقۃً قرآن ہے مگر اس کے باوجود اپنی اصلی حالت سے انحطاط پذیر ہو جانے کی وجہ سے

عبادت محضہ کے سلسلے میں حکماً قرآن نہیں ہے۔ اس لئے سجدۂ تلاوت کے سلسلے میں معتبر نہیں۔ اور یہ قرینۂ قیاس بھی ہے کیونکہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے سماع قرآن شرط ہے۔ اور سجدہ عبادتِ مقصودہ ہے تو تسلیم کرنا ہوگا کہ غیر فطری طور پر سنی جانے والی قرآنی آواز حقیقۃً قرآن ہونے کے باوجود عبادت مقصودہ کے سلسلے میں حکماً قرآن نہ ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔ اور جب ایجاب عبادت مقصودہ میں معتبر نہیں ہے تو ادائے عبادت مقصودہ میں بھی معتبر نہیں ہوگی جیسے قرآن کریم کی آیت کا کوئی کلمہ حقیقۃً قرآن ہونے کے باوجود حکماً قرآن نہ ہونے کی وجہ سے عبادتِ مقصودہ (سجدۂ تلاوت) کے وجوب میں معتبر نہیں ہے۔ تو ادا (ادائے نماز) کے سلسلہ میں بھی حقیقۃً قرآن ہونے کے باوجود حکماً قرآن نہ ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔ وان کان قرآنا حقیقۃ لکنہ لیس بقرآن حکما (عنایہ ص۲۹ ج۲)

نیز خود مولانا بھی یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ماتعلق بہ الوجوب اور ماتعلق بہ الادا میں مساوات ہے۔ اور جب دونوں میں مساوات ہے تو نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں بھی یہ آواز غیر معتبر ہوگی۔ اور جب نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں یہ آواز غیر معتبر ہوئی تو ثابت ہوا کہ دعوٰی عام اور دلیل خاص نہیں ہے۔ بلکہ دونوں یکساں ہیں۔

دوسرا اعتراض، کلیتِ کبرٰی کی بحث:

> جو آواز شرعاً معتبر نہ ہو اس پر اقتدا، درست نہیں۔ یہ کبرٰی ہے جو دو وجہ سے ساقط الاعتبار ہے (الف) ابھی واضح کیا گیا کہ غیر فطری آواز صرف وجوب سجدہ کے باب میں غیر معتبر ہے۔ اس لحاظ سے یہ کبرٰی فی الواقع جزئیہ ہوا جبکہ شکل اول کے انتاج کے لئے کلیۃ کبرٰی شرط ہے۔ ص۱۲۸

حیرت ہے کہ مولانا کبرٰی کی کلیت کا انکار کیسے کر رہے ہیں؟ جبکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اردو میں لفظ "جو" موجبہ کلیہ کا سور ہے

رہی یہ بات کہ غیر فطری آواز صرف وجوب سجدۂ تلاوت کے باب میں غیر معتبر ہے
تو ہم ثابت کر آئے کہ غیر فطری آواز عبادات محضہ میں مطلقاً غیر معتبر ہے۔ لیکن اگر مولانا
کی بات تسلیم بھی کر لی جائے، تو اس سے کبریٰ کی کلیت جزئیت میں کیوں تبدیل ہو جائیگی؟
ہاں اگر وہ یہ کہتے کہ صغریٰ مسلم نہیں، کیونکہ غیر فطری آواز کا تمام عبادات محضہ
میں غیر معتبر ہونا میرے نزدیک صحیح نہیں۔ صرف وجوب سجدہ کے باب میں غیر معتبر
ہونا صحیح ہے۔ یعنی صغریٰ کا متعلق وجوب سجدہ ہے جو اخص ہے اور قیاس میں عبادت
محضہ کو مطلق رکھ کر عام کر دیا گیا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہتے کہ صحیح مقدمہ
تو اس طرح ہے کہ "غیر فطری آواز وجوب سجدہ کے سلسلے میں غیر معتبر ہے"۔ لیکن قیاس میں
اس کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ "غیر فطری آواز عبادت محضہ کے سلسلہ میں غیر معتبر
ہے۔ تو کہنے کی ایک بات ہوتی۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ:

> اس لحاظ سے یہ کبریٰ فی الواقع جزئیہ ہوا جبکہ شکل اول کے انتاج کے
> لئے کلیت کبریٰ شرط ہے۔

(ب) اتحاد مکان کی بحث:

> بلکہ سرے سے یہ بنیاد ہی غلط ہے کیوں کہ شرعی نقطۂ نگاہ سے اس
> امر کا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ جس آواز سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو۔ اس
> پر اقتدار درست نہیں جیسا کہ دوسری دلیل کے اخیر میں اس کی وضاحت
> کی گئی ہے۔ ہاں حضرت محقق نے اس کے ثبوت میں ایک دلیل قطعی کا
> انکشاف کیا ہے جو درج ذیل ہے۔
> "غیر معتبر آواز پر اقتدار درست ہو تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا کہ وہ
> غیر معتبر بھی ہو اور اس پر اقتدار درست ہونے کی وجہ سے معتبر بھی ہو۔"
> حیرت ہے کہ علوم عقلیہ کے ماہر کامل سے اتنا بڑا التسامح کیسے ہو گیا؟
> منطق سے نابلد مجھ جیسا بے بضاعت بھی جانتا ہے کہ اجتماع

نقیضین کے لئے آٹھ شرطیں ضروری ہیں ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط داں　　　　وحدتِ موضوع ومحمول و مکاں

اور یہاں پر وحدتِ مکان کی شرط مفقود ہے کیونکہ غیر فطری آواز کے معتبر نہ ہونے کا مکان سجدۂ تلاوت بہ لحاظ وجوب ہے اور اس کے معتبر ہونے کا مکان نماز بہ لحاظ ادا ہے تو اتحاد مکان نہ پایا گیا اور اجتماع نقیضین بھی لازم نہ آیا۔ (ص ۱۲۸)

ہم گذشتہ اوراق میں اس کو واضح طور پر ثابت کر آئے ہیں کہ جس آواز سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو سکے اس آواز سے نماز کی ادائیگی بھی درست نہ ہو گی۔ اس لئے یہ بنیاد تو غلط نہیں۔ البتہ اس کو غلط قرار دینا ضرور غلط ہے۔

ہم ابھی ثابت کر چکے کہ قیاس کا کبریٰ کلیہ ہے جس کا موضوع ہے "جو آواز عبادتِ مقصودہ میں غیر معتبر ہے"، اب اگر وہ آواز عبادتِ مقصودہ ہی میں معتبر ہو جس کی ایک فرد نماز ہے، تو بلاشبہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ مولانا نے اتحاد مکان کی شرط نہ پائے جانے کی بات کہہ کر

در تناقض ہشت وحدت شرط داں　　　　وحدتِ موضوع ومحمول ومکاں

تو نقل فرما دیا، مگر کاش اس کی گہرائی میں بھی اتر کر دیکھ لیتے۔ کیونکہ آواز غیر معتبر کا متعلق مطلق عبادتِ محضہ ہے جس میں نماز بھی شامل ہے۔ تو نماز میں بھی وہ آواز غیر معتبر ہوئی۔ اب اگر نماز ہی میں معتبر ہو تو وحدتِ مکان میں معتبر و غیر معتبر کا اجتماع لازم آئے گا جسے اجتماع نقیضین کہتے ہیں۔ بلفظ دیگر، آواز غیر معتبر کا مکان تمام عباداتِ محضہ ہے۔ اور مولانا کے بقول معتبر ہونے کا مکان ایک عبادتِ محضہ نماز ہے تو مکان کے اعتبار سے آواز غیر معتبر کلیہ ہوئی اور آواز معتبر جزئیہ۔ اور جزئیہ و کلیہ میں صراحۃً تناقض ہوتا ہے تو عبادتِ محضہ میں غیر معتبر آواز اور نماز میں معتبر آواز کے اندر تناقض ہوا۔

الغرض واضح ہوگیا کہ قیاس کے دونوں ہی مقدمے صحیح ہیں۔ اور جب دونوں مقدمے صحیح ہیں تو نتیجہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ یہ قیاس شکل اول بدیہی الانتاج پر مشتمل ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ جانشین امام احمد رضا تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے لاؤڈاسپیکر کی آواز پر اقتدار کے بطلان کا فتوٰی دیکر ناحق تجد دپسندی اور فقہی بصیرت سے عام محرومی کے اس ظلمت کدہ میں حق وصداقت کا جو آفتاب روشن کیا ہے الحمدللہ کہ دن بدن اس کا اجالا بڑھتا ہی جارہا ہے اور ان شاءاللہ بڑھتا ہی جائے گا۔ خواہ کتنے ہی لوگ اس جلتے سورج کو پھونکوں سے بجھا دینے کی کوشش میں اپنی عمریں صرف کر دیں ؏

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جواز کے فتاوے اور ان پر معروضات

صفحہ ۱۳۱ سے صفحہ ۱۴۷ تک فقہائے ماضی کے فتاوٰی کے عنوان سے حضرت مولانا نوراللہ بصیری، مفتئ آگرہ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب، حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب، حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب علیہم الرحمہ کے فتاوٰی اور حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے ایک فتوی کا اقتباس نقل فرمایا ہے

حضرت مولانا نوراللہ صاحب کا فتویٰ اور اس پر معروض

پہلا فتویٰ حضرت مولانا نوراللہ صاحب بصیری علیہ الرحمہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

> لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز متکلم کی اصل آواز نہ ہو جب بھی انتقالات امام کی یقینی دلیل ہے اور اقتدار کے لئے انتقالاتِ امام کا مطلق علم ہی کافی ہے۔ ملخصاً ص ۱۳۳

عرض ہے کہ مطلق علم سے مراد امام یا مکبر کی آواز و افعال کا احساس ہے تو لاؤڈ اسپیکر امام یا مکبر نہیں کہ اس کی آواز پر اقتدار درست ہو جائے۔ اور اگر کسی بھی ذریعہ سے علم ہو جانا مراد ہے، تو صحیح نہیں۔ کیونکہ ہم مولانا نظام الدین صاحب کی چوتھی دلیل کے رد میں یہ ثابت کر آئے کہ یہ تلقن من الخارج اور مانع صلوٰۃ ہے۔ بالخصوص علامہ غزی، علامہ حموی، علامہ ابو سعود، علامہ طحطاوی اور علامہ شامی

کے حوالوں سے یہ واضح کر آئے کہ المبلغ ان قصد التبلیغ فقط فلا صلاۃ لہ ولا لمن اخذ بقولہ فی ھذہ الحالۃ لانہ اقتدیٰ بمن لیس فی صلاۃ
نیز اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ کوئی شخص خارج سے انتقالاتِ امام کی خبر دے تو اس کے مطابق عمل کرنے سے نماز فاسد نہ ہو حالانکہ یہ بالاتفاق مفسدِ صلوٰۃ ہے۔

حضرت مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمہ کا فتویٰ اور اس پر معروضات،

دوسرا فتویٰ حضرت مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

> صدا سے اگر آیت سجدہ سنی گئی تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ لیکن سجدۂ تلاوت پر اقتدار کا قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ علت جامعہ کا پتہ نہیں ص ۱۳۶

عرض ہے کہ گذشتہ اوراق میں ہم تفصیل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ جس آواز سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں اس آواز سے نماز کی ادائیگی بھی درست نہ ہوگی اور صدا سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے تو صدا سے نماز بھی درست نہ ہوگی۔ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز تو صدا سے گئی گزری ہے کیونکہ صدا اگرچہ اپنی اصلی حالت سے انحطاط پذیر ہو جاتی ہے مگر وہ متکلم کی اصل آواز ہی ہوتی ہے۔ جبکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اس کی اپنی آواز ہوتی ہے۔ متکلم کی آواز نہیں کما حققتہ سابقًا۔

پھر ارشاد فرمایا ہے:

> علاوہ بریں اس صورت میں وجوب و عدم وجوب سجدہ میں خود اختلاف ہے
> قال العلامۃ الشامی تحت قول الشارح والطیر ھوا صح زیلعی وغیرہ
> وقیل تجب فی الحجۃ ھو الصحیح۔ تتارخانیہ۔
> عدم وجوب کو اصح فرمایا اور وجوب کو صحیح تو تصحیح دونوں طرف ہوئی ص ۱۳۶

عرض ہے کہ یہ اختلاف پرندوں کی آواز کے بارے میں ہے صدائے بازگشت کے بارے میں نہیں۔ خود مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "طیر.. کے تحت

اصح اور صحیح دو قول منقول ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:۔

ولا تجب اذا سمعہا من طیر ھو المختار و من النائم الصحیح انہا تجب وان سمعہا من الصدی لا تجب علیہ (ص ۱۳۸ ج ۱)

فتح القدیر میں ہے:

وفی الخلاصۃ اذا سمعہا من طیر لا تجب ومن نائم الصحیح انہا تجب وان سمعہا من الصدی لا تجب افاد الخلاف فی الاولین و التصحیح، ص ۴۶۸ / ۱ ۔

مراقی الفلاح میں ہے:

ولا تجب سجدۃ التلاوۃ بسماعہا من الطیر علی الصحیح وفی الحجۃ ھو الصحیح لانہ سمع کلام اللہ وکذا الخلاف بسماعہا من القرد المعلم و لا تجب بسماعہا من الصدی وھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال (والصحاری ونحوھا)

طحطاوی میں الطیر علی الصحیح کے تحت ہے:

وھو المختار لانہا محاکات ولیست بقرأۃ لعدم التمیز

اور مایجیبک کے تحت ہے:

الاولی قول بعضھم الصوت الذی یسمع المصوت عقیب صیاحہ راجعاً الیہ من جبل او بناء مرتفع فانہ لا اجابۃ فی الصدی وانما ھو محاکات۔

بحرالرائق میں ہے:

لعدم اهلیته لانعدام التمیز کالسماع من الصدی کذا فی البدائع۔ (ص ۱۱۹، ج ۲)

اگر صدائے بازگشت ہی میں اختلاف ہو تو پرندے کی آواز کو اس پر قیاس کرنا کیسے درست ہوگا؟

الغرض صدائے بازگشت سے سجدہ واجب نہ ہونا اختلافی نہیں، اتفاقی مسئلہ ہے۔ اب جن حضرات نے پرندہ کی آواز کو نقل وحکایت قرار دیکر آواز بازگشت پر اس کا قیاس نہیں کیا، انھوں نے پرندے کی آواز سے سجدہ واجب ہونے کا فتویٰ دیا اور جن حضرات نے نقل وحکایت قرار دیکر آواز بازگشت پر قیاس کیا سجدہ واجب نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ بہرحال آواز بازگشت حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے متکلم کی اصل آواز اور کلام اللہ ہونے کے باوجود شریعت کے نزدیک متفقہ طور پر نقل وحکایت اور غیر کلام اللہ ہے تو لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز جبکہ حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے بھی متکلم کی اصل آواز نہیں تو اس پر اقتدا ر کیسے درست ہوگی؟ بالخصوص جبکہ سجدۂ تلاوت کے لئے ایک قول کے مطابق تلاوت کرنے والے کا عاقل و ممیز ہونا بھی ضروری نہیں۔ اور اقتدار کے لئے باتفاق فقہار متکلم کا عاقل و ممیز ہونا بھی کافی نہیں بلکہ اسی کی نماز میں شریک ہونا بھی ضروری ہے۔

مزید ارشاد ہوا ہے:

> ظاہر ہے کہ اصح کے مقابلے میں صحیح ہے اور صحیح باطل و فاسد نہیں۔ تو سجدۂ تلاوت کرلینا باطل و فاسد نہ ہوا۔ پس یہ اختلاف وجوب و عدم وجوب میں ہے۔ جواز میں نہیں۔ فساد کا احتمال نہیں۔ اگر اقتدار بالصدیٰ کو اسی پر قیاس کرلیں تو اختلاف اصح اور صحیح کا ہوگا۔ یعنی ایک قول پر اقتدار اصح نہیں دوسرے قول پر صحیح، جواز میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ فاسد و باطل کسی

قول سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ ص۱۳۶۔

ہم ابھی واضح کر چکے ہیں کہ اس اختلاف اصح و صحیح کا تعلق سکھائے ہوئے پرندوں سے آیت سجدہ سننے سے ہے۔ بذریعۂ صدا آیت سجدہ سننے سے نہیں۔ اور لاؤڈ اسپیکر سے آیت سجدہ سننا تو صدا سننے کی طرح بھی نہیں کما حقق سابقًا۔ پھر بھی اگر بطور تنزل یہ تسلیم کرلیا جائے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز صدا کی طرح ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ اس اختلاف اصح و صحیح کا تعلق صدا سے بھی ہے

تو عرض کروں گا کہ اصح اور صحیح قول کی صفت ہے وجوب کی نہیں۔ فقہاء کرام نے تجب علی الصحیح فرمایا ہے، الوجوب غیر اصح اور الوجوب صحیح نہیں فرمایا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ قول اصح کے مطابق صدا سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ اور قول صحیح کے مطابق واجب ہوجائے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک قول کے مطابق سجدۂ تلاوت کا وجوب غیر اصح اور دوسرے قول کے مطابق صحیح ہے۔ یعنی وجوب کی صحت تو دونوں ہی قول کے مطابق ہے مگر ایک قول کے مطابق غیر اصح ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے تو وجوب کا مسئلہ اختلافی نہ رہیگا، اجماعی ہوجائے گا۔ حالانکہ خود مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ:

وجوب و عدم وجوب سجدہ میں خود اختلاف ہے ص۱۳۶، سطر ۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو روشن ہوگیا کہ قول اصح کے مطابق اقتدار درست نہ ہوگی اور قول صحیح کے مطابق درست ہوگی یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک قول کے مطابق صحیح ہوگی اور دوسرے قول کے مطابق اصح نہیں۔ اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا فتویٰ قولِ اصح کے مطابق ہے۔

ف لیکن اگر سجدہ کے سلسلے میں احتیاطًا قول صحیح کے مطابق وجوب بھی ہو تو نماز کے سلسلے میں احتیاطًا فساد ہی ہوگا ۱۲۔

پھر ارشاد فرمایا ہے :

لاؤڈ اسپیکر کے متعلق اصحاب فن سے معلوم ہوا کہ مائکروفون سے لاؤڈ اسپیکر یعنی ہارن تک کوئی ایسی چیز نہیں جو غیر موصل ہو اور بجلی کے کرنٹ کو روکے اور وہ وہیں سے لوٹ پڑے ۔ بولنے والے کی آواز کی کیفیت کو بجلی نے لے لیا اور امپلی فائر سے گذرتی ہوئی ہارن تک پہنچی اور وہاں سے ہوا میں پھینکدیا درمیان میں نہ کہیں سکون ہے نہ ٹکراؤ سے واپسی ۔ جب یہ صدا نہیں تو صدا پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ۔ اور محض گمان کی بناء پر سجدہ پر صدا سے اقتدار بالصدی کا کا مسئلہ اخذ کر کے لاؤڈ اسپیکر کو ادھر گھسیٹنا کس طرح مناسب نہیں ص ۱۳۶

سوال یہ کہ مسئلہ تو آواز کے رکنے اور لوٹ پڑنے کا ہے ۔ اگر مائکروفون سے لیکر ہارن تک تمام چیزیں موصل ہیں، تو وہ چیزیں بجلی کے کرنٹ کی موصل ہیں، جو اس کو روکتی یا لوٹاتی نہیں، ہارن تک پہنچا دیتی ہیں ۔ جس سے اگر ثابت ہو تو یہ ثابت ہوگا کہ بجلی مائکروفون سے ہارن تک پہنچ گئی ۔ آواز کا ہارن تک پہنچنا پھر وہاں سے ہوا میں اتر جانا کیسے ثابت ہوگا؟ علاوہ ازیں آواز ملاء متکیف کے ساتھ قائم ایک عرض ہے اور بجلی ملاء متکیف ہی نہیں تو وہ آواز کو لیکر امپلی فائر سے گزرتی ہوئی ہارن تک کیسے پہنچ سکے گی، پھر ہوا میں کس طرح منتقل کرے گی ؟

مزید برآں یہ فرمانا تو اور بھی عجیب ہے کہ :

جب یہ صدا نہیں تو صدا پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ۔

مقیس و مقیس علیہ میں مغائرت لازمی چیز ہے ۔ اگر مغائرت نہ ہو بلکہ عین ہو جائے تو قیاس کی کیا ضرورت ہوگی ۔ کیا اس صورت میں مقیس، مقیس علیہ کا فرد نہیں بن جائیگا اور مطلق کا حکم فرد کے لئے ثابت نہیں ہوگا ؟

الغرض جب لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو صدا پر قیاس کرنا صحیح نہیں تو خود مفتی صاحب علیہ الرحمہ ہی کی تحریر سے ثابت ہوگیا کہ صدا کے سلسلے میں اختلاف ہو بھی تو اس کا تعلق

لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے نہیں ہو گا۔ اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر بالاتفاق اقتدار فاسد ہوگی وللہ الحمد۔

پھر مفتی صاحب نے جناب شبیر علی صاحب ایم، اے۔ اور جناب مسعود رفیع صاحب بی، ایس، سی کے حوالہ سے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کہیں "بجنسہ" کے الفاظ ہیں اور کہیں "بعینہ،، کے۔ اسی طرح الطاف علی صاحب ایم، ایس، سی کے حوالہ سے جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں بھی جناب الطاف علی صاحب کہیں لکھتے ہیں کہ "آواز کے مادہ اور مرکب میں تبدیلی ہوگئی ہے" کہیں لکھتے ہیں کہ "آواز کی لہریں برقی لہروں میں پھر برقی رو آواز کی لہروں میں تبدیل ہو جاتی ہے،، اور کہیں لکھتے ہیں کہ "وہ بعینہ متکلم کی آواز ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعینہ آواز کا مفہوم ان حضرات کے نزدیک وہ نہیں ہے جو اقتدار کے سلسلے میں مطلوب ہے کیونکہ کسی چیز کے مادہ اور مرکب میں تبدیلی ہو جانے کے بعد یا ایک شئ کے دوسری شئ میں تبدیل ہو جانے کے بعد شئ بعینہ باقی نہیں رہتی ہے۔ رہی یہ بات کہ پھر ان حضرات کے نزدیک بعینہ کا معنیٰ کیا ہے تو ہم گذشتہ اوراق میں اس پر مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔

پھر مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

> لاؤڈ اسپیکر مکلف و مختار ہوتا اور نماز میں داخل نہ ہوتا اور بغیر اللہ اکبر سنے خود اللہ اکبر بول دیتا تو واقعی" اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰۃ لازم آتی مگر وہ تو بے چارہ غیر مکلف، غیر مختار، بے ہوش وحواس آلہ ہے۔ اس پر "یدخل" اور "لم یدخل" صادق ہی نہیں آتا ۔ [۱۴۳]

عرض ہے کہ مکلف و مختار نہ ہونے کی بنیاد پر" اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰۃ" لازم نہ آئے تو پھر امام اعظم کے مسلک کے مطابق "قرأۃ عن المصحف کی صورت میں "تلقن من الخارج" کیسے صادق آئے گا؟ حضرت مفتی صاحب کے اس قول کی بنیاد پر تو "تلقن من المصحف،، کو "تلقن من الخارج،، کہنا ہی غلط ہو جائے گا۔ حالانکہ

وہ "تلقن من الخارج" ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ لاؤڈ اسپیکر کے مکلف ومختار نہ ہونے کے باوجود "اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوٰۃ" لازم آئے گا۔

یہی وجہ ہے کہ فتح القدیر میں ارشاد فرمایا:

وتحقیقہ انہ قیاس قرأۃ ما تعلمہ فی الصلوۃ من غیر معلم حی علیہا من معلم حی بجامع انہ تلقن من الخارج وھو المناط فی الاصل فان فعل الخارج لا اثر لہ فی الفساد والموثر فعل من فی الصلوۃ ولیس منہ الا التلقن۔ (ص۳۵۰، ج۱)

پھر بغیر اللہ اکبر سنے خود اللہ اکبر بول دینے والی بات بھی عجیب ہے کوئی خارج صلوٰۃ آدمی امام سے اللہ اکبر سن کر اللہ اکبر کہدے اور اسکی اقتدا کی جائے تو کیا نماز فاسد نہیں ہوگی؟

پھر مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

> چونکہ اس میں نفع ہے اور بہت سے ممنوعات ومفسدات سے حفاظت ہے۔ اس لئے آج کل اس کا استعمال نہایت ہی مناسب ہے۔ ص۱۴۳

حالانکہ مفتی محمد عبد القیوم صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان جن کی تقریظ سے مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی کتاب کو زینت دی ہے وہ لکھتے ہیں:

> حاجت اور ضرورت کے بغیر اس کے استعمال نے نہ صرف نماز میں مفاسد پیدا کئے بلکہ معاشرہ پر بھی اثر انداز ہوا ہے۔ بجلی یا آلہ کے خراب ہونے کی صورت عام پائی جاتی ہے جس کی بنا پر بڑے اجتماعات میں نمازیوں کی نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔ دو قریب ترین چند گز کے فاصلے پر مسجدوں میں نماز جب ایک ہی وقت پر ہو رہی ہو تو دو مسجدوں کے نمازیوں کو امتیاز نہیں رہتا کہ اپنے

امام کی تکبیر انتقال ہے یا دوسری مسجد کے امام کی۔ایک مسجد کا نمازی دوسری مسجد کے امام کی آواز پر انتقالات کرتا ہے۔مثلاً سجدہ میں دوسری مسجد کے امام کی تکبیر سن کر سجدہ سے اٹھا جبکہ اس کا اپنا امام ابھی سجدہ میں ہے۔یوں آوازوں کا خلط ملط دونوں مسجدوں کے نمازیوں کے لئے فساد صلوٰۃ کے مواقع پیدا کرتے ہیں۔حرم مکہ میں مسجد حرم سے باہر لوگ بازار میں صف بنا کر اسپیکر کی آواز پر اقتدار کر لیتے ہیں۔حالانکہ درمیان میں سڑکوں، بازاروں، مکانوں کا دور تک فاصلہ ہوتا ہے۔یہ امر میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔بلکہ ہند و پاک میں بھی عید، تراویح جلسوں اور بڑے اجتماعات میں ایسا کرتے ہیں۔غرض کہ نماز میں اسپیکر کا استعمال کئی پریشانیوں کا موجب ہے ص ۱۵۱

پھر حضرت مفتی آگرہ نے فرمایا ہے:

یہ ممکنات سے ہے کہ عین وقت پر بجلی فیل ہو جاتی ہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ باقاعدہ مبلغین کا انتظام رہے اور وہ فوراً تبلیغ شروع کر دیں۔یا شروع ہی سے دو چار مبلغین تبلیغ کرتے رہیں۔اگر لاؤڈ اسپیکر چل رہا ہے تو دونوں کا اجتماع ہو جائے گا ورنہ تبلیغ مختار تو موجود ہی ہے۔اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں کہ دونوں کا اجتماع رہے۔ ص ۱۴۳

عرض ہے کہ مفتی صاحب تو خود ہی فرما چکے ہیں کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

وفی حاشیۃ ابی السعود واعلم ان التبلیغ عند عدم الحاجۃ الیہ بان بلغھم صوت الامام مکروہ وفی السیرۃ الحلبیۃ اتفق الائمۃ الاربعۃ علی ان التبلیغ حینئذ بدعۃ منکرۃ ای مکروھۃ	یعنی جب امام کی آواز مقتدیوں تک پہنچ رہی ہو تو چاروں اماموں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ایسی صورت میں مبلغین کا تکبیر کہنا مکروہ ہے۔ ص ۱۴۰

الغرض امام و مکبر دونوں کی آوازوں کا اجتماع مکروہ ہے۔تو پھر جب ان کے مطابق لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام ہی کی آواز ہے تو دونوں کے اجتماع میں کوئی حرج کیسے

نہیں ؟ کیا بدعت منکرہ اور مکروہہ کا ارتکاب ممنوع و محظور نہیں ؟ رہانیتِ قلبی کے ساتھ تلفظ کے اجتماع کا بدعت ہونا تو یہ خود مفتی صاحب کی نقل کردہ عبارت کے مطابق بدعتِ حسنہ ہے، بدعت منکرہ و مکروہہ نہیں۔

حضرت مفتی محمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ کا فتویٰ اور اس کی توضیح،

تیسرا فتویٰ حضرت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ کا نقل کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا ہے:

[لاؤڈ اسپیکر میں یہ بھی شبہ ہے کہ جو آواز یونٹ سے نکلتی ہے وہ امام کی اپنی آواز نہیں۔ ص۱۴۵]

"یہ شبہ حرمت سے متعلق ہے کہ واقعۃً وہ امام کی آواز نہ ہو تو نماز فاسد ہوگی۔ اور جب شبہ حرمت سے متعلق ہو تو حقیقت کا قائم مقام اور ملحق بالیقین ہو جاتا ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

محرمات میں شبہ ملحق بیقین ہے کما نص علیہ فی الھدایۃ وغیرھا ص۲۳، ج۱ آخر۔

اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار فاسد ہوگی۔

پھر حضرت مفتی صاحب کا ارشاد ہے:

[اگر یہ ہے تو اس پر نماز کی حرکتیں کرنا زیادہ برا ہے۔]

زیادہ برا ہونا چونکہ مفسد کو بھی شامل ہے اس لئے ان کے اس لفظ سے یہ سمجھنا کہ وہ جواز کے قائل ہیں، درست نہیں۔

رہا یہ شبہ کہ انھوں نے شروع میں کراہت کا حکم دیا ہے اور اخیر میں بہتر نہ ہونا بتایا ہے جس سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ لفظ زیادہ برا سے مراد خلاف اولیٰ ہے نہ کہ مفسد۔ تو عرض کروں گا کہ انھوں نے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے میں چند قباحتیں ہیں اور پھر سلسلہ وار تین قباحتیں شمار کیں اور ہر ایک کی وجہ بھی بتائی۔ پہلی قباحت کراہت تھی جس کی وجہ الگ تھی۔ دوسری قباحت زیادہ برا ہونا تھا جس کی وجہ

جدا گئی۔ تیسری قباحت بدعت سیئہ ہونا ہے جس کی وجہ ان دونوں سے سوا ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانا بہتر نہیں۔ اب اگر ان کے نزدیک یہ تینوں قباحتیں بیک وقت لازم ہوں تو دوسری قباحت کی جو علت انھوں نے بتائی ہے اس کے مطابق زیادہ برا ہے کے لفظ سے مفسد ہی مراد ہوگا۔ لہٰذا یہاں بہتر نہیں ہے کا معنیٰ خلاف اولیٰ نہیں لیا جاسکتا بالخصوص جبکہ انھوں نے تیسری قباحت بدعت سیئہ بتائی ہے۔ اور جب بہتر نہ ہونے کا معنیٰ خلاف اولیٰ نہیں ہوا تو جیسے اسائت مراد لینا ویسے ہی مفسد مراد لینا بھی ہے تو لامحالہ قباحت ثانیہ کے پیش نظر مفسد ہی مراد لیا جائے گا۔ اس تقدیر پر ان کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا مفسد صلوٰۃ قرار پائی۔

اور اگر یہ تینوں قباحتیں مانعۃ الخلو کے طور پر مراد ہوں تو ماننا پڑے گا کہ ان کو یہ تحقیق ہی نہ ہوسکی کہ مکروہ ہے یا مفسد یا بدعت سیئہ اور جب تحقیق ہی نہ ہوسکی تو ان سے استدلال کرنا بھی درست نہیں۔

حضرت مفتی افضل حسین علیہ الرحمہ کا فتویٰ اور اس پر معروض

چوتھا فتویٰ حضرت مفتی افضل حسین علیہ الرحمہ کا نقل کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

> گنبد اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا بعینہ آواز امام ہونا الکشف شافیا سے ثابت ہے۔

الکشف شافیا سے گنبد اور فونوگراف کی آواز کا بعض احکام میں عین آواز ہونا تو ثابت ہے جیسا کہ قارئین سے مخفی نہیں۔ نیز الملفوظ میں بھی یہی ہے کہ امر۔ مگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا عین آواز ہونا ہرگز ثابت نہیں چنانچہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں:

> اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جس سے یہ سمجھا

جائے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے نزدیک محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات کرنے والے کی آواز درست ہے (التفصیل الانور ص۲۲)

حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب کی تحقیق کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی اصلی آواز نہیں:

پانچواں فتویٰ حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے ایک تفصیلی فتویٰ کا مختصر سا اقتباس ہے جس میں حضرت مفتی صاحب نے صدر الافاضل وغیرہ علیہم الرحمہ کے تعلق سے یہ لکھا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کرنا مکروہ وبدعت قرار دیتے تھے مگر خود حضرت مفتی صاحب نے اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ امام کی آواز نہیں لیکن مولنا نظام الدین صاحب نے کچھ شروع کچھ درمیان اور کچھ اخیر سے ان کی عبارتیں حذف کر کے صرف اس قدر نقل کرلیا ہے جس سے کسی نہ کسی اعتبار سے ان کی کچھ تائید ہوتی ہو حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ بلفظہٖ ملاحظہ فرمائیے۔

نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ وعیدین کسی نماز میں بغرض مذکور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کیا جائے چونکہ جمہور اکابر اہلسنت وجماعت ومفتیان کرام وعلمائے عظام ومشائخ فخام اس کے استعمال کو اب تک بوجوہ عدیدہ وبدلائل کثیرہ منع ہی کرتے رہے ہیں (الیٰ ان قال) بڑی تعداد لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو مکروہ وممنوع اور بدعت ومانع وسنت قرار دیتی ہے (الیٰ ان قال) اب آلہ کی بابت کافی رسائل وفتاویٰ اور براہین ودلائل پر غور وفکر کرنے کے بعد اور اس لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے مفاسد ونقائص پر نظر کرنے کے بعد نیز تحقیق وتدقیق کے بعد میرا خیال میری ناقص رائے بھی مفسد نماز ہونے کی طرف جارہی ہے جس کی اہم ترین دلائل شرعیہ یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ امام کی آواز قرار نہیں دی جاسکتی الخ (حبیب الفتاویٰ قلمی باب مکروہات ومفسد الصلوٰۃ

بجواب سوال مقبول حسین احمد صدیقی ملیریا آفس ایم پی ۱۱ر شوال ۹۲ھ)

حضرت صدر الافاضل وغیرہ علیہم الرحمۃ کے مکروہ وممنوع اور بدعت ومانع

سنت قرار دینے اور مفسد نماز نہ کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ زمانہ اس آلہ کے استعمال کا ابتدائی زمانہ تھا نیز اس سے آواز پیدا ہونے کی کیفیت کا تعلق براہ راست فقہیات سے نہیں بلکہ علمِ طبعیات کے شعبۂ صوتیات اور لاؤڈ اسپیکر کے اصولِ ایجاد سے ہے جس کی وجہ سے اس کی حقیقت ان بزرگوں پر منکشف نہ ہوسکی۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

مولانا نظام الدین صاحب نے جمہور اہلسنت کے خلاف جن بعض علماء کے فتاوٰی سے استناد کیا تھا الحمد للہ کہ ہماری معروضات سے ان کے استناد کا بطلان واضح ہوکر یہ بات ثابت ہوگئی کہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا فتوٰی مبارک برحق ہے یعنی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر جواز اقتدار کی کوئی صورت نہیں۔

بعض علماء عصر کے نظریات کا جائزہ

اب آئیے ان بعض علماء عصر کے آراء ونظریات کا بھی ایک سرسری جائزہ لے لیا جائے جن سے مولانا نظام الدین صاحب نے اپنی اس کتاب پر تصدیق وتائید کی آخری مہر ثبت کی ہے۔

سب سے پہلی رائے حضرت مفتی عبد المنان صاحب اعظمی مدظلہ العالی کی ہے وہ فرماتے ہیں:

> ہند و پاک کے تمام شہروں کی بیشتر مساجد میں عام مسلمانوں نے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شروع کر دیا۔ (ص ۱۴۸)۔

عرض ہے کہ پاکستان کے متعلق تو یہ فقیر کچھ زیادہ نہیں جانتا البتہ اللہ کا شکر ہے کہ ہندوستان کے تمام شہروں کی بیشتر مسجدوں میں اس کا استعمال نہیں ہورہا ہے بلکہ اب بھی ایسے بہت سے شہر ہیں جہاں اہلسنت کی ایک مسجد میں بھی اس کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ ہاں کچھ شہر ایسے بھی ہیں جہاں کی کچھ مسجدوں میں اس کا استعمال ہو رہا ہے اور وہ بھی اس لئے کہ کچھ علماء ہی اسے جائز بتاتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کا ارشاد ہے:

دمولنا نظام الدین صاحب نے ، دنیا کے مختلف گوشوں کے سائنسدانوں اور علماء سے قلمی رابطہ رکھا اور مدتوں کے غور وخوض اور علم وتحقیق کے نتیجہ میں اپنی ایک رائے قائم کی جو مطبوعہ شکل میں اہل اسلام کی خدمت میں پیش ہے ص۱۴۹

حالانکہ مولنا نے صرف مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر اسرار احمد صاحب پروفیسر ابوالہاشم صاحب اور پاکستان کے پروفیسر عبدالسلام صاحب کے حوالے دیئے ہیں۔ اور ان حوالوں کا حال بھی ہمارے گزشتہ معروضات سے واضح ہوچکا کہ یہ درحقیقت سائنس دانوں کی اصطلاح سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اور اگر واقعی دنیا کے مختلف گوشوں کے سائنسدانوں سے قلمی رابطہ رکھا تھا تو کتاب میں ان سائنسدانوں کی تحریریں کیوں نہیں نقل کیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان حضرات نے صریح لفظوں میں مولنا کے خلاف اپنے نظریات پیش کئے ہوں۔

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:

اس کتاب کی اشاعت کا ایک مقصد علماء کرام کا ردعمل معلوم کرنا بھی ہے ص۱۴۹

یعنی عوام تو جائز سمجھ کر اس کے مطابق عمل کریں اور علماء اسے قابل اعتنا نہ سمجھ کر خاموش رہیں یا کسی اور وجہ سے اس کا رد شائع نہ فرمائیں تو مولنا نظام الدین صاحب کو یہ شہرت دینے کا موقع مل جائے کہ السکوت فی معرض البیان بیان ص۔ اس لئے لاؤڈ اسپیکر پر جواز اقتدار کا مسئلہ اجماعی ہوگیا۔ یا اگر علماء جواب دینا ضروری سمجھ کر اس کا رد لکھیں تو ان پر اختلاف وافتراق پیدا کرنے کا الزام دینا آسان ہوجائے۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ارشاد ہے۔

میں نے مولنا کی یہ کتاب پڑھی اور ان کے دلائل مجھے وقیع معلوم ہوئے ص۱۵۰

یقین نہیں آتا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کا یہ ارشاد ہوگا۔ کیونکہ کتاب کے دلائل کی وقعت کا جو حال ہے وہ ہمارے معروضات سے آشکارا ہے جبکہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ، کی علمی بصیرت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس طرح کی دلیلوں کو نگاہِ اولیں میں ہی رد فرمادیتے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مولنا نظام الدین صاحب نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کی رائے گرامی کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا ہو جو انھوں نے حضرت مفتی حبیب اللہ

صاحب علیہ الرحمۃ کے فتوی کے ساتھ کیا تھا؟

پھر حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ارشاد ہے:

> حضرات علمائے اہلسنت سے میری پرخلوص درخواست ہے کہ اس حیثیت سے بھی غور کرنے کی شدید ضرورت ہے کہ یہ اب ایک عام ابتلاء ہے اور کروڑوں اہل اسلام کی نماز کی صحت و فساد کا مسئلہ ہے۔ (ص ۱۵۱)

عرض ہے کہ ابتلاء عام کے دو معنیٰ ہیں (۱) عام طور پر لوگ اس کے مطابق عمل درآمد کرنے لگ گئے ہوں (۲) لوگ اس کے مطابق عمل درآمد کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں، عمل نہ کریں تو حرج و دشواری کا سامنا ہو۔ اسی دوسرے معنی کو فقہ کی اصطلاح میں ضرر و حرج اور عموم بلوٰی کہتے ہیں۔ یہی ابتلاء عام حکم میں تخفیف کا باعث اور حجت ہے۔

فیہ البلوٰی لحصولہ بغیر فعلہ فجاز ان یجعل معذورا بخلاف العمد۔ (عنایہ، ص ۳۳۱ ج ۱)

ومعنی البلوٰی فی الماء المستعمل ظاھر فان صون الثیاب عنہ غیر ممکن۔ (مبسوط سرخسی ص ۴۶، ج ۱)

ان البلوٰی اللتی وقعت الاشارۃ فی الھرۃ موجود ھھنا فانھا تسکن البیوت ولا یمکن صون الاوانی عنھا (ایضا ص ۵۰)

فیہ بلوٰی فان من بال فی یوم ریح لا بد ان یصیبہ ذلک خصوصا فی الصحاری وقد بینا ان ما لا یستطاع الامتناع عنہ یکون عفوا (ایضا ص ۸۶) یتعذر الاحتراز عنہ، ووقع الحرج فی الحکم (حلبی کبیر ص ۱۴۲، ج ۱)

ابتلاء عام بالمعنی الاول نہ تو احکام میں تخفیف کا باعث ہے اور نہ ہی حجت۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

بھشتیوں کے بچے اکثر کنویں پر پانی بھرتے ہیں لوگوں کی عادت ہے کہ ان سے وضو یا پینے کو لے لیتے ہیں یہ حرام ہے اور عوام کو اس میں ابتلاء عام ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (ص ۴۳۴، ۱۶)

علامہ شامی اجارۂ وقف کے ایک مسئلہ میں فرماتے ہیں:

وکل ذلك صار الامر فیہ بالعکس فی زماننا۔ واذا تکلم احد بین الناس بذلك یعدون کلامہ منکرا من القول وھذہ بلیۃ قدیمۃ وقد ذکر العلامۃ قنلی زادہ ما ملخصہ ان مسئلۃ البناء والغرس علی ارض الوقف کثیرۃ الوقوع فی البلدان خصوصا فی دمشق فان بساتینھا کثیرۃ واکثرھا اوقاف غرسھا المستاجرون وجعلوھا املاکا واکثر اجاراتھا باقل من اجر المثل اما ابتداء واما بزیادۃ الرغبات وکذلك حوانیت البلد ان فاذا طلب المتولی او القاضی لرفع اجاراتھا الی اجر المثل ینظلم المستاجرون ویزعمون انہ ظلم وھم ظالمون۔ کما قال الشاعر

تشکو المحب ویشکو وھی ظالمۃ کالقوس تصمی الرمایا وھی مرنان

وبعض الصدور والاکابر یجادلونھم ویزعمون ان ھذا تحرك فتنۃ علی الناس وان الصواب ابقاء الامور علی ما ھی علیہ وان شر الامور محدثاتھا ولا یعلمون ان الشر فی اغضاء العین عن الشرع وان احیاء السنۃ عند فساد الامۃ من افضل الجھاد واجزل القرب فیجب علی کل قاض عادل عالم وعلی کل قیم امین غیر ظالم ان ینظر فی الاوقات وھذا اعلم فی ورق ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (ص ۲۰، ج ۵) ملخصاً

اب لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں ہم دیکھیں تو واضح ہو گا کہ اس میں ابتلاء عام بالمعنی الاول ہے بالمعنی الثانی نہیں تو اس ابتلاء عام بالمعنی الاول کو حکم میں تخفیف کا باعث اور حجت قرار دے کر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدار کی صحت کا فتویٰ دینا کسی طرح مناسب و موزوں نہیں ورنہ اس طرح سے تمام ممنوعات و محظورات کے جواز کا دروازہ کھل جائے گا واللہ الہادی الی سواء السبیل۔

دوسری رائے

حضرت مفتی محمد عبد القیوم صاحب ہزاروی کی نقل کی گئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ماہرین کی اکثریت بلکہ تمام ماہرین اعلیٰحضرت کے نظریۂ صوت سے متفق ہیں کہ یہ صوتِ امام ہے (ص ۱۵۰)

امام احمد رضا نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے متعلق کہیں بھی یہ نظریہ پیش نہیں فرمایا ہے کہ یہ آواز امام کی آواز ہے۔ یوں ہی شعبۂ صوتیات کے ماہرین میں سے شاید ہی کوئی ایسے ہوں جو یہ کہہ سکیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز ہماری معہود و مطلوب اصطلاح کے مطابق امام کی آواز ہے۔ رہا بعض حضرات کا اسے عین آواز کہنا تو ہم واضح کر چکے ہیں کہ سائنس کی اصطلاح میں عینیت کا مفہوم ہی دوسرا ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

> بہت سی جزئیات ایسی ہیں جن میں یہ صورت (تلقن من الخارج) متحقق ہے لیکن اس کے باوجود فقہائے کرام نے عدم فساد کا حکم دیا ہے یا فساد و عدم فساد میں اختلاف کیا ہے۔ (ص ۱۵۰)

جن صورتوں میں فقہائے کرام نے عدم فساد کا حکم دیا ہے ان میں سے بعض صورتوں میں تلقن من الخارج کا تحقق ہی نہیں ہے اور بعض صورتوں میں خلافِ قیاس استحساناً جواز کا حکم ہے تو اب ان پر قیاس کر کے لاؤڈ اسپیکر کے لئے جواز کا حکم ثابت کرنا کسی طرح تو ین قیاس نہیں۔ کما مر

پھر لکھتے ہیں:

> علامہ مولٰنا ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب نعیمی نوراللہ مرقدہٗ نے جواز کو ثابت کرتے ہوئے اپنی تحقیق میں ان جزئیات کو جمع فرما دیا ہے۔ (ص ۱۵۰)

علامہ نوراللہ صاحب علیہ الرحمہ اور بعض دوسرے علماء بلکہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے رسائل وفتاویٰ سے بھی یہ جزئیات اخذ کر کے مولٰنا نظام الدین صاحب نے اپنی اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ اور یہ فقیر رضوی ان جزئیات سے استدلال کا غلط و باطل ہونا ماقبل میں واضح کر چکا

تیسری رائے

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ کی نقل کی گئی ہے علامہ موصوف نے نہ تو مولٰنا کے موقف کی تائید کی ہے اور نہ ہی تردید۔ بلکہ انھوں نے اہلسنت کے صائب فکر علماء کو اتفاق یا اختلاف کے اظہار کی دعوت دی ہے

چوتھی رائے

مولٰنا محمد شفیع صاحب اعظمی مدظلہ کی نقل کی گئی ہے وہ لکھتے ہیں اس آلہ سے مسموع آواز کے بارے میں اہل سائنس

> اور اس آلہ کی تیکنیک کے ماہرین کی آراء مختلف رہی ہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے مسموع آواز متکلم کی آواز کی غیر ہے۔ بعض پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ عین آواز متکلم ہے۔ (ص ۱۵۳)

ہم گزشتہ اوراق میں واضح طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ سائنسی تحقیقات اور اصول ایجاد کی روشنی میں وہ آواز متکلم کی عین آواز نہیں۔ رہا ماہرین کی آراء میں اختلاف کا شبہ، تو دراصل یہ ان کی اصطلاح سے ناآشنائی پر مبنی ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

> وتبیع دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مبرہن اور ماہرین سائنس کی تحقیقات سے مؤکد کیا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز عین آواز متکلم ہے اور تلقن من خارج الصلوٰۃ مطلقاً ناجائز نہیں۔ (ص ۱۵۴)

ہمارے گزشتہ معروضات سے مولانا کے دلائل عقلیہ ونقلیہ کی حقیقت آشکار ہو چکی ہے اور ماہرین سائنس کی تحقیقات کا حال بھی منکشف ہوگیا ہے اسی طرح تلقن من الخارج کے مطلقاً ناجائز نہ ہونے کی حقیقت بھی روشن ہوچکی ہے۔

پھر لکھتے ہیں :

> عدم جواز کے قائلین کے ایرادات وشبہات دلائل وشواہد کی روشنی میں سنجیدہ اندازسے دفع کئے گئے ہیں۔ (ص ۱۵۴)

جواب الجواب سے صرفِ نظر کرنا اور اپنی بات کو دہراتے جانا ہی اگر دلائل وشواہد کی روشنی میں ایرادات کو دفع کرنا ہے تو یہ مولانا نظام الدین صاحب ہی کا حصہ ہوگا۔ دنیا کا کوئی مصنف اسے دفع ایرادات نہیں کہہ سکتا۔

پانچویں رائے

علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب مدظلہ کی نقل کی گئی ہے وہ لکھتے ہیں :

> اس سلسلے میں میرا موقف وہی ہے جو آپ کی تحقیق کا حاصل وخلاصہ ہے اور اب تک میری نظر کے سامنے کوئی ایسی تحریر نہیں آسکی جو مجھے تبدیلیٔ موقف پر مجبور کردے۔ (ص ۱۵۶)

علامہ موصوف نے تو خود اپنی کتاب " ویڈیو، ٹی وی کا شرعی استعمال " میں فرمایا ہے ہے " ایک انرجی کا دوسری انرجی میں بدل جانا اہلِ علم کے نزدیک ایک معروف ومتعارف حقیقت ہے مثلاً آپ کی آواز ایک انرجی ہے یوں ہی روشنی ایک انرجی ہے۔ اسی طرح میگنیٹ ایک انرجی ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو جب آپ آواز نکالتے ہیں اور وہ مائک سے ٹکراتی ہے تو فوراً الیکٹرانک انرجی میں بدل جاتی ہے اور پھر یہی جب اسپیکر سے باہر ہوتی ہے تو فوراً ہی ساؤنڈ انرجی میں تبدیل ہو جاتی ہے الغرض آواز کا روشنی ہو جانا یا روشنی کا آواز ہو جانا انقلابِ ماہیت نہیں تو اور کیا ہے ؟ چونکہ ریز (یعنی الیکٹرانک انرجی) الیکٹرانک انرجی کی صورت میں فطری طور پر کسی جگہ ٹیپ اور پائیدار نہیں ہوسکتی۔ تو

یہی انرجی جب ویڈیو کیسٹوں تک پہنچتی ہے تو اپنی سابقہ حقیقت وہویت کو بدل کر ایک پائیدار ہو سکنے والی نئی حقیقت وہویت کے ساتھ اس کے فیتوں میں جذب ہو جاتی ہے اور پھر جب اس ٹیپ شدہ حقیقت وہویت والی قوت کو ٹی، وی سے وابستہ وہم رشتہ کیا جاتا ہے تو پھر وہ الیکٹرانک انرجی کا روپ اختیار کر کے ٹی، وی کے شیشوں پر عکوس کی صورت میں نظر آنے لگتی ہے۔ اس گفتگو سے اندازہ لگالیا گیا ہوگا کہ کیسٹوں میں ٹیپ شدہ چیز کو ریز کہنا باعتبار ما کان یا باعتبار مایکون مجازاً ہے نہ کہ حقیقۃً۔ ورنہ حقیقت تو یہی ہے کہ کیسٹوں میں جو کچھ ہے وہ صرف یہی نہیں کہ تصویر وعکس نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ریز بھی نہیں۔ اب ان تفصیلات کو سامنے رکھ لینے کے بعد بھی کیا کوئی شک رہ جاتا ہے کہ جو کچھ کیسٹوں میں ہے اپنی حقیقت کے لحاظ سے اس کا غیر ہے جو ٹی، وی میں نظر آرہا ہے۔ (ص ۲۵۴)

جس سے واضح ہے کہ مولانا نظام الدین صاحب کے نام یہ مراسلہ لکھتے وقت وہ یہ فراموش کر گئے کہ "ویڈیو۔ ٹی۔ وی کا شرعی استعمال" میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ نیز یہ کہ ویڈیو، ٹی، وی کا شرعی استعمال کو اس مقام پر صحیح قرار دیا جائے تو مراسلہ کو غلط ماننا ہوگا۔ یا۔ اسے صحیح سمجھا جائے تو ویڈیو، ٹی، وی کا شرعی استعمال کو نادرست تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی اصلی آواز نہ ہو تو اس پر اقتدا درست ہونے کی کوئی صورت نہیں کما مر تفصیلا۔

پھر لکھتے ہیں:

> آپ کے کلام میں اگرچہ معقولات کی چاشنی مناسب مقدار میں ہے مگر آپ نے اپنے ہر ہر دعویٰ کے ثبوت کا دارومدار منقولات پر رکھا ہے اور فقہی جزئیات سے آپ نے اپنے مضمون کو بھر دیا ہے (ص ۱۵۹)

معقولات کی چاشنی کا حال تو گزشتہ اوراق میں میری معروضات سے ظاہر ہے اور جہاں تک فقہی جزئیات سے اپنے مضمون کو بھر دینے کی بات ہے تو استلزام مطلوب اور تقریب تام کے بغیر کسی بھی دعویٰ سے متعلق ہزاروں کتابوں کی عبارتیں بلکہ پوری کی پوری کتابیں نقل کی جاسکتی ہیں۔

پھر لکھتے ہیں:

> ان حضرات کی تائید وتصویب آپ کے لئے ایک بہترین سند

کی حیثیت رکھتی ہے۔ (ص ۱۶۰)

دلائل کے بالمقابل تائید وتصویب ہی سند ہو تو جمہور اہلسنت، اکابر ملت بالخصوص جانشین امام احمد رضا حضور مفتیٔ اعظم ہند، صدر الشریعہ، محدث اعظم ہند، برہان ملت، شیر بیشۂ اہلسنت، حافظ ملت، مجاہد ملت اور دوسرے سینکڑوں اکابر علماء کا فتویٰ سند کیوں نہیں؟ جبکہ جن حضرات نے مولانا کی تائید وتصویب کی ہے خود ان کے حق میں بھی یہ اکابر یقیناً سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چھٹی رائے

مولانا محمد منشا تابش قصوری دام ظلہ، کی نقل کی گئی ہے وہ لکھتے ہیں:

بہت قلیل تعداد عدم جواز کی قائل ہے اور کثرت جواز پر قائم۔ (ص ۱۶۱)

مگر بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان صاحب مدظلہ کا ارشاد گرامی ہے:

علمائے اہلسنت کا ایک قابل ذکر طبقہ جو تعداد میں بہت کم تھا۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو عین امام کی آواز سمجھ کر جواز کا فتویٰ دیتا رہا۔ (ص ۱۴۸)

اگر کہا جائے کہ حضرت بحر العلوم نے اکابر علماء کی قلت کا ذکر کیا ہے اور یہاں اصاغر کی کثرت مراد ہے تو عرض کروں گا کہ اکابر کے بالمقابل بلادلیل اصاغر کی رائے کا کیا اعتبار ہے؟

ساتویں رائے

مولانا عبد الحکیم شریف قادری صاحب مدظلہ کی نقل کی گئی ہے مگر مولانا موصوف نے جواز و عدمِ جواز کے سلسلہ میں اپنا کوئی موقف بیان نہیں فرمایا ہے۔ البتہ مولانا کو یہ اطلاع دی ہے کہ فتاویٰ نوریہ کا مطالعہ جانبِ جواز کا معاون ہے۔ نیز قادری صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حاجت سے زائد اوقات میں زیادہ آواز کے ساتھ لاؤڈ اسپیکر نے بھی قوم کو ہم سے بیزار کر رکھا ہے ص ۱۶۲

آٹھویں رائے

حضرت مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی دام ظلہ کی ہے وہ فرماتے ہیں

میری فکر قاصر میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی غیریت راجح نہیں۔ (ص ۱۶۲)

اس سے غیریت کا مرجوح ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ تو اس سلسلہ میں حضرت والا

کی کوئی تحقیق ہی نہیں ہوئی۔

پھر فرماتے ہیں :

> جہاں ضرورت ملجئہ سامنے آتی ہے مکبرین کی تعین کا بھی حکم دیتا ہوں۔ صـ ۱۶۲

اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اقتدار مکبرین کی آواز پر ہو اور ضرورت کے دفع کے لئے لاؤڈ اسپیکر بھی رکھ دیا جاتا ہے۔

نویں اور آخری رائے

مولانا مجیب الاسلام صاحب اعظمی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

> فاضل ذکی و فطین علامہ محمد نظام الدین مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے مکبر الصوت کے ذریعہ مسموع آواز پر اقتدار کے جواز پر جو نفیس و محقق مقالہ سپرد قلم کیا ہے مقدس علماء کرام کو اس سلسلے میں کسی صحیح فیصلہ پر پہنچنے کے لئے واضح صاف ستھری شاہراہ تحقیق عنایت فرمادی ہے۔ (صـ ۱۶۳)

یہ اس حیثیت سے صحیح ہے کہ جواز کا شبہ پیدا کرنے کے لئے جو وجوہات ہو سکتے تھے وہ سب ایک ساتھ سامنے آ گئے۔ اور جب دلائل و براہین کی روشنی میں سب کو رد کر دیا گیا تو ثابت ہو گیا کہ جواز کی کوئی صورت نہیں۔

پھر لکھتے ہیں :

> لائق احترام محقق نے قائلینِ جواز و عدمِ جواز کے دلائل و براہین اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات و شبہات کو انتہائی دیانت و امانت سے بغیر کسی گوشہ کو مخفی رکھتے ہوئے بڑی فیاضی کے ساتھ پیش کر کے حقِ انصاف ادا کیا ہے۔ (صـ ۱۶۳)

جواز کا وہم پیدا کرنے والے وجوہات کو نقل کرنا اور ان کے جوابات کو نظر انداز کر دینا ہی دیانت و امانت کے ساتھ حق انصاف ادا کرنا ہے۔ تو بلاشبہ مولانا نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے

پھر لکھتے ہیں :

> مکبر الصوت کے ہارن سے خارج ہونے والی آواز کا زمانہ اور آواز متکلم کا زمانہ ایک ہی محسوس ہوتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مکبر الصوت کی آواز بعینہ آواز متکلم ہے (ص ۱۶۴)

یعنی آواز کے عین یا غیر ہونے کا مدار، آواز کی ماہیت کے اتحاد و اختلاف پر نہیں، بلکہ اتحاد و اختلافِ زمانہ کے احساس پر ہے۔ اس طرح کی دلیلوں کو استدلال کی دنیا میں استحسان کی نظر سے دیکھا جائے تو پھر علت و معلول اور لازم و ملزوم کو بھی ایک دوسرے کا عین قرار دینا ہوگا۔

پھر لکھتے ہیں:

> سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے ارشاد فرمایا کہ "میں کب کہتا ہوں کہ وہ آوازِ متکلم نہیں۔ (ص ۱۵۵)

اگر یہ انتساب صحیح ہے تو حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بطورِ تنزل علی سبیل الفرض فرمایا ہوگا کہ اگر اس آواز کو متکلم کی آواز بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی نماز کے باب میں اسے حکماً عین آواز نہیں کہہ سکتے۔ جیسے صدائے بازگشت متکلم کی عین آواز ہونے کے باوجود حکماً عین آواز نہیں ہے اور فقہا نے اس سے مسموع قرأت کو "محاکات ولیس بقرائت"، فرمایا ہے ورنہ حضور قبلہ گاہی کی تحقیق یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں مماثلِ آوازِ امام ہے"۔ التفصیل الانور ص ۲۴

پھر لکھتے ہیں:

> اس اختلاف کی وضاحت ایک مثال سے فرمائی کہ ایک حوض کے کنارے سے کسی نے پانی کو زور سے دھکا دیا جس سے ایک لہر کے ذریعہ پانی آگے بڑھا اور جانبِ مخالف پہنچ کر سمت متوازی دیوار سے ٹکرا کر واپس ہونے والی تھی کہ کسی نے اس میں رنگ کی پڑیا ڈال دی۔ ظاہر بات ہے کہ وہ جاتی ہوئی پانی کی لہر ٹکرا کر واپس ہو گی مگر اب اس کی کیفیت بدل گئی کہ اب اس پلٹنے والے پانی کو پانی نہ کہا جائے گا، بلکہ اس کو رنگ کہا جائے گا۔ جب کہ وہ وہی پانی ہے جو دھکا دینے سے پیدا ہونے

والی لہر کا پانی تھا۔ پانی میں اختلاف نہیں، پانی کی کیفیت میں اختلاف ہوا ہے ۱۶۳

امام احمد رضا تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف اس مثال و وضاحت کا انتساب قطعاً غلط ہے کیونکہ جانب مخالف پہنچ کر سمت متوازی دیوار سے ٹکرانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ہاں سمتِ مقابل دیوار سے ٹکرائے گا۔ علاوہ ازیں رنگ کی پڑیا ڈالنے سے پانی کی کیفیت میں تبدیلی ہوئی تو اس کے لئے جانب مخالف پہنچ کر دیوار سے ٹکرا کے واپس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا یوں ہی رنگ کی پڑیا ڈال دینے سے پانی کی کیفیت میں تبدیلی نہیں ہوگی؟ وغیر ذالک۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا نے اپنے غلط مزعوم کو ثابت کرنے کے لئے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان پر افترار و بہتان سے بھی دریغ نہیں فرمایا پھر لکھتے ہیں:

> سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے فقیر کا قلب اس وقت بھی مطمئن نہیں تھا مگر چونکہ اس وقت اجلۂ علمائے کرام نے عدم جواز پر دستخط فرما دیئے تھے، میں نے بھی اس پر دستخط ثبت کر دیئے تھے۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضور مطاع فقہائے عصر تھے میں نے ان کی رائے کے حوالے اپنی رائے بھی کر دی تھی۔ (ص ۱۶۴)

دلائل کی روشنی میں دل مطمئن نہ ہو تو کیا کسی فتویٰ پر تصدیق کرنا جائز ہے؟ اور کیا اس طرح کی تصدیق کرنے والے حضرات کا فتویٰ قابلِ اعتماد ہوگا؟ بلا شبہ جانشین امام احمد رضا حضور مفتیٔ اعظم ہند مطاع فقہائے عصر تھے۔ تو ان کے فتوے کے مطابق عمل کرتے ہوئے "وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاع" کہنا چاہئے تھا، نہ یہ کہ بہ حیثیت مفتی اس کی تصدیق کرنی چاہئے تھی۔ وہ بھی ایسے لفظوں سے جن میں جانبِ مخالف کے بطلان پر جزم شرعی موجود ہو۔ مولانا کے تصدیق کے الفاظ یہ ہیں "ھٰذا الحکم حکم الشریعۃ و خلافہ باطل عند الشریعۃ ۔ انا مجیب الاسلام ۔ التفصیل الانور ص ۳۶

پھر لکھتے ہیں:

> تجربات شاہد ہیں کہ کسی جگہ وہابی امامت کرتا ہے تو بہت سے سنی اس لئے سنیوں کی مسجد چھوڑ کر وہابیوں کی مسجد میں جاکر وہابی امام کی اقتدار میں نماز ادا کرتے ہیں کہ وہ لاؤڈاسپیکر پر نماز پڑھاتا ہے۔ (ص ۱۶۵)

اپنے خیال کو تجربات کا نام دینا دوسری چیز ہے اور تجربہ دوسری چیز۔ پھر بالفرض کوئی جاہل ایسا کرتا ہے تو اس کی خاطر ایک مفسد کو غیر مفسد قرار دے کر ہمیشہ کے لئے تمام نمازیوں کی نمازوں کو فاسد کر دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، خود اس کو سمجھا کر راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

> مسئلہ مکبر الصوت کو اجماعی بھی تسلیم کرلیں جب بھی ابتلاء عام مسئلہ اجماعیہ کو بدل دے گا۔ (ص ۱۶۶)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر افتاء کا یہی حال رہا تو پھر داڑھی منڈانا، سینما بینی وغیرہ کسی کو بھی ناجائز نہیں کہا جا سکے گا۔ پھر جب کہ سینما بینی یا داڑھی منڈانے میں عوام کا مبتلا ہونا از خود ہے اور لاؤڈاسپیکر کے مسئلے میں جواز کا فتویٰ دے کر ان کو مبتلا کیا گیا ہے۔

اگر اس طرح کے ابتلائے عام سے احکام میں تبدیلی ہو تو سود، شراب، زنا کسی بھی حرام سے حرامِ قطعی واجماعی کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ پہلے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا جائے پھر جب کچھ لوگ اس کے مطابق عمل کرنے لگیں تو ابتلاء عام کا سہارا لے کر پوری دنیا کو جائز کہنے پر مجبور کر دینے کی کوشش کی جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

گر ہمیں مفتی و ہمیں افتاء　　کارِ افتاء تمام خواہد شد

میں ابتلاء عام اور عموم بلوی سے متعلق گزشتہ اوراق میں تفصیلی گفتگو کر چکا ہوں۔

ماخذ و مراجع

قرآن کریم		کلام باری
کنز الایمان		ترجمۂ قرآن
بیضاوی شریف		تفسیر
عمدۃ القاری	جلد ۱	حدیث
فتح الباری	〃 ۱	〃
شرح مواقف		عقائد
شرح مقاصد		〃
شرح عقائد		〃
نبراس		〃
مسلم الثبوت		اصول فقہ
فواتح الرحموت		〃
شرح مسلم الثبوت خیرآبادی		〃
تلویح		〃
تنقیح		〃
توضیح		〃
نور الانوار		〃
قمر الاقمار		〃
اصول الشاشی		〃
فصول الحواشی		〃
مبسوط سرخسی	جلد ۱	فقہ
قدوری		〃
ھدایہ		〃
فتح القدیر	جلد ۱	〃
〃	〃 ۳	〃
〃	〃 ۵	〃
عنایہ	〃 ۱	〃
کفایہ	〃 ۱	〃
〃	〃 ۳	〃
بحر الرائق	〃 ۲	〃
〃	〃 ۳	〃
غنیہ		〃
حلبیہ		〃
بدائع الصنائع	جلد ۱	〃
〃	〃 ۲	〃
درمختار	〃 ۱	〃
ردالمحتار	〃 ۱	〃
〃	〃 ۵	〃
تبیین الحقائق	〃 ۱	〃

اشباہ ونظائر جلد ۱	فقہ	فتاوی رضویہ جلد ۲	فقہ
شرح اشباہ 〃 ۱	〃	〃 〃 ۳	〃
جوہرۃ نیرہ 〃 ۱	〃	〃 〃 ۶	〃
حاشیہ شلبی	〃	〃 〃 ۷	〃
نور الایضاح	〃	〃 〃 ۱۰	〃
مراقی الفلاح جلد ۱	〃	جد الممتار 〃 ۱	〃
طحطاوی علی الدر	〃	الکشف شافیہ	〃
طحطاوی علی المراقی	〃	التفضیل الانوار	〃
شرح وقایہ	〃	حبیب الفتاوی قلمی	〃
منحۃ الخالق	〃	قطبی	منطق
عالمگیری جلد ۱	〃	تہذیب	〃
〃 〃 ۴	〃	شرح تہذیب	〃
عمدۃ الرعایہ	〃	مرقات	〃
فتاوی رضویہ جلد ۱	〃	مصفات	〃
ٹی، وی کی تحقیق		لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم	

دی اسٹوری آف دی آرٹی فیشل والس ۔ بحوالہ ضروری مسائل ۔

دنیائے سنّیت کا پیغام

- نماز روزہ و دیگر فرائض، واجبات اور سنتوں کی پابندی کیجئے۔
- قرآن مجید کا ترجمہ کنزالایمان ضرور پڑھا کیجئے۔
- گستاخانِ رسول و صحابہ واہل بیت اور اولیاء کے گستاخوں سے بچا کیجئے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا پرچار کیجئے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانیئے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ضرور ضرور انگوٹھے چومیں۔
- مساجد میں بوقت اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا رائج کیجئے۔
- ہر جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں کھڑے ہو کر ضرور سلام پڑھیں۔
- ہر مشکل میں یا اللہ (جل جلالہ) مدد، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مدد کہا کیجئے۔
- گیارہویں شریف، نیاز و فاتحہ اور دیگر معمولات اہل سنت پر عمل کیجئے۔
- ۱۲ ربیع الاول کے دن جلوس میں ضرور شرکت کیجئے۔
- محفل نعت میں آیا کیجئے۔
- اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیا کیجئے۔

انجمن انوار القادریہ کی تمام کتابیں رعایتی قیمت پر حاصل کیجئے۔